



Novels
Mania

www.urdu novelsmania.com

لائبہ سمیع

بن تیرے صنم

Urdu Novels Mania Team©

www.urdu novelsmania.com

بن تیرے صنم از قلم لائبہ سمیع

شاہ واپسی پر آئس کریم کھائیں ہم زریںہ نے شاہ کی جانب دیکھا یا روئیے بھی تم نے اتنی شوپنگ پہلے ہی کی ہے اور اب بھی تمہاری خواہشیں ختم نہیں ہو رہی شاہ نے چڑتے ہوئے کہا۔ بھئی اب تو ساری زندگی اپنے میرے نخرے اٹھانے ہیں زریںہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ ہاں بھئی اب کیا ہو سکتا ہے ایک ہفتے کے بعد مجھ بیچارے سے میری آزادی چھین جائے گی اور تم چڑیل میرے سر بندھ جاؤ گی شاہ نے مصنوعی اداسی دیکھاتے ہوئے کہا۔ اچھا اب میں چڑیل ہوگی زریںہ تو اس بات سے سہی کی تپ گئی۔ ارے ارے مزاق کر رہا ہوں میری جان تم ناراض نہ ہو شاہ نے زریںہ کہ گال کیلنچے آا بولا بھی ہے میرے گال مت کھینچنے تکلیف ہوتی ہے مجھے اسنے شاہ کی طرف غصے سے دیکھا۔ بھئی مجھے مزا آتا ہے تمہارے گال کیلنچنے میں شاہ نے پیار سے اسکی جانب دیکھا۔ اچھا اچھا اب ڈانلاگ بازی بند کریں اور چلیں گھر وہ رخ دوسری جانب کر کے بیٹھ گئی۔ اور آئس کریم کون کھائے گے شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔ کوئی نہیں مجھے نہیں

کھانی آپ نے کھانی ہے تو کھالیں۔ زریںہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ یار مزاق کر رہا ہو شاہ نے گاڑی آس کریم پارکر کے آگے روکی اور دو ونیلہ فلیور لینے چلا گیا۔ زریںہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کتنی محبت ہے انکو مجھ سے یقیناً میں بہت خوش نصیب ہوا سنا سوچا اور مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

شاہ اور زریںہ کی منگنی بچپن میں ہی طے ہو گئی تھی۔ زریںہ کی گریجویشن مکمل ہو گئی تھی اور اب انکی شادی تھی ایک ہفتے بعد۔ زریںہ شاہ کی ماموں کی بیٹی تھی۔ شاہ نے بچپن سے ہی صرف زریںہ سے محبت کی تھی۔ زریںہ اشفاق احمد اور ربینہ کی اکلوتی اولاد تھی جو انکی شادی کے پانچ سالوں اللہ نے انہیں اپنی رحمت سے نوازا تھا۔ اشفاق احمد اسکا ہر خواہش پوری کرتے اسلیے زریںہ تھوڑی ضدی تھی۔ جبکہ صغریٰ اور فیضان کے تین بچے تھے تیمور سب سے بڑا تھا اسکی شادی۔ انھوں نے اپنی زندگی بیٹی پر خہ سے کی تھی اور انکی ایک سال بیٹی انزیلا تھی۔ پھر زینیہ اور شاہ جڑواں تھے۔ زینیہ کی منگنی ہو چکی تھی۔ شاہ بہت صابر اور خوش اخلاق لڑکا تھا۔ تبھی اشفاق احمد کا دل مطمئن تھا کہ وہ انکی پھول جیسی بیٹی کو خوش رکھے گا۔

سائیں اپنے بلایا تھا۔ طاہر نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔ وہ جو ہاتھ میں سگریٹ لیے کھڑکی کی جانب رخ کیے کھڑا تھا۔ یکدم اسکی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔ آنکھیں لال انگارے ہوئی تھیں۔ ایک نظر طاہر پر ڈالی اور دوبارہ کھڑکی کی جانب رخ کیے کھڑا ہو گیا۔ اور ایک دل جلانے والے مسکان کے ساتھ سگریٹ زمین پر پھینک کر پاؤں سے مسلی۔ ہاں طاہر تم اچھی طرح جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے اسنے اسکی جانب رخ کیا اور احستہ احستہ اسکی جانب قدم بڑھانے لگا۔ سائیں وہ میں سائیں مجھ سے غلطی ہو گئی معاف کر دیں مجھے۔ طاہر اسکے قدموں میں بیٹھ کر رونے لگا۔ جس پر اسنے ایک طنزیہ مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی۔ تمہیں شاید اپنی زندگی عزیز نہیں تھی تو تم نے خان کے ساتھ غداری کا سوچا وہاں کھڑا تابش کمال غرایا اور ایک نظر خان پر ڈالی جہاں چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔ خان اللہ کا واسطہ معاف کر دیں مجھے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ تمہیں عیسیٰ سارم خان سے غداری سے پہلے سوچنا تھا۔ تابش پھر بیچ میں بول پڑا۔ سارم نے اپنے پاؤں سے اسے دھکا دیا اور بنا کچھ بولے کھڑکی کی جانب دوبارہ آ گیا۔ جسکا مطلب تھا کہ لے جاؤ اسکو۔ اب تو نے اشارہ سمجھ لیا ہو گا سارم خان کا غداری کی معافی نہیں ہوتی۔ سائیں میں مجبور تھا میرے بچے انکے پاس ہیں سائیں میں مجبور تھا میرے ساتھ ایسا نہ کرے طاہر کی آوازیں گونج رہی تھیں لیکن وہ چہرے پر کوئی تاثر دیے وہیں کھڑا رہا اور سگریٹ پیتا رہا۔ تابش ایک رعبدار آواز

کمرے میں گونجی اسکو بلیک روم میں رکھو میں اس سے اکیلے بات کرنا چاہتا ہوں اسنا حکم سنایا تابش نے سر ہلادیا۔ اور اسکے گھر والوں کے بارے میں پتا کرو کیا وہ سچ میں منظور خان کے پاس ہیں یا صرف کوئی چال ہے اسکی۔ تابش نے فورن اثبات میں سر ہلایا۔ سارم سگریٹ پھینک کر کمرے سے نکل گیا۔ ارے اب اسکو کونسی ہمدردی جاگ رہی ہے اچھا خاصا پلان جا رہا ہے اب کیا کروں میں تابش نے دل ہے دل میں سوچا۔

شاہ کال اٹھائیں زریںہ نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے کہا۔ ہو سکتا ہے کوئی اہم میٹنگ میں ہو بیٹا تم رضیہ کے ساتھ چلی جاؤ ربینہ بیگم نے کہا۔ مام اپکو معلوم بھی ہے کہ میں نہیں جاؤگی رضیہ کے ساتھ پھر بھی آپ ایسا بول رہی ہیں زریںہ نے چڑتے ہوئے کہا بیٹا اس میں برائی کیا ہے تم رضیہ کے ساتھ جیولری شاپ چلی جاؤ فضول میں تم شاہ کا وقت ضائع کرو گی ربینہ نے خفگی سے کہا۔ مام بھی میں اکیلے جا رہی ہوں اب ہر جگہ میں رضیہ کو اپنے ساتھ لیکر نہیں پھر سکتی وہ غصے سے کہتے ہوئے اپنا بیگ اور کیز اٹھائی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ عجیب لڑکی ہے اشفاق نے اسکو سر چڑھا رکھا ہے۔ میں تو کہتی ہو تھوڑی سختی کرئیں لیکن کہتے ہیں میری شہزادی ہے جو مرضی ہوتی ہے کرنے دو۔ ربینہ نے سرد سی آہ بھری اور لاونج کی جانب بڑھ گئی۔ ایک تو مام بھی ہر جگہ کہتی ہیں رضیہ کو لے جاؤ جیسے رضیہ میری

ساس ہے پتہ نہیں ملازموں کو اتنا کیوں سرچڑھا رکھا ہے عجیب وہ غصے میں بڑبڑاتی ڈرائیو کر رہی تھی۔ اور یہ محترم انکی طبیعت تو میں درست کروں گی بھلا ایسا کونسا کام ہے جو مجھ سے زیادہ ضروری ہے اسنے ایک نظر غصے سے فون پر ڈالی اور گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کر دی

سارم آج چودھری مظفر تم سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تابش نے کہا۔ ہم کیوں کوئی وجہ اسنے سگریٹ جلا کر منہ سے لگائی۔ ہاں وہ اپنا بزنس کراچی میں کرنا چاہتے ہیں اسلیے وہ چاہتے ہیں کہ تم انکے ساتھ۔ پارٹنرشپ کرنا چاہ رہے ہیں تابش نے کہا۔ ہم ٹھیک ہے افس بلا لو۔ اسنے مختصر جواب دیا۔ اوہ آفس میں ملاقات نہیں چاہتے۔ ہم انسے قریب ہی ایک مال ہے وہاں ملاقات کر لیتے ہیں۔ تابش نے کہا۔ کیوں؟ سارم نے اپنی آنی بروز اچکاتے ہوئے پوچھا۔ وہ چاہتے ہیں اس ملاقات کی خبر کسی کو نہ ہو اور سب نارمل لگے کیونکہ انکے بہت سے دشمن انکے پیچھے ہیں وہ نہیں چاہتے کسی کو اس بات کی بھنک بھی پڑے۔ او اچھا کیا مال میں کسی کو پتا نہیں چلے گا کیا اس نے جلی ہوئی مسکان تابش کی جانب اچھالی۔ تابش نے سر جھکا دیا۔ وہ اکیلے وہاں آئیں گے بنا کسی سکیورٹی کہ بھیس بدل کر تابش نے ایک سانس میں کہا اچھا ٹھیک کب تک ملنا ہے سارم نے پوچھا وہ دوپہر دو بجے کا کہہ رہے تھے۔ ابھی ڈیڑھ بج رہا ہے آدھے گھنٹے بعد ملنا ہے اس لیے ابھی نکلنا ہوگا۔

تابلش نے تفصیلی جواب دیا۔ جب تم نے سب فکس کر ہی لیا ہے تو مجھ سے کیا پوچھنے آئے ہو سارم نے طنز کیا۔ جس پر تابلش نے نظر جھکالی۔ پتا نہیں اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے منخوس تابلش منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ ہاں کچھ کہا تم نے سارم سگریٹ پھینک کر پاؤں سے مسلتے ہوئے اسکی جانب متوجہ ہوا۔ ننن نہیں تو چلیں میں گاڑی نکال لیتا ہوتا بلش نے جانے میں عافیت جانی۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے چلا گیا۔

آہ تبھی میں شاہ کے ساتھ جانے کا بول رہی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کونسی جیولری لوں ایک تو میں ہمیشہ اتنی کنفیوز رہتی ہوں کچھ سمجھ ہی نہیں آتا۔ شاہ دل تو چاہ رہا آپکا فون توڑ دو ایسے فون کا کیا فائدہ کہ ضرورت پڑنے پر کوئی کام ہی نہ آئے۔ وہ منہ بناتے دل ہی دل میں بولے جارہی تھی۔ میم اپکو یہ والا ہار دیکھاؤ۔ نہیں آپ ایک کام کریں یہ اور سیٹ ڈن کر دیں اس نے کہا اور کاؤنٹر کی جانب بڑھ کر بل ادا کیا۔ یار بہت بھوک لگ رہی ایک کام کرتی ہو کچھ کھا لیتی یہاں سے ویسے بھی گھر سے ناراض ہو کر آگئی تھی بنا کچھ کھائے اس نے منہ بنا کر بولا اور مال میں موجود ریسٹورنٹ کے جانب رخ کیا۔ وہاں اس نے برگریا اور کھانے لگی پھر جوس لیکر باہر گاڑی جانب بڑھنے لگی۔ فون میں مصروف تھی ایک نمبر پر بار بار بار کال ملانے مصروف تھی ہاتھ میں جوس لیے آگے بڑھ تھی ایک دم سے ایک پہاڑ جیسے

وجود سے ٹکرائی۔ وہ جو اپنی دھن میں چل رہی ایک زمیں پر گر پڑی ہاتھ سے بیگ چھوٹ کر زمین پر گرا اور جوس کپڑوں پر گر گیا اسکا فیورٹ سوٹ جوس گرنے کی وجہ سے برباد ہو چکا تھا۔ اسنے اپنی آنکھیں کھول کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس پاس کے موجود لوگ بھی انہیں دیکھ رہے تھے وہ کھسیانی ہوئی اور زمین سے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑے یہ کیا طریقہ دیکھ کر نہیں چل سکتے وہ اس پر غصہ کرنے لگی لیکن سامنے والے کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور وہ چہرے پر سرد تاثر لیے وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا دیکھیں محترمہ ہسٹیں مجھے جانا ہے اسنے اسنے سرد سالجہ اختیار کیا۔ ہاں.....! ہٹ جاؤ اپنے میری ڈریس خراب کر دی۔

تابش بھی پیچھے آ گیا تھا۔ اپ دیکھ کر نہیں چل سکتے ہاں میری عزت کا تماشا بنا دیا۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ غلطی آپکی ہے آپ فون استعمال کر رہی تھی۔ اس نے سرد مہری سے کہا۔ ارے۔۔۔! اسکا غصہ بڑھ گیا۔ زرینہ نے جوس جو آدھا اسکے کپڑوں پر گر گیا تھا اسنے غصے میں ادا جوس سارم کی طرف اچھالا جس سے اسکی وانٹ نثرٹ خراب ہو گئی۔ ارے۔۔! بد تمیز لڑکی یہ کیا تم نے وہ غصے سے چیخا۔ اب آپ کو احساس ہو گا مجھے کیسا فیل ہو رہا تھا وہ اتنا کہتی اپنے بالوں کو جھٹکا دے کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ سارم وہ اتنا کچھ کہہ کر چلی گئی تھے تابش نے اسکی جانب دیکھا۔ جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔! چلو

اس نے اسکی جانب دیکھا کہاں۔ تابش نے نا سمجھی سے دیکھا میٹنگ کینسل کر دو وہ اتنا کہتا آگے بڑھ گیا۔ عجیب نفسیاتی انسان تابش نے اسکی جانب دیکھ کر منہ پھیر گیا اور فون پر نمبر ملا تے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

ایک تو ویسے ہی دن خراب تھا اپر سے اس نمونے کا ٹکرا نا ضروری تھا۔ میرا سوٹ زیرینہ نے رونی صورت بنائی اور سیٹ پر رکھے فون کی جانب دیکھا جہاں ایک نمبر جگمگا رہا تھا۔ ہا۔۔۔! آگئی محترم کو میری یاد کہ انکی ایک عدد منگیتر بھی ہے اور کچھ دن بعد بیوی بن جائے گی اسنے اپنی نظریں گھماتے ہوئے ایک سرد سی آہ بھری۔ اور اٹھا کر کان سے لگایا۔ کہاں ہو زیرینہ اتنی دیر ہو گئی ہے تمہیں معلوم ہے مجھے تمہاری کتنی فکر ہو رہی ہے اپر سے اکیلی گئی ہو اور دیر بھی ہو گئی ہے شاہمیر نے ایک سانس میں سوال کر ڈالے۔ صبر آرام سے ایک ساتھ اتنے سوال زیرینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم رضیہ کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی آگے سے سوال ہوا۔ رضیہ میرا منگیتر نہیں ہے اس نے منہ بنا کر جواب دیا اس میں منگیتر والی کونسی بات ہے بھی شاہ نے چڑتے ہوئے کہا۔ کیا اب یہ اچھا لگے گا کہ میں شادی کی شوپنگ منگیتر کی بجائے ملازمہ کے ساتھ کروں اسنے منہ بنا کر خفگی سے کہا اچھا بھئی سوری۔۔۔ بس اب یہ بتاؤ کہاں ہو تم۔ گھر پہنچ چکی ہو اور اب آپ سے بات کر رہی ہوں۔ کونسا

ایسا ضروری کام تھا جسکے لیے میرا فون نہیں اٹھایا اپنے۔ زرینہ نے طنز کیا۔ ارے یار میرا فون گاڑی میں رہ گیا تھا اور میں سمجھا کہ گم ہو گیا۔ اب جب گاڑی میں کسی کام سے آیا تو مل گیا دیکھا کہ اس پر تمہاری مسز کال تھی تو میں نے پریشانی میں تمہیں کال کر دی لیکن تم کال نہیں اٹھا رہی تھی تو پھوپو کو کال کی تو انہوں نے تمہارے بارے میں بتایا تبھی مجھے تمہاری فکر ہو رہی تھی۔ تم نے کال کیوں نہیں اٹھائی تھی؟ شاہ نے تفصیلی جواب دیا اور ساتھ ہی سوال کیا۔ زرینہ کے دماغ میں صبح کا منظر جاگا۔ زرینہ نے یہ بات شاہ کو بتانا مناسب نہیں سمجھی اس لیے بات گھما دی۔ ارے اسکو چھوڑیں یہ بتائیں میڈنگ کیسی رہی؟ ہاں بہت زبردست تم بتاؤ کھانا کھایا تم نے شاہ نے کہا

نہیں برگر کھایا تھا شوپنگ کے بعد چلیں میں فون رکھ رہی ہوں مجھے کچھ دیر آرام کرنا ہے اور مام سے ملاقات بھی نہیں کی سیدھا کمرے میں آ گئی ہو۔ میں صبح ان سے ناراض ہو کر چلی گئی تھی۔ زرینہ نے منہ بنا کر بولا۔ اچھا چلو کوئی بات نہیں سوری بول دینا پھوپو کو شاہ نے اسے کہا۔ ہممم جواب مختصر سا دیا گیا۔ اللہ حافظ۔ زرینہ کال کاٹ کر فریش ہونے چلی گئی۔

سارم کا منہ غصے سے لال ہو گیا تھا سارے راستے گاڑی میں خاموشی رہی تابش تسمسز اڑاتی نظروں سے کھڑکی اس پار دیکھتے سارم کو دیکھ رہا۔ اچھا ہوا کہ اسکی آج اتنی بے عزتی ہوئی

اور وہ بھی ایک لڑکی کے ہاتھوں تابش کی نگلی سے مسکرایا۔ پھر سارم سے مخاطب ہوا
 سارم۔۔ گھر پہنچ چکے ہیں اتنا کہہ کر وہ گاڑی سے اتر اور سارم بھی ساتھ اتر گیا۔ یہ ایک
 خوبصورت بنگلہ تھا گرے اور وائنٹ کمر میں جہاں صرف تین لوگ رہتے تھے تابش سارم
 اور بی جان۔ تابش سارم کا خالہ زاد بھائی تھا۔ سارم کی خالہ اور انکا بیٹا تابش سارم کے
 بنگلے میں رہتے تھے۔ سارم کی خالہ ہادیہ بیگم کے شوہر نے ملک باہر دوسری شادی
 کر کے ہادیہ بیگم کو طلاق دے دی تھی جس کے بعد وہ سارم کے کہنے پر سارم کے ساتھ رہ
 رہی تھی۔ تابش شروع سے ہی سارم سے حسد رکھتا تھا جواب نفرت میں بدل گئی تھی۔
 لیکن سارم اس بات سے بے خبر تھا۔

سارم غصے سے تیزی سے قدم بڑھاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ بی جان نے اسے
 یوں جاتے ہوئے دیکھا تو پریشانی سے سامنے آتے تابش پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔
 ارے ارے اماں جان صبر رکھیں آرام آرام سے پوچھیں تابش نے اپنی ماں کے
 کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے لاونچ میں رکھے صوفے پر بٹھایا۔ ارے ہوا کیا میرے بچہ اتنے
 غصے میں کیوں تھا انہوں نے پریشانی میں سوال کیا۔ کچھ نہیں امی بس ایسی ہی میٹنگ
 کینسل ہو گئی ہے تبھی غصہ دکھا رہا ہے خود ہی ٹھیک ہو جائے گا آپ یہ۔ بتائیں اپنے دوائی

کھائی اور کھانا لگوادیں بہت بھوک لگ رہی ہے تابش نے بات بدلی جس میں وہ کامیاب بھی رہا۔ ہاں بیٹا کھائی تھی انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کھانا لینے چلی گئی۔

سارم نے کمرے کا دروازہ غصے بند کرتا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا۔ کمرہ نہایت ہی خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا کالا اور سفید رنگ کا فرنیچر بیڈ کے سامنے ایک کھڑکی تھی جہاں سے باہر لگی درخت اور پھول نظر آتے تھے کھڑکی کے ساتھ ایک خوبصورت جھولار کھایا ہوا تھا اور سامنے میز رکھی گئی تھی۔ بیڈ کے سائیڈ میں ایک بڑا سا صوفہ بچھا ہوا تھا۔ ایک دیوار سے لگی سنگھار میز تھی جہاں طرح طرح پر فیوم سجے ہوئے تھے۔ کمرہ سارم کی خوبصورت پسند کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ وہ غصے سے جھٹ سے کھڑا ہوا اور سنگھار میز کی جانب بڑھا آنکھوں میں غصہ صاف تھا۔ شیشے کے۔ سامنے کھڑے ہو کر اسنے اپنی سفید شرٹ کو دیکھا جس پر جوس کا نشان واضح تھا آنکھوں میں غصہ مزید اترا اور اپنا غصہ شرٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اترا گیا اسکی ہمت کیسے ہوئی عیسیٰ سارم خان پر جوس پھینکنے کی غصے سے چلیا اور سنگھار میز پر موجود ساری چیزوں کو دیوار پر دے مارا۔ ایک کانچ کا ٹکڑا اسکے ہاتھ میں بھی لگا اور خون بہنے لگا۔ بہت شوق ہے نہ تمہیں بہادر بننے کا تمہارا سارا شوق نکالوں گا میں اسنے غصے سے اپنی ہاتھ کے جانب دیکھا اتنی آسانی سے نہیں جانے دوں گا تمہیں۔ پھر ساری زندگی یاد رکھو

گی کہ سارم خان کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت کی تھی۔ بہت خطرناک انجام ہوگا تمہارا درد رکی ٹھو کریں جب کھاؤ گی تب عقل ٹھکانے آئے گی یہ کہتا ہوا وہ ایک نظر اپنے آپ پر ڈالی اور جلاسا مسکرا کر واشرم کی جانب بڑھ گیا۔ بلیک شرٹ اور بلیک ٹراؤزر پہننے وہ یقیناً شہزادہ لگ رہا تھا۔ لمبا قد، گندمی کلر چہرے پر بڑھی ہوئی شیوا سے مزید خوبصورت بناتی چہرے پر دائیں گال کی جانب بنتا گرٹھا جب وہ مسکراتا تو نمایا ہوتا۔ سرخ ہوتی آنکھیں جن میں کئی راز چھپے ہیں بلاشبہ اسکی سیاہ آنکھوں کی گہرائی میں کوئی بھی ڈوب سکتا تھا۔ آواز میں ایک روعب کے سننے والا اسکی آواز کا اسیر ہو جائے یقیناً وہ کسی ملک کا شہزادہ تھا۔ وہ اپنا فون اٹھاتا نیچے کی جانب آیا بی جان لاونج میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ اسکو نیچے آتے دیکھ کر فورن اسکے قریب آئی۔ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہوا بیٹا اسکے ہاتھ میں پٹی دیکھ کر پریشانی سے بولی۔ ارے میری بی جان بس کانچ لگ گیا ہاتھ میں شکیلہ سے کہیں صفائی کر دے میرے کمرے کی۔ وہ پرفیوم کر گیا ہے مجھ سے چہرے پر محبت لیتے سارم نے ایک نگاہ بی جان پر ڈالی۔ اچھا میں کھ دیتی ہو چائے پیو گے بی جان نے اسکا گال تھپتایا۔

شاہ کل ہماری مایو ہے تو پلیمز آج کہیں باہر چلتے ہیں نہ کل سے تو پھر قید ہو جائیں گے زریںہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ایک تو تمہارے قدم گھر میں نہیں ٹک سکتے اگر امی کو معلوم ہوا

کہ میں تمہیں مایوسے ایک دن پہلے باہر لایا ہو تو وہ میرا گلابا دیں گی اور تم بیوی بننے سے پہلے بیوہ ہو جاؤ گی شاہ نے شرارت سے کہا۔ شاہ یہ کیسی فضول باتیں کر رہے ہیں آپ سنجیدگی زریںہ کے لہجے میں واضح تھی

یار مزاق کر رہا ہو شاہ نے ماحول ہلکا کرنا چاہا مگر مقابل نے بس اتنا کہہ کر فون رکھ دیا۔ ایسا مزاق نہیں ہوتا شاہ آئندہ آپکے منہ سے ایسی باتیں نہ سنو۔ ہیلو ہیلو ارے میری بات تو سنو شاہ نے بولنا چاہا مگر سامنے کال کاٹی جا چکی تھی۔ ارے شاہ میریاں اب مناؤ اپنی ملکہ کو یہ کہہ کر وہ اپنی کیز اور والٹ لیکر باہر کی جانب بڑھا۔ لاونج کوئی موجود نہیں تھا اسلیے باہر آنے میں آسانی ہوئی۔ سمجھتے کیا ہیں اپنے آپ کو ایسی باتیں کون کرتا ہے وہ بھی اپنی ہونے والی دلہن سے مرنے مرنے کی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی انہیں وہ منہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی سڑھیاں اترتی نیچے آئی ربینہ بیگم جو کچن سے فارغ ہوئی تھی سامنے آتی زریںہ جو غصے سے لال ہو رہی تھی اسکے پاس آئی۔ بیٹا اتنی دھوپ میں باہر کہاں جا رہی ہو ربینہ بیگم نے پریشانی سے انکی جانب دیکھا مام میں کلتھوم کی طرف جا رہی ہو اسنے مجھے بلایا ہے کوئی ضروری کام ہے شاید اسنے اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھتے ہوئے کہا۔ اچھا لیکن شام میں چلی جانا ابھی مت جاؤ ربینہ بیگم کا دل میں عجیب سی بے چینی تھی۔ مام میں نے کہا نا کوئی ضروری کام ہے اسے ابھی شام میں جا کر کیا کرو گی اس نے لہجے کو

نارمل رکھنے کی ناکام کوشش کی۔ بیٹا اچھا اکیلے نہ جاؤ شاہمیر کو بلا لو میرا دل گھبرا رہا ہے بہت ربینہ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ کم ان مام لہجہ تیز تھا میں کوئی بچی نہیں ہو جو مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت ہو میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہو یہ کہتی ہوئی وہ تیزی سے لاونج سے باہر نکل آئی۔ زرینہ کو لاڈ پیار نے بد تمیز بنا دیا تھا وہ کسی کا ادب نہیں کرتی تھی اور غصہ ہر وقت اسکی ناک پر رہتا۔ اور یہی اسکی بری عادت تھی۔ یہاں سبکو پنچائیت ہے یہاں نہ جاؤ یہ نہ کرو وہ نہ کرو ڈرائیو کرتی وہ منہ منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔ آہ اب آگئی ہو تو کہاں جاؤ کلثوم تو اسلام آباد گئی ہے اب کہا جاؤ اسے یاد آیا کہ کل ہی تو کلثوم نے اس سے بات کی تھی اور بتایا تھا کہ وہ شادی میں نہیں آئے گی کیونکہ اسے اسلام آباد جانا ہے زرینہ نے سر پر ہاتھ مارا گھرواپس جاؤ گی تو امی کے سوالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ گاڑی کو سائنڈ پر روکے سوچ رہی تھی کہ اسے یاد آیا کہ کچھ چیزیں رہتی ہیں شادی کی تیاری میں تو اسے جا کر لے لینی چاہیے کیونکہ یہی آخری حل ہے کیونکہ وہ گھر نہیں جاسکتی ورنہ مام نے اسے باتیں سنانی ہیں اسنے اپنی گاڑی کا رخ مال کی جانب کر دیا۔

تابش مجھے وہ لڑکی چائے اسکا پتا لگوا کہاں رہتی ہے کیا کرتی ہے سب سارم نے کہا اور کال کاٹ دی اتفاقاً وہ بھی اسی مال کے جانب آئی جہاں تابش اپنے کسی کام سے آیا تھا۔

عجیب یار بھول جائے نہیں خود تو چین سے بیٹھ کر یہاں حکم چلا رہا ہے جیسے اسکے باپ کا نوکر ہو میں تابش منہ بناتے ہوئے بولا۔ اور جیولری شاپ کی جانب بڑھا اسے بی جان کے لیے گفٹ لینا تھا وہ ہمیشہ اپنی سالگرہ میں اپنی بی جان کے ضرور کچھ نہ کچھ لیتا تھا۔

سنیں یہ رنگ دکھائیں اسنے سامنے رکھی نازک سی رنگ دیکھی تو ماں کا خیال آیا اس کو احساس ہوا کہ اس نے اپنی ماں سے بہت بد تمیزی کر بیٹھی تھی اسلئے انکے لیے کچھ تحفہ لینا تو بنتا تھا تاکہ وہ انہیں منا سکے اسلیے پہلے اسنے اپنی مام کے لیے ڈریس لیا اور اب جیولری لے رہی تھی تاکہ وہ اس پر زیادہ غصہ نہ ہو۔ کاؤنٹر پر بل ادا کر کے وہ شاپ سے باہر نکلی تو سامنے سے آتے تابش کا ہلکا سا کندھا اس سے ٹچ ہوا جسکی وجہ سے اسکے ہاتھ سے بیگ نیچے گر گیا۔ آئی ام سوری تابش نے زمین سے بیگ اٹھا کر اسکی جانب بڑھانے لگا تو نظر اسکے چہرے پر پڑی تابش کو یاد آیا یہ تو وہی لڑکی جس نے سارم کے شرٹ پر جوس پھینکا تھا۔ اُس اوکے تابش کے ہاتھ سے بیگ لیکر اس نے اپنی راہ لی۔ وہ تابش کو پہچان نہ سکی لیکن تابش بلاشبہ اسے پہچان چکا تھا۔ اس نے فورن کال سارم کو ملائی جو پہلی ہی رنگ میں اٹھالی گئی۔ ہاں بولو تابش وہ مصروف انداز میں بولا سارم وہ لڑکی یہاں موجود ہے تابش کی بات پر اسنے ہاتھ میں پکڑی فائل ٹیبل پر رکھی اور اسکی جانب متوجہ ہوا۔ کہاں ہو تم ابھی

اور وہ کہاں ہے سوال کیا گیا۔ میں مال میں ہوا اور وہ میرے سامنے مال میں بنے فوڈ ایریا کی جانب گئی ہے دیکھو تابش وہ جانیں پائے کہیں بھی تم اسکا پیچھا کرو اور موقع ملتے ہی اسکو اٹھا کر بلیک روم لے جاؤ باقی باتیں بعد میں ہونگی یہ کہہ کر کال کاٹ دی گئی۔ ارے میری بات تو سنو تابش نے کچھ بولنا چاہا مگر کال کٹ چکی تھی۔ عجیب یا اس نفسیاتی مریض کی وجہ سے مجھے کہیں جیل نہ ہو جائے اچھی بھلی زندگی چل رہی تھی لیکن یہ واقعہ ہونا ضروری تھا کیا یہ تو میرے ہی گلے کا کانٹا بن گیا تابش نے پیشانی مسلتے ہوئے سوچا۔ اب تو کرنا پڑے گا ہی تابش میاں۔

وہ جب سے مال سے باہر آئی تھی اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ کسی کہ نظروں کے حصار میں لیکن اپنا وہم سمجھ کر زہن جھٹکا اور گاڑی کھول کر اندر سامان رکھا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور اپنے گھر کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ دیر تک اسنے نوٹ کیا کہ ایک بلیک کار اسکا پیچھا کر رہی ہے پھر اسنے تصدیق کے لیے کہ اسکا وہم درست ہے بی کہ نہیں گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی تو پیچھے آتی کار کی سپیڈ بھی تیز ہو گئی اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی انکا پیچھا کر رہا ہے۔ ڈر کی وجہ سے اسے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے وہ جلد از جلد گھر پہنچا چاہتی تھی لیکن گھر دور تھا اس سے پہلے کوئی ایسی بات زرینہ کے ساتھ پیش نہیں آئی تھی۔ یا اللہ میری مدد

کریں جتنی قرآنی آیات اسے آتی تھی اپنے اوپر پڑھ کر پھونکنے لگی۔ یا اللہ مدد کریں مجھے بچالیں کسی طرح اسے وہ مسلسل دعا کر رہی تھی گاڑی میں اسے سی چلنے کے بعد بھی اسکا چہرہ پسینے سے بھیگا تھا۔ وہ بار بار آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی روڈ بالکل سنسان تھا جہاں ایک دکانگاریاں ہی نظر آرہی تھی۔ اسے یاد آیا کہ ماموں کا گھر یہاں سے قریب ہی ہے اسنے وہاں جانے میں عافیت جانی اور گاڑی ماموں کے گھر کی جانب بڑھائی مگر وہ بلیک کار اب اسکی کار سامنے آچکی تھی۔ اور کار میں تابش سمیت دو اور افراد نکلے سب کا منہ ڈھپا ہوا تھا رمال سے وہ اسکی جانب ہی آرہے تھے زمینہ کے چہرے کا رنگ سفید پڑنے لگا۔

ہیلو بیٹا۔۔۔ شاہمیر حیا غصے میں کہیں چلی گئی ہے مجھ سے کہہ کر گئی تھی کہ وہ کلثوم سے ملنے جا رہی ہے ضروری کام ہے اسے کوئی لیکن جب میں نے کلثوم کو کال کی تو اسنے بتایا وہ تو کل رات سے اسلام آباد میں ہے مجھے فکر ہو رہی ہے نا جانے کہاں ہوگی میری بچی ربینہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔ پھوپو۔۔۔۔۔ وہ کب نکلی تھی گھر سے شاہ نے سوال کیا۔ یہی کوئی 12:30 پر روتے ہوئے جواب آیا اب دو بجنے کو آئے ہیں نجانے کہاں ہوگی وہ ربینہ مسلسل روتے جا رہی تھیں۔ انہوں نے اشفاق احمد کو بھی کال کر دی تھی جو بزنس

کے سلسلے میں لاہور گئے ہوئے تھے اور آج انکو واپس آنا تھا۔ اشفاق احمد بھی پہلی فلائٹ سے ہی گھر کے لیے نکلے۔

پھوپو۔۔۔۔ پہلے آپ رونا بند کریں میں زیرینہ سے ملنے کے لیے ہی نکلا تھا کہ اچانک میری راستے میں گاڑی خراب ہو گئی اسلیے میں یہاں مکینک کے پاس لیکن آپ فکر نہ کریں میں جلد از جلد زیرینہ کو ڈھونڈ کر اپکو کال کرتا ہوں لیکن پلرز زآپ رونا بند کریں اور ٹینشن نہ لے شاہ نے فکر مندی سے کہا۔ ہمم جواب مختصر سا دیا گیا اور کال رکھ دی گئی۔ کیا یا زیرینہ کیسے بچوں جیسی حرکت کی ہے تم نے شاہ نے پاس کھڑی کار پر زور سے ہاتھ مارا۔

سارم بلیک روم کی جانب آیا جہاں طاہر بند تھا۔۔۔۔۔ سارم طاہر سے بات کرنے کے لیے اسی وقت کا انتظار تھا۔ جب اسکے پاس تابش نہ موجود ہو۔ کیونکہ اسے شک تھا تابش طاہر کو پسند نہیں کرتا اور اسکی نیت میں بھی فریب ہے۔ تبھی تابش سے وہ زیادہ بات نہیں کرتا اور اسکے خلاف سارم کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں تھا جس سے تابش کی حقیقت سامنے آئے۔ لیکن بی جان کی وجہ سے وہ اسے برداشت کر رہا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں ایک روشندان کے علاوہ کچھ بھی نہیں وہ کمرہ بالکل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسکی نظریں سامنے پڑے ہوش و ہواس سے بیگانے طاہر پر پڑی جو بے سدھ ہو کر

تھے۔۔۔۔۔ میں مجبور تھا بیٹا میں تمہاری کمپنی کے ساتھ غداری نہیں کی انکو وہ راز نہیں بتائے جسے کمپنی کو زیادہ نقصان پہنچے لیکن پھر بھی میں نے جو کیا میں اس سے شرمندہ ہو۔ کمپنی کے ہر راز ظاہر کے پاس ہی تھے ہر معاملہ ظاہر ہی دیکھتا رہا تھا صفدر کی موت کے بعد مجھے بتائیں ایسی کیا مجبوری تھی کہ اپنے یہ قدم اٹھایا لجہ سرد تھا میری بیٹیوں کو ان ظالموں نے اغوا کیا ہے اور مجھے بلیک میل کر رہے تھے کہ اگر انکا ساتھ نہ دیا تو وہ

----- اتنا کہہ کر طاہر بوڑھے ہاتھ اسکے سامنے جڑ گئے سائیں میری بچیوں کو بچا لیں ورنہ میں مر جاؤ گا طاہر چاچو نہیں آپ ایسا نہیں کریں میں انکو بچا لونگا۔ سارم نے گلے سے لگایا طاہر کو۔ سوچ کر تو وہ آیا تھا کہ وہ ان کو معاف نہیں کرے گا سزا دے گا لیکن ہر چیز اسکی سوچ سے الٹ ہوئی اور وہ بنا کچھ کہے سارا غصہ جھاگ کی طرح ختم ہو گیا۔ سارم نے انہیں وہاں سے نکال کر پہلے ہاسپٹل کی جانب بڑھا۔

سبھی کی عمریں پچیس چھبیس کے لگ بھگ تھی وہ اسکے قریب آنے لگے اور گاڑی کا شیشہ توڑ کر دروازہ کھولا شیشہ ٹوٹنے کی وجہ سے زریںہ کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا لگا اور خون بہنے لگا۔

زریںہ رونے لگی مجھے چھوڑ دیں میں نے کیا بگاڑا ہے آپکا چھوڑیں۔ مجھے۔ یا اللہ میری مدد کریں۔ شاہ۔۔۔۔۔ شاہ۔۔۔۔۔ مام۔۔۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔۔ وہ حلق کے بل

چیننے لگی۔ جب ایک لڑکے نے زناٹے دار تھپڑ زینہ کے من پر رسید کیا وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور زمین پر گر گئی۔ چپ ایک آواز نہیں اب کی بار تابش بولا۔ میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے چہرے پر تماچے کا نشان واضح تھا۔ وہ ٹاپ اور جینس پہنی ہوئی تھی اور بال بھی کھلے ہوئے تھے جو چہرے پر آ رہے تھے چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اللہ کا واسطہ مجھے چھوڑ دیں۔ تابش اسے بازو سے پکڑ کر کی جانب بڑھا۔ اللہ میری مدد کریں اسنے دوبارہ دعا کی اور اسکی دعا سن لی گئی۔ سامنے سے آتی پولیس کی گاڑی نے تینوں کے ہوش اڑا دیے تابش نے زینہ کا بازو چھوڑا اور اپنی جان بچانے کے لیے کار کی جانب بڑھا اور تینوں دیکھتے ہی دیکھتے فرار ہو گئے۔ زینہ وہاں بے ہوش ہو گئی تھی۔ پولیس کی گاڑی جب قریب آئی تو زینہ کی گاڑی کو دیکھا جسکا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا اور دروازہ کھولا ہوا تھا۔ اور اس سے کچھ آگے زینہ بے ہوش پڑی تھی۔ شاہ نے پولیس کو کال کی تھی شاہ کا بچپن کا دوست حمزہ وہاں کا ایس پی تھا۔ پولیس زینہ کو ہی ڈھونڈ رہی اور ساتھ شاہ بھی تھا شاہ نے جب زینہ کو اس حال میں دیکھا تو اسکے قریب آیا اور اسے گود میں اٹھا کر گاڑی میں بٹھایا جو اس نے اپنے ڈیڈ سے کہہ کر منگوائی تھی اور اسے ہسپتال لیکر روانہ ہوا پولیس نے اس جگہ کی تلاش شروع کی تاکہ مجرم کا کوئی سوراخ ملی اور انہیں مجرم کو پکڑنے میں آسانی ہو۔

جب زرینہ کو ہوش آیا تو خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر پایا ساتھ ہی شاہمیر آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ اسکو ہوش میں آتا دیکھ رہینہ بیگم جھٹ سے اسکے پاس آئی اور ماتھے پر بوسہ دیا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ میری بچی کیسی ہے روتی ہوئی آواز میں میں سوال ہوا۔ ماں کی جانب دیکھ کر آنکھوں میں آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا آنکھوں میں شرمندگی واضح تھی۔ اسنے بس سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ اشفاق صاحب اور شاہمیر بھی وہیں اسکے پاس آگئے جبکہ فیضان صاحب باہر پولیس کے ساتھ تھے اور صغریٰ بیگم وہیں انکے ساتھ کمرے میں موجود تھیں۔ بیٹا یہ سب کیسے۔ ہوا بتاؤ ہمیں اشفاق صاحب نے سوال کیا جبکہ شاہمیر اسے خاموشی سے گھور رہا تھا۔

بابا مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔ وہ لوگ کون تھے۔۔۔۔۔ مگر مجھے اپنے ساتھ لیکر جانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ وہ بہت آہستہ بول رہی تھی اشفاق احمد اور وہاں موجود لوگ با مشکل سن پائے۔ اتنے میں نرس کمرے شاہ کے پاس آئی۔ یہ کچھ انجیکشن ہیں آپ جا کر لے آئے اور یہ کہتی ہوئی وہ زربینہ کے آئی۔ شاہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

آپ یہاں آرام کریں میں کچھ دوائیں لے آؤ ڈاکٹر نے کہا جلدی ڈسچارج کر دیں گے سارم نے طاہر سے کہا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ سارم نے میڈیسن لیکرواپسی طاہر کے پاس

جانے کے لیے مڑا جب کسی کی آواز نے سارم کے قدم روک دیے۔۔۔ مسٹر سارم خان سارم نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ شاہمیر فیزان کھڑا تھا۔۔۔ شاہمیر سارم کے پاس آیا اور مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ جی مسٹر شاہمیر سارم نے شاہ کی جانب دیکھا۔ آپ یہاں خیریت شاہ نے سوال کیا۔ جی کسی قریبی رشتے دار کی طبیعت ناساز تھی تو انکی عیادت کے لیے آیا تھا۔ اسنے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔ جی اللہ بہتر کرے شاہ نے کہا۔ جی آمین سارم نے مختصر جواب دیا۔ سارم نے اپنی راہ لی۔ اور سیدھا چلتا چلا گیا جبکہ شاہ اسکی پشت تکتا رہا۔ اور اپنی اس بے عزتی پر زیر لب سارم کو صلواتیں سنائی۔

زیرینہ کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ جبکہ شاہ زیرینہ سے ناراض تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ شاہ زیرینہ سے ناراض ہوا ہو ہمیشہ زیرینہ ہی اس سے ناراض ہوتی تھی۔ شاہ کیا گیا ہو گیا ہے اب مان بھی جانیں زیرینہ شاہمیر کے پیچھے پیچھے چھت پر چلی آئی۔ زیرینہ نے پیچھے سے شاہ کو آواز دی لیکن نے مڑ کر نہیں دیکھا۔ زیرینہ تیز تیز قدم اٹھاتی شاہ کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ کیا ہو گیا ہے کب سے دیکھ رہی آپ مجھے انور کر رہے زیرینہ نے شکوہ کیا۔ جبکہ شاہ خاموش رہا۔ بتائیں نہ زیرینہ نے شاہ کا بازو پکڑا۔ شاہ نے اپنا بازو چھڑوایا کچھ نہیں آرام کرو تم ابھی اس بارے میں کچھ بات نہیں ہوگی یہ کہتا ہوا وہاں سے جانے لگا اس سے تو اچھا وہ لوگ

مجھے اغوا کر لیتے اپکو میری قدر تو ہوتی پھر اس نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔ شاہ اسکی یہ بات سن کر شاہ کے قدم جم گئے اور مڑ کر اسکی جانب دیکھا یہ کیا بجواس کر ہی ہو تم اب آواز میں غصے اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات تھے شاہ نے زرینہ کا بازو دبوچا اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو سوچا ہے کہ میرا کیا ہوتا وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہا تھا۔ شاہ کی آنکھوں میں محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ جو زرینہ صاف دیکھ سکتی تھی۔ شش۔۔۔۔ شاہ آواز کہیں دور کھائی سے آتی سنائی دی آنکھوں میں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔ شاہ نے زرینہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر اپنی گرفت ہلکی کی اور آنسوؤں کو اپنے پوروں میں چنا۔ شاہ مجھے معاف کر دیں آئندہ کبھی کہیں نہیں جاؤں گی اکیلے۔ اور کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولوں گی اسنے روتے ہوئے کہا۔ اچھا بس اب رونا بند کرو۔ شاہ نے پیار سے کہا تو زرینہ نے۔ بھی ہلا کر رہ گئی۔

www.urdu novels mania.com

تابش آفس میں موجود تھا جہاں سارم سامنے کرسی بیٹھا تھا اور ہاتھ میں سگریٹ تھی۔ میں نے تم کچھ کام کہا تھا سارم نے اپنی نظریں تابش پر مرکوز کی۔ ہم نے اپنا کام مکمل کر ہی لیا تھا مگر اچانک پولیس آگئی تو ہمیں وہاں سے نکلنا پڑا تابش نے نظریں جھکا کر کہا۔ تم سے ایک کام کا کہا تھا وہ بھی نہیں کر پائے تم دفعہ ہو جا وہاں اپنی شکل گم کرو اور میرے

سامنے نہیں آنا سارم نے ٹیبل پر موجود گلاس کو پھینکا جو چکنا چور ہو گیا۔ تابش نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اب دیکھ کیا رہے ہو جاؤ یہاں سے جاؤ وہ غصے سے چیخا تو تابش نے وہاں سے کھسکنے میں عافیت جانی۔ پتا کن گدھوں کو میں نے کام پر رکھا ہے ایک کام ہو جو درست کر لے سارم سگریٹ پھینک کر پاؤں سے مسلی اور کھڑکی کی جانب کھڑا ہو گیا۔ غصہ تو ایسا کر رہا ہے جیسے کہ کوئی پروفیشنل کڈ نیمپر ہو تابش نے منہ بنا کر گاڑی کا دروازہ کھولا آفس سے باہر نکل گیا۔

ڈھولک کی تھاپ پورے لاونج میں گونج رہی تھی آج اشفاق احمد کی اکلوتی بیٹی کی مایوں تھی۔ دونوں کی مایو کمبائن کی گئی تھی تو شاہ بھی وہیں موجود تھا۔ شاہ میر نے پیلے رنگ کا کرتا اور سفید پاجامہ پہنا تھا۔ لمبا قد گورا رنگ بھوری آنکھیں اور کالے بال اور چہرے پر ہلکی داڑھی اسے نظر لگنے کی حد تک خوبصورت بنا رہی تھی۔ زرینہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔

اسنے بھی پیلے رنگ کا جوڑا پہنا تھا جس پر بہت نفیس کام ہوا تھا

گندمی رنگت کھڑی ناک گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹ کالے بال۔ آج وہ ایک پیاری سی پری کی مانند لگ رہی تھی۔ اسکو بھی نیچے لاونج میں لایا گیا جہاں شاہ پہلے ہی موجود تھا۔ اسکو دیکھ کر شاہ اپنی نظر ہٹانا بھول گیا۔ لیکن زرینہ کے کہنے پر ہوش میں آیا کیو بھائی آج تو بھابھی

چاند سے اتری کوئی پری لگ رہی ہے زینیہ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ ہاں بھی آخر پسند کس کی ہے شاہ نے کارل جھاڑے۔ زینیہ کا اس بات پر حیرت سے منہ کھول گیا۔ بھائی کچھ شرم ہوتی ہے حیا ہوتی ہے۔ وہ تم لڑکیوں پر ہی اچھی لگتی ہے شاہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ زینیہ اپنے بھائی کی ڈھٹائی کو حیرت سے تک رہی تھی۔ شاہ میر بیٹا سارم خان آئے۔ فیضان شاہمیر کی جانب آئیے۔ کون سارم خان شاہ نے سوالیہ نظروں سے فیضان صاحب کو دیکھا۔ وہی جن سے ہم نے بزنس کی پارٹنرشپ کرنی ہے۔ وہ یہاں آئے ہیں شاہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ ہاں بیٹا میں بھی حیران ہو کہ کیسے وہ ادھر آ گئے۔ میں نے تو سوچا تھا شاید وہ یہ پارٹنرشپ نہیں کریں گے لیکن آج انکی یہاں موجودگی نے تھوڑی مثبت سوچ دی ہے۔ اگر وہ راضا مند ہو گئے تو پھر وہی میں اپنا بزنس اسٹارٹ کریں گے یہ کہہ کر وہ سارم کی جانب بڑھے۔

سارم کی نظر اسٹیج پر بیٹھی دلہن پر پڑی جس کو وہ دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اوہ تو یہ محترمہ یہاں چھپی بیٹھی ہیں۔ اس کو یقین نہیں آ رہا تھا جس کو پورے شہر میں ڈھونڈوایا وہ اسکے سامنے ایسے آئے گی۔ ہنس لے جتنا ہنسنا ہے اب تو نظر لگے گی تمہاری خوشیوں کو اپنی ایک غلطی کی قیمت بہت بھاری پڑے گی تمہیں۔ جسکے آگے پیچھے ساری دنیا عزت کرتی ہے اور آگے

پیچھے پھرتی ہے اسکی بے عزتی کر کے تم نے اچھا نہیں کیا۔ اپنے پاؤں پر خود کھاڑی ماری
ہے تم نے۔ یہ کہہ کر زیر لب مسکرایا۔ سامنے سے آتے شاہمیر اور فیزان پر نظر پڑی جن
کہ چہرے پر پسندیدہ چیز ملنے کی خوشی تھی۔ آگئے لالچی باپ بیٹے وہ زیر لب بڑبڑایا۔ مسٹر
سارم خان مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا کہ آپ یہاں آئے ہیں۔ شاہمیر نے چمکتے ہوئے کہا۔
جی وہ طاہر صاحب نے بہت اسرار کیا تو مجھے آنا پڑا سارم زبردستی سا مسکرایا۔ چلیں اب
میں چلتا ہوا اجازت دیں یہ کہتا ہوا وہ اٹھا۔ آپ ابھی تو آئے ہیں فیزان صاحب نے کہا۔
ہاں ضروری کام آگیا ہے اسلئے جانا پڑ رہا ہے معاف کیجیے گا یہ کہتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ایسا
لگ رہا ہے جیسے ہم کوئی بھیک مانگ رہے ہیں اسکے سامنے شاہمیر نے چڑتے ہوئے کہا۔
بیٹا ضرورت میں تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے ابھی اسکا وقت ہے تبھی اڑ رہا ہے۔
وقت آنے دو چن چن کے حساب لونگا فیزان۔ صاحب نے کہا۔

شاہ اور زرینہ کی رسم کی گئی اور اب ایک طرف زرینہ کو مہندی لگائی جا رہی تھی اور وہاں موجود کچھ لڑکیاں مہندی کے گیت گا رہی تھی۔

مہندی لگی ہے ہاتھوں میں۔۔۔۔۔

رخساروں پر ہیں گل کھلے۔۔۔۔۔

شاد و آباد تم رہو۔۔۔۔۔

آنگن میں پھول کھلے۔۔۔۔۔

جبکہ شاہ اور انکی فیملی گھر جا چکے تھے۔ بارات ایک دن کے بعد طے پائی تھی۔ دونوں

گھروں میں خوشیاں اپنے پر پھیلائے ہوئے تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔ سبھی کے چہرے

مسکراہٹ سے کھل اٹھے تھے۔ خوشیاں ایسی محسوس ہوئی کہ تپتے صحرا میں بارش کی

ٹھنڈی پھوار کے مانند۔۔ اشفاق احمد اور ربینہ کے چہرے پر خوشی اور اداسی کے ملے جلے

تاثرات تھے خوشی اپنے فرض کی ادائیگی کی اور دکھ یہ کہ ایک دن بعد انکی نحت جگر کسی

دوسرے گھر کی ہو جائے گی۔ یقیناً ماں باپ کے لیے بہت تکلیف وہ مرحلہ ہوتا ہے۔

جب وہ اپنی جان سے پیاری بیٹی کو کسی دوسرے کے گھر بھیج دیں۔ اور یہ تکلیف اس بیٹی

کے لیے بھی ہے جس گھر میں وہ ملی بڑھی ہے اسے چھوڑ کر ایک انجان گھر میں انجان لوگوں

کے بیچ رہنا۔ اسان نہیں ہے۔۔۔۔۔

فجر کا وقت تھا۔ باہر مدھم سی روشنی تھی۔ گھر میں سبھی کمروں کی بتی بجھی ہوئی تھی سوائے

ایک کمرے کے جہاں سے مدہم سی روشنی دیکھ رہی تھی۔ بیڈ پر بیٹھا ایک وجود جس کے

ہاتھ میں سگریٹ تھی آنکھیں لال انگارے پر ہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ رات بھر

سویا نہیں۔ کمرے میں سگریٹ کا دھواں ہر جگہ پھیلا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اس نے ساری رات ہی سگریٹ کو ہونٹوں سے لگائے رکھا۔ ہونٹ زیادہ سگریٹ پینے کی وجہ سے گہرے جامنی ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ آنکھیں میں نمی تھی وہ رو رہا تھا شاید۔۔۔۔۔ ہاتھ میں ایک تصویر لیے ایک نظر تصویر پر ڈالی اور پھر لبوں سے دھواں چھوڑا۔ آج کا دن تھا نہ جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔ آنکھوں میں آنسو بے اختیار بہہ نکلے۔ اور رونے میں شدت آگئی۔ لوگ کہتے ہیں مرد روتے نہیں ہیں لیکن میں تو رو رہا ہوں اور وجہ صرف تم ہو سارہ۔۔۔ میری ہر تکلیف اور درد کی وجہ تم ہو۔۔۔ کیا مرد انسان نہیں ہوتے کیا انہیں درد نہیں ہوتا۔ ہوتا بہت درد ہوتا لیکن حد تو یہ ہے کہ یہ درد بیان نہیں کر سکتے رو نہیں سکتے کیونکہ ہم مرد ہیں۔۔۔۔۔ کون سوچتا ہو گا کہ دن کی روشنی میں جو عیسیٰ اتنا مضبوط اور طاقتور دکھائی دیتا ہے رات کی تنہائی میں وہ اتنا کمزور اور بے بس ہو گا جو اس طرح روتا ہے۔ سب کچھ بدل گیا آنکھیں موندے وہ بیڈ پر نیم دراز ہوا۔

ایک دن ہوا کی تیزی سے بیت گیا۔ آج بارات کا دن تھا۔ اشفاق احمد کے گھر میں آج بہت چہل پھل تھی۔ سب کسی نا کسی کام میں مصروف تھے۔ زرینہ جلدی کرو پارلر بھی جانا ہے۔ ربینہ کی آواز پر اس نے انکی طرف دیکھا۔ مام پریشان کیوں ہو رہی ہیں آپ اتنی

۔۔۔ اسنے ربینہ کی حالت دیکھ ربینہ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے۔ بیٹا کیسے پریشان نہ ہوں اتنے کام ہیں۔ اچھا آپ فکر نہ کریں میں چلی جاؤ گی ڈرائیور کے ساتھ پارلر آپ بس اپنا خیال رکھے اسنے پیار سے ربینہ بیگم کے گال کھینچے۔ میری پیاری بیٹی یہ کہہ کر ربینہ بیگم کی آنکھ میں آنسو آگے ارے مام کہیں دور تھوڑی جا رہی آپ کے بھائی کے گھر ہی جا رہی ہو جب دل چاہے مل لینا زرینہ نے آنسو صاف کرتے شرارت سے کہا۔

پاگل۔۔۔۔ ربینہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ پارلر سے نکلے اور شادی ہال جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ کیا ہوا گاڑی کیوں روک دی زرینہ نے ڈرائیور کو دیکھا۔ لگتا ہے کوئی مسئلہ ہو گیا ہے اوہو آنے سے پہلے چیک نہیں کر سکتے تھے۔ زرینہ نے غصہ دیکھا یا۔ بی بی جی چیک کیا تھا سب ٹھیک تھا اب اچانک پتا نہیں کیا ہوا۔ اوہو ایک تو سو بہانے ہوتے تم لوگوں کے ایک کام ہو جو ڈھنکا کر لیا ہو زرینہ نے چڑ کر کہا۔ اب شکل کیا دیکھ رہے ہو جاؤ دیکھو کیا ہوا ہے زرینہ نے غصے سے کہا۔ جی بی بی جی ڈرائیور نے یہ کہہ کر کھسکنے میں عافیت جانی۔ ایک تو اتنا سناٹا ہے کہیں کوئی چور چکانہ اجائے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے زرینہ کے ساتھ پہلے جو ہوا تھا وہ اس سے اب تک خوفزدہ تھی۔ یا اللہ حفاظت کرنا میری اسنے اللہ سے دعا کی۔ ڈرائیور کو باہر

نکلے بہت دیر ہو گئی تھی۔ ارے ابھی تک نہیں آیا کہاں چلا گیا ہے اے سی بھی بند ہے مجھے تو گرمی لگ رہی ہے زرا باہر کھڑے ہو کر کھلی ہوا میں سانس لینا چاہیے اسنے سوچا۔ لیکن اگر باہر ڈرائیور نہ اور وہ لوگ پھر سے آگئے تو اسنے سوچا۔ نہیں مجھے نہیں جانا چاہیے تھوڑا انتظار کر لیتی ہو۔ وہ بیٹھ گئی۔

ہاں کیا وہ لڑکیاں منظور خان نے وہی جنگل میں ایک پرانی کوٹھی میں قید کی ہیں سارم نے خاور سے کہا جو منظور خان کے لوگوں میں شامل تھا اور سارم کو سبھی خبریں دیتا تھا۔ جی وہیں ہیں صبح وہ ان لڑکیوں کو وہاں سے نکال کر اپنے فارم ہاؤس پہنچانے کا کہا ہے اور یہ ڈیوٹی مجھ سمیت ایک اور بندے کی ہے۔ چمیتا ہے وہ منظور کا۔ ہمیں کل ہی آزاد کروانا ہوگا انہیں ورنہ تو پھر ہم شاید کبھی نہیں چھڑو اپائیں خاور سنجیدگی سے کہتا گیا۔ اور سامنے والے کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرے۔ ٹھیک میں وہاں پہنچ جاوگا اگر مجھے آنے میں دیر ہو جائے تو یہ کام تم انجام دے دینا یہ کہہ کر سارم نے الوداع کہہ کر فون رکھ دیا۔

زرینہ کو وہاں بیٹھے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا مگر ڈرائیور ابھی تک نہیں آیا تھا اسے خوف آنے لگا۔ اب کی بار وہ گاڑی سے باہر نکل کر جانے کا فیصلہ کیا۔ ڈیڈ کو کال کر دیتی ہو فون کو دیکھا مگر فون موجود نہ تھا اوہو میں کہیں گھر تو بھول نہیں آئی۔ اففف۔۔۔ اس نے کھڑکی کھول کر باہر جا ہنکا جہاں سوائے چند گاڑیوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ دروازہ کھول کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ دلہن کا جوڑا پہنے وہ روڈ پر سنبھال سنبھال کر قدم رکھنے لگی۔ اوہو حسینہ کہاں جا رہی ہو اکیلی اکیلی زرینہ کے پشت سے آواز آئی۔ اسے لگا جیسے اسکے پاؤں سے زمین نکل گئی قدم وہی جم گئے جس کا ڈر تھا وہی ہوا ایک بار پھر وہ اسی صورتحال میں پھنس چکی تھی۔ جس سے وہ ڈر رہی تھی۔ نام تو بتاتی چلو ظالم حسینہ ایک اور غلیظ آواز اسکے کانوں میں پڑی مگر اسنے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ اسنے اپنی ہیل اتاری اور ان دو لڑکوں کی جانب پھینکی جو سامنے والے لڑکوں میں سے ایک منہ پر اپنا چھاپ چھوڑ گئی۔ زرینہ نے اندھا دھند بھاگنا شروع کیا وہ دونوں بھی اسکے پیچھے بھاگے پکڑوا سکو بھاگ نہ پائے یہ۔ مغرب کی اذان ہو چکی تھی ہر جانب نیم اندھیرے پھیلا ہوا تھا اور وہ ننگے پاؤں سنسان سڑک پر بھاگ رہی تھی۔

بھاگتے بھاگتے وہ ناجانے کہاں پہنچ چکی تھی ہر طرف لمبے لمبے درخت تھے وہ شاید کوئی جنگل تھا۔ اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں اب کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ ان سے بچنے کا میاب ہو گئی

لیکن ایک اور مصیبت جہاں وہ بھاگ کر چلی آئی تھی اسکا اسے نہیں معلوم۔ تھا اور واپسی جانے کا راستہ بھی نہیں معلوم تھا۔ کیونکہ اسکو معلوم نہیں چلا کہ وہ کہاں آگئی ہے۔ وہ وہیں اس درخت کے پاس بیٹھ گئی۔ اور رونے لگی۔ اندھیرے میں وہ درخت اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔ یا اللہ میری مدد کریں مجھے بچالیں روتے ہوئے اسنے دعا کی۔۔۔۔۔ جب اس پر کوئی چیز درخت سے نیچے گری۔۔۔ یا اللہ وہ زور سے چیخی وہ کہیں سانپ تو نہیں تھا۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ کون ہیں وہاں ایک مردانہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔ اسکے چہرے پر پسینے کی ننھی منی بوندے نمودار ہوئیں۔ کوئی شخص جھاڑیوں کو پھلانگتا ہوا اسکی جانب آ رہا تھا۔ کاش میں اکیلے نہ آتی کاش کہ میں گاڑی سے باہر نہیں جاتی۔ آنکھوں میں آئی یہاں تو قدم قدم پر بھیڑے ہیں جو مجھے نوچ ڈالیں گے۔ یہ کہتی وہ دوسری جانب بھاگی۔ مگر وہ شخص اسکے پیچھے آیا۔ رکیں۔۔۔ ایک اور آواز آئی جس پر اسکے قدم جم گئے۔ اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا بلیک جیکٹ اور بلیک پینٹ پہنے وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔ میں اپکو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گا۔ آپ اس طرح نہ ڈریں سامنے کھڑے شخص نے کہا۔ جس پر اسنے ناچاہتے ہوئے بھی یقین کر لیا۔ اور وہ وہیں جم گئی سامنے کھڑا شخص اہستہ اہستہ قدم بڑھاتے وہ اسکی جانب آیا۔ آپ کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے آپ بھاگ کر آئی ہیں شادی سے اس نے زرینہ کو دیکھا۔ جو بامشکل کھڑی تھی۔ نہیں میں بھاگ کر نہیں آئی۔ اس نے

سامنے کھڑے شخص کی جانب دیکھا۔ پھر سوال کیا گیا۔ تو اسنے اپنے پرگیزی تمام داستان سنائی۔ آپ مجھے میرے گھر چھوڑ دے اللہ کے واسطے میں بہت ڈری ہوئی ہو میری آج شادی ہے لیکن میرے ساتھ ایسا سب کچھ ہو گیا۔ وہ لوگ کہیں یہ نہ سوچیں کہ میں بھاگ گئی ہو۔ پلیز میری مدد کریں۔ کون ہے خاور ادھر سامنے ایک اور شخص آیا۔ جب نظر زرينہ پر پڑی تو بے اختیار منہ سے نکلا یہ ایٹم کون ہے اور اپنی غلیظ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔ اپنی اوقات میں رہ منظور خان کی جاننے والی ہیں انہوں نے ادھر بھیجا ہے اسے۔ خاور نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ ایسے دلہن کے روپ میں۔ مجھے نہیں معلوم لیکن انہوں نے کہا ہے صبح ان لڑکیوں کے ساتھ اسکو بھی فارم ہاؤس پہنچا دے۔ اور اسکی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو منظور خان آنکھیں نکال پھوڑ دے گا یہ کہہ کر وہ زرينہ کو لیے آگے بڑھا میں اپکو ابھی نہیں لے کر جا سکتا میں صبح اپکو آکے گھر چھوڑ آؤ گا۔ اسنے رازداری سے کہا۔ تو زرينہ نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

ربینہ زرمینہ کا پتا کرو کہاں رہ گئی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صغریٰ بیگم نے پریشانی سے کہا۔
بجانب بھی معلوم نہیں میں بھی کب سے کال ملا رہی ہوں چہرے پر پریشانی واضح تھی۔ ارے
اب تک تو اسے آجانا چاہیے پارلر سے نکلے تو بہت وقت ہوچکا ہے میں نے کی تھی پارلر

والی کو کال اسنے بتایا مجھے صغریٰ عام سے لہجے میں بولی۔ بھابھی ہمیں اشفاق سے بات کرنی چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آٹھ بجنے کو آئے ہیں اور اس لڑکی کا کہیں آتا پتا نہیں ربینہ کے چہرے پر پریشانی تھی۔ میں اشفاق بھائی کو بلا کر لاتی ہوں۔ صغریٰ بیگم وہاں سے چلی گئی جبکہ ربینہ پاس پڑھی کرسی پر ڈھے گئی۔

تیاری سب مکمل ہے نہ سارم کی آواز کال پر ابھری۔۔۔ جی مگر ایک بات ہے خاور نے
جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔ کیا بات۔۔۔ سارم کی جانب سے سوال کیا گیا۔۔۔ وہ ایک
لڑکی اور بھی ہے خاور نے جلدی سے بولا۔۔۔ کون۔۔۔ مقابل نے سوال
کیا۔۔۔ تو خاور نے ساری داستان یک سانس ہو کر سنادی۔۔۔۔۔
ہمارے لیے پہلے طاہر صاحب کی بیٹیوں کو وہاں سے نکالنے میں مشکل تھی اب تم ایک
اور عجبہ اٹھا لائے ہو۔۔۔۔۔ سارم کے لمحوں میں خود غرضی واضح
تھی۔۔۔۔۔ سر وہ مشکل میں تھی اور مجھے لگا اسکی مدد کرنی چاہیے اسی لیے میں نے یہ قدم
اٹھایا خاور نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔ ایک تو تم میں جو یہ بلا وجہ دوسروں کی مدد
کرنے کا جنون ہیں نہ یہی تمہیں ایک دن ڈوبوں دے گا۔۔۔۔۔ سارم کا لہجہ تلخ
تھا۔۔۔۔۔ سر دوسروں کی مدد کر کے جو دلی سکون ملتا ہیں نہ وہ کہیں نہیں خاور کا لہجہ

میں نرمی آئی۔۔۔۔۔۔۔ میں بھی تم جیسا ہی تھا۔۔ جب تک اس دنیا کی حقیقت میرے
 پر آشکار نہیں ہوئی تھی لہجے میں ایک درد تھا جو شاید سارم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا
 تھا۔۔۔۔۔۔۔ اچھا یہ بات چھوڑ دو دھیان رکھنا کہ ان لڑکیوں کو کوئی تکلیف یا نقصان نہ
 پہنچے میں نے طاہر صاحب سے وعدہ کیا ہے کہ انکی بیٹیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے
 گی۔۔۔۔۔۔۔ سارم نے یہ کہہ کر کال رکھ دی۔۔۔۔۔

دوسروں کی مدد تم بھی تو یہی کرتی تھی لیکن اس ظالم دنیا نے تمہارے ساتھ کیا کیا زیر لب
 کہا گیا۔۔۔۔۔۔۔ اور لبوں پر زخمی سی مسکان آئی۔۔۔۔۔۔۔ جو شاید طنزیہ مسکراہٹ
 تھی۔۔۔۔۔

وہ دلہن کا جوڑا پہنے ایک کمرے میں موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔ دماغ مسلسل سوچوں میں غرق
 تھا۔۔۔۔۔۔۔

آٹھ بج رہے ہیں گھر میں سب پریشان ہونگے کاش میں انہیں بتا پاتی کے میرے ساتھ کیا
 ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اگر انہوں نے کچھ غلط سوچ لیا میرے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ اگر
 ایسا ہوا تو میں کہیں کی نہیں رہوں گی۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر شاہ نے مجھے چھوڑ دیا تو نہیں وہ تو مجھ
 سے محبت کرتے ہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ زریہ

ہوگی۔۔۔۔۔ روتے ہوئے کہا گیا۔۔۔۔۔ آپ فکر نہ کریں سب ٹھیک ہوگا ہو سکتا ہے کہ گاڑی خراب ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ انکی۔۔۔۔۔ پر خہ بولی۔۔۔۔۔ قاضی آچکا ہے سب نکاح کا منتظر ہیں اب ایسے موقع دلہن کا موجود نہ ہونا کتنی شرمندگی کا باعث ہے اب کی بار فیضان صاحب بولے۔۔۔۔۔ ہم انتظار کرتے ہیں تھوڑا ہو سکتا ہے پر خہ بھابھی کی بات درست ہو زینہ نے کہا۔۔۔۔۔ ہم ایسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہ سکتے ہو سکتا ہے زینہ مشکل میں ہو۔ ہمیں اسے ڈھونڈنے چاہیے اب کی۔ بار شاہ کی آواز برائڈل روم میں گونجی۔۔۔۔۔ ڈیڈ آپ باہر جا کر لوگوں کو کھانا کھلوادیں اور لوگوں سے معذرت کر لیں کے آج نکاح نہیں ہو سکتا دلہے کی طبیعت اچانک خراب ہونے کے باعث میں مزید کوئی تماشہ نہیں چاہتا شاہمیر نے لہجہ نارمل رکھنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔۔ اور کہتے ساتھ ہی پچھلے دروازے سے زینہ کو ڈھونڈنے کی غرض سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

رات کے بارہ بج چکے تھے زینہ کا کچھ اتنا پتا نہیں تھا۔۔۔۔۔ زینہ جس گاڑی میں گئی تھی وہ ایک روڈ سے مل چکی تھی مگر نہ ڈرائیور کا کچھ پتا تھا نہ زینہ کا۔ وہ سب گھر کے ڈرائنگ روم میں موجود تھے سب کے چہروں پر پریشانی واضح تھی۔ ہو سکتا ہے کہ جنہوں نے پچھلی بار زینہ کو آغوا کرنے کی کوشش کی تھی اسکے پیچھے بھی وہی لوگ ہوں تیمور نے اپنی بات

رکھی۔۔۔۔۔ تو پھر ہمیں پولیس کو اطلاع کر دینی چاہیے۔۔۔۔۔ شاہمیر نے مشورہ دیا

۔۔۔۔۔ نہیں بیٹا معاملہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے فیضان صاحب نے شکی انداز میں

کہا۔۔۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے بھائی ربینہ بیچ میں بول پڑی۔۔۔۔۔ میری بیٹی کی

تربیت ایسی نہیں کہ وہ ایسا کوئی قدم اٹھائے ربینہ غصے سے جل اٹھی اور بھائی کو کھا جانے

والی نظروں سے گھورا تو فیضان صاحب نے نظریں چرائیں۔۔۔۔۔ صاحب پھول

چکا ہے باہر سے ایک شخص بھاگتا ہوا آیا جس نے گارڈز کی وردی زیب تن کی ہوئی تھی

۔۔۔ اسکی اس بات سے سب کے جسم میں کرنٹ سا ڈور گیا۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ اشفاق

احمد جھٹ سے اس وردی میں ملبوس شخص کے قریب آئے وہ نیچے باغیچے میں خستہ ہال کھڑا

ہے گارڈز کے جواب پر سب نیچے باغیچے کی جانب بھاگے۔۔۔۔۔ کدھر ہے میری بچی

اشفاق احمد نے پوکا گریبان اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔۔ پوچپچیس سالہ لڑکا تھا۔۔۔۔۔ جو انکے

پرانے ڈرائیور کا بیٹا تھا۔۔۔ صاحب مجھے نہیں معلوم وہ کہاں ہے راستے میں اچانک گاڑی

خراب ہو گئی تھی تو میں آس پاس کسی مینک کو ڈھونڈنے نکلا کیونکہ مجھے گاڑی کی خرابی کا

سمجھ نہیں آ رہا تھا

جب میں واپس آیا تو بیبی جی وہاں موجود نہیں تھی البتہ یہ ملی ہے بس مجھے اسنے ہیلز کو آگے

بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔ یہ تو میری بچی کی ہیلز ہیں ربینہ نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔۔۔۔۔ تم نے اسے جانے کیوں دیا ہم اسکو پولیس کے حوالے کر دیتے۔۔ انہوں نے شاہ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ کیا کر لیتی پولیس ہاں سہی تو کہہ کر گیا ہے وہ فیزان صاحب نے جلے پر نمک چھڑکنے کا کام کیا۔۔۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔۔ شاہ نے افسوس بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ کیا ڈیڈ وہ لڑکی ہم سب کے منہ پر کالک پوت کر چلی گئی اور تم اب بھی اسکے دیوانے ہوئے پھر رہے ہو۔۔۔۔۔ شاہ کو لگا جیسے اسکے سر سے کسی نے آسمان چھین لیا ہو۔۔۔۔۔ بھائی ربینہ بیگم بیچ میں آئی اور ایک چماٹ اپنے بھائی کے منہ پر رسید کیا۔۔۔۔۔ اگر تم میرے چھوٹے بھائی نہ ہوتے تو میں تمہاری زبان کھینچ لیتی انہوں نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ سب کے سامنے یوں بے عزت ہونے پر فیزان آپا کھو بیٹھے۔۔۔۔۔ اس بد چلن لڑکی کے لیے تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔ باجی آج سے ہمارے درمیان کے سارے تعلق ختم وہ اتنا کہہ کر وہاں سے نکل گئے اور انکے ساتھ ہی باقی گھر والے بھی اہستہ اہستہ وہاں سے ان دونوں پر ایک ہمدردی بھری نگاہ ڈال کر چلے گئے۔۔۔۔۔ اب باغیچے میں صرف اشفاق احمد اور ربینہ تنہا رہ گئے۔۔۔۔۔ اشفاق احمد زمیں پر گر گئے جیسے انکو کسی نے دھکا دیا ہو اور آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔۔۔۔۔ ربینہ بھی انکے پاس بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ایسا محسوس ہوتا کہ ان سے انکا سب

چھین لیا ہو کسی نے۔۔۔۔۔ میری بیٹی ایسا نہیں کر سکتی ربینہ نے اپنی نظریں اشفاق احمد کے چہرے پر گاڑھی۔۔۔۔۔ پروہ ایسا کر چکی ہے ہماری عزت نیلام کرنے والی اور کوئی نہیں ہماری نخت جگر بیٹی ہے جو ہماری عزت کی چادر کو ایک آندھی کا روپ لیے اڑا کر لے گئی۔۔۔ اور ہمیں خالی ہاتھ کر دیا۔۔۔ اشفاق احمد نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور آنسو انکی ہتھیلی پر آگرے۔۔۔۔۔ ربینہ حیرانی سے انکی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ ایسا محسوس ہوتا جیسے انہیں کسی نے جلتی آگ میں چلنے کا کہہ دیا ہو۔۔۔۔۔ وہ کیا کرتی حالات سارے زرینہ کے خلاف تھے سبھی سے اسکے رشتے ٹوٹ گئے اسکی ایک غلطی کی وجہ سے۔۔۔۔۔ ربینہ بیگم بھی اسکی بد نصیبی پر آنسو بہانے لگی۔۔۔۔۔

فجر ہونے میں کچھ ہی وقت تھا وہ بھی بیڈ پر بیٹھے بیٹھے نجانے کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے خود بھی محسوس نہ ہوا۔۔۔۔۔ آنکھ کھلی تو دروازے پر کوئی زور سے دستک دے رہا تھا وہ ڈر کر اٹھی اور دروازے کے جانب آئی۔۔۔۔۔ گلک کون آواز لگائی گئی۔۔۔۔۔ دروازہ کھولیں میں وہی ہوں جو اپکو یہاں لے آیا تھا۔۔۔۔۔ زرینہ نے جھٹ سے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ زرینہ نے سوال کرتی نگاہوں سے

دیکھا۔۔۔۔۔ وہ جلدی چلیں ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا ابھی۔۔۔۔۔ خاور نے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔۔۔ اگر مگر کا وقت نہیں ہے چلیں میں آپکو آپکے گھر نہیں چھوڑ سکتا آپکو خود جانا ہوگا میں آپکو راستہ بتا دوں گا۔۔۔۔۔ مجھے یہاں اپنے ایک فرض کی ادائیگی کرنی ہے۔۔۔۔۔ پریشانی خاور کے چہرے پر واضح تھی۔۔۔۔۔ تو اس نے سر ہلا اسکے پیچھے جانے میں عافیت جانی۔۔۔۔۔ خاور کو ٹھٹی پچھلے گیٹ پر لے آیا جہاں سے راستہ سیدھا مین روڈ کی جانب جاتا تھا۔۔۔۔۔ میں آپکو اسلیے گھر نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ وہ لوگ جان چکے ہیں کہ تم منظور خان کی طرف سے نہیں بھیجی گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ لوگ تم تک پہنچ جائے اس سے پہلے تم یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ یہ بھیڑیے تمہیں نوچ ڈالے گئے۔۔۔۔۔ خاور نے اسکی جانب دیکھا اور کہا۔۔۔۔۔ زرینہ نے اسپر تشکر بھری نگاہ ڈالی۔۔۔۔۔ اگر زندگی میں دوبارہ ملاقات ہوئی تو تمہارا یہ احسان ضرور اتاروں گی یہ کہہ کر وہ پچھلے گیٹ سے باہر کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔ اور خاور نے اسے نظروں سے اوجھل ہونے تک اسکی پشت تکتا رہا

زندگی کیا بدلنے والی تھی۔۔۔۔۔ یہ پھر وہ ان میں سے ہو جائے گی جن کی طرف اللہ کی کلام قرآن مجید پہنچا مگر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور گمراہ ہو گئے۔۔۔۔۔ سامنے سے اتنی گاڑی کی روشنی اسکی آنکھوں سے ٹکرائی امید کی کرن نظر آئی تو وہ اس روشنی کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔ اسے سامنے دلہن کے لباس میں ملبوس ایک لڑکی نظر آئی جو اسی کی جانب بھاگ کر آرہی تھی اسے خطرے کا احساس ہوا تو گاڑی روک دی۔۔۔۔۔ سامنے آنے والی لڑکی بھی اسی کی جانب آئی اور اسکی گاڑی کا کہ شیشہ پر اپنے چوڑیوں سے بھرے ہاتھوں سے کھٹکھٹانے لگی بال سارے کھل چکے تھے اور منہ پر آ رہے تھے چہرے پر ڈر اور۔ خوف کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور گندمی رنگت مٹی کی اور پسینے کی وجہ سے تھوڑی سی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسنے شیشہ نیچے کیا۔۔۔ اور اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ مجھے اللہ کے واسطے بچالیں ورنہ یہ بھیڑنیے مجھے نوچ ڈالیں گے آواز مسلسل رونے کی وجہ سے تھوڑی لڑکھڑاہی تھی۔۔۔۔۔ ایک دل تو کیا کہ وہ اسے چھوڑ کر آگے بڑھا دے گاڑی مگر اسکی حالت قابلِ رحم جو اس پتھر دل میں رحم لاگئی وہ دروازہ کھول کر باہر کی جانب آیا جہاں اسکی نظر اسکے لباس پر پڑی جسکا ڈوپٹہ ایک کونے سے بے دردی سے پھاڑا گیا تھا اور نظریں پاؤں پر گئیں جو خون آلود تھے۔۔۔۔۔ آسمان میں ہلکی روشنی ہوئی سورج کی کرنیں اندھیرے کو چیر کر باہر آئی۔ ہر طرف فضا ہلکی مہکی ہوئی تھی چڑیوں چچھاہٹ کا نوں

ہوش۔۔۔۔۔ سارم نے طنز کیا۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ کال کاٹ
دی گئی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی۔۔۔۔۔

فجر قضا ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھی۔۔۔۔۔ سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا
تھا۔۔۔۔۔ گھڑی بارہ کا ہندسہ بج رہی تھی۔۔۔۔۔ پورے گھر میں۔ ایک خاموشی کی لہر
تھی۔۔۔۔۔ شاہ کل رات سے گھر میں موجود نہیں ہیں۔۔۔۔۔ صغریٰ بیگم کی آواز نے
لاونج میں موجود خاموشی کو توڑا۔۔۔۔۔ تیمور بھی ساتھ ہے کیا اسکے۔۔۔۔۔ فیضان
صاحب نے صغریٰ بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ نہیں نا جانے وہ کہاں
چلا گیا ہے۔۔۔۔۔ پریشانی سے کہا گیا۔۔۔۔۔ پریشان نہ ہو بچہ نہیں ہے جو گم ہو
جائے گا۔۔۔۔۔ فیزان صاحب نے کہا۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ بس
فیزان کی آواز گونجی صغریٰ بیگم کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں
ہوگی اس متعلق۔۔۔۔۔ فیزان صاحب نے تحکم بھرے ہوئے لہجے سے
کہا۔۔۔۔۔ باقی سب اپنے کمروں میں تھے۔۔۔۔۔ اور تیمور باہر کسی کام سے گیا
تھا۔۔۔۔۔

اسکو ہوش آیا تو بیڈ پر موجود تھی۔۔۔۔۔ سامنے نرس کھڑی تھی۔۔۔۔۔ میں یہاں کیسے آئی
۔۔۔۔۔ اس نے سوال کیا۔۔۔۔۔ اپکو عیسیٰ سارم خان یہاں لائے ہیں۔۔۔۔۔
نرس نے جواب دیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ۔۔۔۔۔ اس نے زیر لب دھرایا اور سوچ میں پڑ
گئی۔۔۔۔۔ کیا ابھی وہ یہاں موجود ہیں سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ نہیں وہ تو چلے
گئے۔۔۔۔۔ جواب دیا گیا۔۔۔۔۔ مجھے ڈسپانر کب تک کیا جائے گا
۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ جی ابھی تھوڑی دیر میں نرس اتنا کہہ کر باہر چلی

گئی۔۔۔۔۔

[illegible]

بچی کچی عزت ہے وہ پولیس کے پاس جا کر بیچ آوو۔۔۔۔۔ اشفاق احمد نے
کہا۔۔۔۔۔ تو ربینہ کے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔۔۔۔۔

وہ ہاسپٹل سے نکل کر گھر کی جانب رکشہ میں روانہ ہوئی۔۔۔۔ بالوں کو جوڑے میں قید کیا۔۔۔ تھا۔۔۔

وہ جب وہاں پہنچی تو گارڈ نے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ وہ اتری اور۔۔۔۔۔ گارڈز کو رکشے والے کو پیسے دینے کا بول کر اندر کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ اندر بلا کی خاموشی تھی۔۔۔۔۔ سب ملازم اسے ایسے تک رہے تھے۔۔۔۔۔ جیسے۔۔۔۔۔ وہ کوئی غیر ہو۔۔۔۔۔ یا اسے پہلی بار دیکھ رہے ہوں۔۔۔۔۔ اسنے نظر انداز کرتے ہوئے قدم مام اور ڈیڈ کے کمرے کی جانب بڑھائے۔۔۔۔۔ اور دروازے پر دستک دی۔۔۔۔۔

ہاں کام ہو گیا نہ۔۔۔۔۔ سارم کی آواز کال پر گونج اٹھی۔۔۔۔۔ جی سر۔۔۔۔۔

سب بہت اچھے سے ہو گیا۔۔۔۔۔ منظور خان کہ کچھ آدمی گرفتار بھی ہو گئے اور طاہر صاحب کی بیٹیاں بھی باحفاظت انکے گھر پہنچا دی گئی۔۔۔۔۔ خاور نے یک سانس ہو کر کہا۔۔۔۔۔ سر ایک بات پوچھوں۔۔۔۔۔ خاور نے جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہاں کہو۔۔۔۔۔ سارم نے اجازت دی۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ وہ

۔۔۔۔۔ لڑکی۔۔۔۔۔ خاور نے پوچھنا چاہا مگر سارم نے بیچ میں بات کاٹ

دی۔۔۔۔۔ وہ سہی ہے اور یہ تمہاری سوئی اس لڑکی پر ہی کیوں اٹک گئی ہے ہاں

سارم نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔ سوری سر خاور نے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔ اب وہاں

جانے کی ضرورت نہیں ہے کل سے کام پر آ جاؤ تم ادھر۔۔۔۔۔ سارم نے کہا اور

کال کاٹ دی۔۔۔۔۔

دروازا ربینہ نے کھولا سامنے زریںہ کو کھڑا دیکھ حیرت سے کہا زریںہ۔۔۔۔۔!امام

وہ آگے بڑھ کر انکے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔ انسو میں روانی آئی۔۔۔۔۔ اشفاق

احمد۔۔۔۔۔ بھی اسی جانب آ گئے۔۔۔۔۔ اشفاق صاحب کو دیکھ کر وہ انکے قریب آئی مگر وہ

دو قدم پیچھے ہو گئے۔۔۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔۔ اس نے زبان سے لفظ ادا کیا

۔۔۔۔۔ اس سے کہو کہ جہاں سے آئی ہے وہیں لوٹ جائے۔۔۔۔۔ اشفاق احمد

نے روبینہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ اسنے اشفاق احمد کو دیکھا تو

اشفاق احمد نے ایک زناٹے دار تھپڑ زریںہ کے منہ پر رسید کیا۔۔۔۔۔ دفعہ ہو جاو

یہاں سے ورنہ یہ نہ ہو کہ میں تمہارا قتل کر دوں۔۔۔۔۔ زریںہ کے سر سے آسمان کھینچ

گیا اسے ایسا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ آج تک اشفاق احمد نے اونچی آواز میں اس سے بات
 تک نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ مگر آج تو انہوں نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ مام آپ
 بولیں نہ ڈیڈ کو میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ وہ ربینہ بیگم کے پاس گئی۔۔۔۔۔ ربینہ نے
 روتے ہوئے گردن نفی میں ہلائی۔۔۔۔۔ میں بے قصور ہوں میرا یقین کریں وہ چینی
 ۔۔۔۔۔ مگر بیکار رہا۔۔۔۔۔ اشفاق احمد اسے گھسیٹتے ہوئے باہر مین گیٹ
 کی جانب لائے اور باہر پھینک دیا اسے۔۔۔۔۔ یہ گھر کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہیں
 تمہارے لیے اب اپنی شکل بھی نہیں دیکھنا ہمیں۔۔۔۔۔ وہ یہ کہہ کر اندر چلے
 گئے۔۔۔۔۔ مام وہ دوبارہ ربینہ کی جانب بھاگی مگر اسنے اسے ہاتھ سے رک جانے کا
 اشارہ کیا اور وہ بھی اندر چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ وہیں بیٹھ کر اپنے بدنصیبی پر آنسو بہانے
 لگی۔۔۔۔۔ مام ڈیڈ میں کہاں جاؤ گی میرا یقین کریں میری بات تو سن لے ایک دفعہ وہ
 رو رہی تھی۔۔۔۔۔ روتے ہوئے اسے شاہ کا خیال آیا۔۔۔۔۔ شاہ
 اپنی زرینہ مشکل میں ہے۔۔۔۔۔ اکیلی ہے آئیں۔۔۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسنے پھر
 ماموں کے ہاں جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔

بی بی ٹکٹ۔۔۔۔۔ بس کا کنڈکٹر اسکی سیٹ کی جانب آیا۔۔۔۔۔ میرے پاس پیسے
 نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اس نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ آپ بنا ٹکٹ کے بس میں
 نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔۔۔ اتریں۔۔۔۔۔ کنڈکٹر نے کہا۔۔۔۔۔ ساتھ ایک عورت
 بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اے کیوں معصوم بچی کو اترنے کا بول رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ عورت بولی
 ۔۔۔۔۔ ماسی اسکے پاس پیسے نہیں ہیں ٹکٹ کے بنا ٹکٹ کہ یہاں نہیں بیٹھ سکتی یہ
 ۔۔۔۔۔ کنڈکٹر نے اپنی بات رکھی۔۔۔۔۔ لو اتنی سی اے لے میں
 دے دیتی ہوں پیسے بچاری کہاں اتنا بھاری جوڑا اٹھائے۔۔۔۔۔ باہر دھکے کھائے گی۔۔۔۔۔
 اس عورت نے ٹکٹ کے بیس روپے ادا کیے۔۔۔۔۔ زرینہ نے شکریہ
 کہا۔۔۔۔۔ بیٹا اس میں شکریہ کی کیا بات۔۔۔۔۔ اپ کہاں جا رہی ہیں۔۔۔۔۔ زرینہ نے
 سوال کیا۔۔۔۔۔ میں تو اپنی ایک پرانی دوست سے ملنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ راستے میں گاڑی
 خراب ہو گئی تو بس میں چلی آئی۔۔۔۔۔ ویسے بھی ایک عمر گزری ہے بسوں میں
 سفر کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ وہ تو اب میرا بیٹا مجھے اکیلے سفر کرنے نہیں دیتا۔۔۔۔۔ کہتا
 رہتا ہے۔۔۔۔۔ بی جان اکیلے مت جائیں ڈرائیور کے ساتھ چلی جائیں۔۔۔۔۔ کبھی یہ
 کر لیں کبھی وہ۔۔۔۔۔ عورت نے کہا۔۔۔۔۔ تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔ سوال کیا
 گیا۔۔۔۔۔ ماموں کے ہاں اسنے جواب دیا۔۔۔۔۔ پاؤں میں سفید پٹی پر نظر پڑی تو

عورت پوچھ لیا یہ کیسا ہو گیا۔۔۔۔۔ اسنے اپنے پاؤں دیکھے آنکھوں سے ایک آنسو
 ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔۔۔۔۔ اے پتر۔۔۔۔۔ تو رو رہی ہے۔۔۔۔۔ عورت نے اسکی
 جانب دیکھا۔۔۔۔۔ نہیں۔ اس نے جھٹ سے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔ وہ بس درد کی
 وجہ سے شاید اس نے جھوٹ کا سہارا لیا۔۔۔۔۔ بیٹا ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ فکر نہیں کر
 ۔۔۔۔۔ اس۔ بوڑھی عورت نے زینہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ زینہ نے بھی
 سر ہلایا۔۔۔۔۔

شاہ نے پاگلوں کی طرح پورا شہر چھان مارا۔۔۔۔۔ لیکن زینہ نہ ملی وہ کل رات سے ہی شہر
 میں اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔ بال بکھر گئے تھے کپڑوں پر جگہ جگہ مٹی کے
 نشان تھے۔۔۔۔۔ آنکھیں نہ سونے کی وجہ سے سرخ تھی۔۔۔۔۔ اب وہ گاڑی ایک جگہ
 روکے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ سیٹ سے پشت لگائے اسنے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ وہ بہت
 تکلیف میں تھا۔۔۔۔۔ اسکی محبت اسکے ہونے سے پہلے ہی کہیں گم ہو گئی
 تھی۔۔۔۔۔ جس پل کا اسنے بچپن سے انتظار کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ پل اسے نصیب
 ہونے سے پہلے ہی اس سے ناراض ہو گیا۔۔۔۔۔ اس نے کار کارائیڈیو کھولا اس
 غرض سے شاید اسکا دماغ تھوڑا پرسکون ہو جائے۔۔۔۔۔ آخر کہاں جا سکتی ہو تم زینہ

اسنے ایک سرد سی آہ بھری۔۔۔۔۔ ریڈیوں میں ایک گانہ چلا۔۔۔ جسکے اشعار کچھ ایسے تھے۔۔۔۔۔

کیوں یہ زخم آنکھوں میں بھر گئے۔۔۔۔۔

میرے خواب کیسے بچھ گئے۔۔۔۔۔

میری زندگی مجھے تو بتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کس جرم کی مجھے دی سزا۔۔۔۔۔

جانے میرا قصور کیا۔۔۔۔۔

جانے میرا قصور کیا۔۔۔

(Fatima Gulost)

اسے یہ اشعار اپنی زندگی کی کہانی لگے آنکھوں سے آنسوؤں نہ چاہتے ہوئے بھی گرا

..... اس نے آنکھوں سے آنسو صاف کیا۔۔۔ اور ریڈیو بند

کرویا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اسے مزید تکلیف میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔۔

اس نے دروازے پر دستک دی دروازہ گارڈز نے کھولا۔۔۔۔۔ اپکو صاحب نے آنے سے منع کیا ہے۔۔۔۔۔ گارڈز نے سر نیچے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ تم پاگل

ہو گئے ہو ہٹو میرے راستے سے۔۔۔۔۔ زرینہ نے گارڈز کو غصے سے دیکھا۔۔۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ ہمیں مجبور مت کریں کہ ہم آپکے ساتھ بد تمیزی کریں ایک گارڈ بولا۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ تم جانتے بھی ہو تم کس سے بات کر رہے ہو زرینہ نے چڑکر کہا۔۔۔ اور اسے دھکا دیتی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔ ماموں جان۔۔۔۔۔ اس نے آواز لگائی۔۔۔۔۔ ماموں جان کہاں ہیں۔۔۔ وہ ایک ملازم کے پاس آئی۔۔۔ اسکی آواز پر صغریٰ اور زرینہ کمرے سے باہر آگئی۔۔۔ پر خہ بھی باہر آگئی۔۔۔ ماموں جان اسنے دوبارہ آواز لگائی۔۔۔ توفیزان صاحب ڈرائینگ روم سے باہر آئے۔۔۔۔۔ تمہیں اندر کس نے آنے دیا۔۔۔ فیضان صاحب اسکی جانب بڑھے۔۔۔۔۔ ماموں جان آپ سمجھائے نہ ڈیڈکو۔۔۔۔۔ وہ انکے پاس آئی۔۔۔۔۔ شاہ کہاں ہے اسنے صغریٰ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ شاہمیر کا خیال دماغ سے نکال دو فیزان صاحب بولے تو اس نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ ماموں آپ بھی۔۔۔۔۔ الفاظ منہ سے بامشکل ادا ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو تمہیں کیا اب بھی یہی لگتا ہے کہ میں تم جیسی بے ہودہ اور بے شرم لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی رچاؤ گا۔۔۔ جو شادی والے دن گھر سے بھاگ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس پر جیسے سکتہ طاری ہو ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زبان بولنے سے انکاری ہوگی۔۔۔۔۔ وہ پک ٹک اپنے ماموں جان کو دیکھ رہی تھی جواب اسکی عزت کی دھجیاں اڑا

ابھی زربینہ کی تھی۔۔۔۔۔ اسے اپنے کئے گئے غلط فیصلوں کی کتنی بڑی قیمت ادا کی ہے
یہ بس وہی جانتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی دھن میں چل رہی تھی جب ایک بلیک رنگ کی پراڈو
اسکے پاس رکی۔۔۔۔۔ زربینہ کے قدم رک گئے۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے اتر کر گیٹ کھولا تو
سامنے بیٹھی عورت کو دیکھ کر وہ چونک اٹھی۔۔۔۔۔ وہ تو وہی بس والی عورت
تھی۔۔۔۔۔ اے میرا پتر۔۔۔۔۔ اتنی دھوپ میں پیدل کہاں جا رہی ہے۔۔۔۔۔ ابا
میں تجھے چھوڑ دو۔۔۔۔۔ زربینہ نے اس عورت کو دیکھا تو آنکھ میں آنسو آیا۔۔۔۔۔
اے پتر تو رو رہی ہے۔۔۔۔۔ سامنے بیٹھی عورت پریشانی سے گاڑی سے باہر نکل
آئی۔۔۔۔۔ وہ عورت اسے فرشتہ لگی جو اسکی مدد کرنے کو آئی۔۔۔۔۔ آ جا آ جا سعدیہ
بیگم نے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔۔۔ کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو سعدیہ بیگم نے پوچھا
۔۔۔۔۔ تو اس نے اپنے پرگزری تمام داستان سنا دی۔۔۔۔۔ اور رونے لگی تو
سعدیہ بیگم نے اسے گلے سے لگایا تو وہ اور رونے لگی۔۔۔۔۔ نہ میرا پتر رو
نہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔ میں کہاں جاؤ
۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ نہیں معلوم میرا کوئی ٹھکانہ نہیں مجھے تو میرے اپنوں نے ہی دھتکار دیا۔
میں کیا کرو میرا تو کوئی قصور بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ کہاں جاؤ میں۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے
بولی۔۔۔۔۔ سعدیہ بیگم کو یاد آیا کہ انکو بھی تو کس طرح اپنوں کی خود غرضی کا سامنا

کرنا پڑا تھا۔۔۔۔۔ وہ اسکی حالت سمجھ سکتی تھیں۔۔۔۔۔ پتر۔۔۔۔۔ تم میرے ساتھ
میرے گھر چلو۔۔۔۔۔ انہوں نے زریںہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔ میں آپکے گھر کیسے
۔۔۔۔۔ جا سکتی ہوں زریںہ نے سعدیہ بیگم کو دیکھا۔۔۔۔۔ بیٹا جب اپنا دھوکہ دے
جائیں تو غیر اپنے بن جاتے ہیں۔۔۔۔۔ تم جوان جہاں لڑکی کہاں جاوگی بیٹے۔۔۔۔۔ یہ
دنیا تمہیں جینے نہیں دے گی تم میرے گھر چلو میری بیٹی بن کر رہو۔۔۔۔۔ میں کیسے
آپکا شکریہ ادا کروں بیٹا تم میری بیٹی ہو اور بیٹیاں۔۔۔۔۔ شکریہ ادا کرتے ہوئے اچھی نہیں
لگتی۔۔۔۔۔ سعدیہ بیگم نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تو زریںہ کے چہرے پر
بھی ہلکی سی مسکان ڈور گئی۔۔۔۔۔ تم مجھے آج سے بی جان کہہ کر پکارنا۔۔۔۔۔
میرے دونوں بیٹے مجھے بی جان کہتے ہیں سعدیہ بیگم نے اس سے پیار سے کہا تو اس نے
بھی سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

وہ لوگ گھر پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔ بی جان نے اسے گیسٹ روم میں آرام کی غرض سے بھیج
دیا تھا۔۔۔۔۔ اور راستے میں بی جان نے اسکے لیے کچھ کپڑے بھی خرید لیے تھے تاکہ وہ
لہنگا جو اس نے پہنا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس بھاری کام والے لہنگے سے آزاد ہو کر کچھ اسنری
ہو جائے۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ تو کچھ دیر بیڈ پر بیٹھ

۔۔۔۔۔ وہ ایک لبرل فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔۔۔ اور اسے جس ماحول میں
رکھا گیا تھا وہاں کے لوگ اسلامی تعلیمات سے بہت دور تھے۔۔۔۔۔

شاہ جب گھر آیا تو سیدھا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ فیزان صاحب نے سبکو منع کر دیا
تھا کہ وہ زینہ کی یہاں آنے کے بارے شاہ کو کچھ نہ بتائیں۔۔۔۔۔ مگر زینہ کو بھائی کی
تمکلیف دیکھی نہیں گئی تو وہ بھی شاہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ دروازے پر
دستک دی گئی شاہ نے تھوڑا سا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ جی بھائی۔۔۔۔۔ زینہ تم۔۔۔۔۔ آؤ
اسنے دروازہ پورا کھولا اور اسے اندر کی جانب بلایا۔۔۔۔۔ تو وہ بھی اندر آگئی۔۔۔۔۔
بھائی مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔۔۔۔۔ اسنے جھجھکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
تمہیں اب مجھ سے بات کرنے لیے پریشن کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ شاہ نے حیرت سے
دیکھا۔۔۔۔۔ وہ بھائی۔۔۔۔۔ زینہ۔۔۔۔۔ شاہ نے زینہ کا نام سنتے ہی مکمل
اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔۔ کیا ہوا زینہ کو۔۔۔۔۔ اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔ بھائی
وہ زینہ ادھر آئی تھی مگر اسے ڈیڈ نے باہر نکال دیا گھر سے۔۔۔۔۔ اسنے یک سانس ہو کر
کہانی بتائی۔۔۔۔۔ واٹ۔۔۔۔۔ حیرانی اور اداسی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے
۔۔۔۔۔ مجھے ڈیڈ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔۔۔ تم لوگوں کو روکنا چاہیے تھا اس نے

پکڑا۔۔۔۔۔ بیٹا تم میرے بڑے بیٹے ہو اور میری سگی اولاد سے بڑھ کر تم مجھے عزیز ہو۔۔۔۔۔

بی جان نے کہا۔۔۔۔۔ بی جان۔۔۔۔۔ سارم کی نگاہوں میں بہت سے سوالوں میں پناہ لی۔۔۔۔۔ بیٹا اگر تم مجھے عزیز سمجھتے ہو تو میری ایک بات مانو گے۔۔۔۔۔

بی جان نے اپنی نظریں سارم کی جانب ہی رکھی تھی۔۔۔۔۔ جی بی جان بس آپ حکم کریں۔۔۔۔۔ سارم نے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔۔۔ بیٹا اگر میں تمہاری زندگی کا کوئی فیصلہ لوں تو تم اس پر عمل کرو گے۔۔۔۔۔ بی جان ایسی کیا بات ہے جسکے لیے آپ کو اتنی تمہید باندھنی پڑ رہی ہے۔۔۔۔۔ سارم کی نظروں میں تجسس واضح تھا۔۔۔۔۔ بیٹا میں چاہتی ہوں تم نکاح کر لو۔۔۔۔۔ بی جان نے اپنی بات رکھی۔۔۔۔۔ بی جان۔۔۔۔۔ سارم حیرانگی کے تاثر لیے کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ بیٹا میں کب سے سوچ رہی تھی کہ تم سے یہ بات کروں مگر ہمت ہی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ بیٹا مجھ سے تمہارا یہ اکیلا پن دیکھا نہیں جاتا۔۔۔۔۔ کیا مجھے نہیں معلوم کہ تم کس ازیت کا شکار ہو۔۔۔۔۔ تم کچھ نہ کہو لیکن میں تمہاری ان آنکھوں کو دیکھ کر بتا سکتی ہوں۔۔۔۔۔ کہ تم کتنے ٹوٹے ہوئے ہو۔۔۔۔۔ بی جان مگر آپ جانتی ہیں کہ میں شادی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ میں کسی کی زندگی ازیت میں نہیں ڈال سکتا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں درد واضح تھا۔۔۔۔۔ بیٹا۔۔۔۔۔ تم سارہ کو بھول کیوں نہیں جاتے۔۔۔۔۔ وقت بیت چکا ہے

تمہیں اپنی زندگی میں آگے بڑھ جانا چاہیے۔۔۔۔۔ بی جان اسکے قریب آئی۔۔۔۔۔

بی جان میں نے کوشش کی مگر میں ناکام رہا ہوں۔۔۔۔۔ آپ یہ فضول کی ضد چھوڑ دیں۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ جانے لگا۔۔۔۔۔ جب بی جان کی آواز نے اسکے قدم روک دیئے۔۔۔۔۔ اگر میری جگہ فزہ ہوتی تو تب بھی تمہارا یہی جواب ہوتا۔۔۔۔۔

تم مجھے اپنی بی جان سمجھتے ہی نہیں اسلیے میرا کوئی جواز نہیں بنتا اس گھر میں رہنے کا۔۔۔۔۔ میں ابھی اسی وقت یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔۔۔۔ اللہ کی زمین بہت بڑی ہے کہیں بھی پناہ مل جائے گی۔۔۔۔۔ وہ یہ کہتے ہوئے اٹھی۔۔۔۔۔ بی جان۔۔۔۔۔ اسنے اداسی سے انکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ بی جان نہ کہو۔۔۔۔۔ مجھے تم۔۔۔۔۔ کوئی بی جان نہیں ہیں تمہاری۔۔۔۔۔ بی جان نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔ سارہ تمہیں مجھ سے زیادہ عزیز ہے نہ۔۔۔۔۔ تو میں تمہیں نہیں روکوں گی۔۔۔۔۔ روتے رہوں تم اسکی یادوں میں۔۔۔۔۔ بی جان یہ کہتی ہوئی الماری کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے فیصلے پر اٹل رہیں گی اسلیے سارم نے گھٹن ٹیک دیئے۔۔۔۔۔ بی جان میں تیار ہوں۔۔۔۔۔ لہجے میں درد تھا وہ یہ کہتا ہوا ایک منٹ بھی نہیں رکا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

تم سے ایک کام بولا تھا وہ بھی ڈھنگ سے نہیں ہوا تم سے ۔۔۔۔۔ سامنے بیٹھا شخص
چلایا۔۔۔۔۔ بوس وہ اچانک وہاں پر پولیس آگئی تھی۔۔۔۔۔ وہ شخص با مشکل بول پایا
۔۔۔۔۔ کس نے خبر دی تھی۔۔۔ انکو۔۔۔۔۔ وہ شخص پھر چیخا۔۔۔ پتا نہیں بوس۔۔۔
انہوں نے سب کو قید کر لیا۔۔۔ مگر میں ان کے نظروں سے چھپ کر یہاں
آ گیا۔۔۔۔۔ تو تم کیوں بچ گئے۔۔۔۔۔ تم جیسے ناکام لوگوں کی ضرورت نہیں
مجھے۔۔۔۔۔ سامنے بیٹھے شخص نے اسکا گریمانہ پکڑا۔۔۔۔۔ سر میں نے وہاں عیسیٰ کو
دیکھا۔۔۔۔۔ وہ با مشکل بول پایا۔۔۔۔۔ عیسیٰ۔۔۔۔۔ وہ اسکا گریمانہ چھوڑ کر پیچھے
ہوا۔۔۔۔۔ تو اتنے سالوں بعد تم پھر سامنے آنے کی جرت کر رہے ہو۔۔۔۔۔ مگر ابکی بار
تمہیں سراٹھانے سے پہلے تمہاری گردن دبوچ لونگا۔۔۔۔۔ اس شخص کی آنکھیں
زہرا گل رہی تھی۔۔۔۔۔

اچھو ایک بار تو زینہ کی بات سن لینی چاہیے تھی۔۔۔۔۔ ربینہ بیگم نے کہا۔۔۔۔۔ ربینہ
میں اسکی بات کیا سنتا۔۔۔ کیا اسکے واپس آجانے سے میری عزت واپس آجائے گی
۔۔۔ ہاں وہ باتیں جو لوگوں کے دل پر تھیں تم چاہتی ہو کہ اب وہ میرے منہ پر یہ باتیں
بولیں۔۔۔ نہیں ربینہ نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔ لیکن آپ کا یقین اتنا کچا تھا

کہ ایک جھٹکے نے اسے توڑ دیا۔۔۔۔۔ اگر ہماری بیٹی بے قصور ہوئی تو۔۔۔۔۔ بس آگے اور نہیں اب کوئی بات نہیں ہوگی اس بارے میں یہ بولتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔ جبکہ ربینہ بیگم اپنی بد قسمتی پر آنسو بہانے لگی۔۔۔۔۔ انہیں دکھ تھا کہ وہ ایک بار اسکی بات سن لیتی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی ان سے مگر وہ مجبور تھیں۔۔۔۔۔ شاید زندگی میں کبھی ایسے حالات بھی آتے ہیں جب ہمیں فیصلے اپنی مرضی اور خوشی کے خلاف لینے پڑتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ مشکل حالات بھی انسان کو یہ سکھاتے ہیں کہ انسان تو اپنے پر بیٹھی ایک مکھی کو ہٹانے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔۔۔۔۔ وہ ہو کر رہتا ہے جو ہمارے اللہ نے ہمارے نصیب میں لکھا ہے۔۔۔۔۔ مخالف کتنا ہی طاقتور کیوں نہ مگر وہ اپکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔۔ جب تک اللہ نہ چاہے۔۔۔۔۔ پوری دنیا بھی آپکو اگر کوئی خوشی دلانے میں لگ جائے تو نہیں دے سکتی۔۔۔۔۔ صرف اتنی جتنی اللہ نے آپکے نصیب لکھی ہے۔۔۔۔۔ مصیبت کے وقت صبر اور خوشی ملنے پر شکر ادا کیا کرو زندگی آسان ہو جائے گی۔۔۔۔۔ مگر یہی سب سے مشکل ہے انسان مصیبت میں بے صبرا اور سکھ ملنے پر ناشکری کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور چاہتا ہے کہ کاش ایسا ہو جاتا تو اور اچھا ہوتا۔۔۔۔۔

غصے سے وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ اور سامنے رکھا چائے کا کپ زمین بوس کیا۔۔۔۔۔ بی جان۔۔۔۔۔ آپ کیوں زبردستی کے رشتے کو باندھنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔ میرے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کی بھی زندگی جھنم بنا دینگے آپ۔۔۔۔۔ بیڈ پر پڑا لینکٹ اٹھا کر زمین پر پھینکا۔۔۔۔۔ بی جان آپ نے مجھے ایک نئی مصیبت میں ڈال دیا۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پر گرا۔۔۔۔۔ یا اللہ مجھے قوت دے کہ میں یہ برداشت کر سکوں یہ کہہ کر اس نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ وہ بول تو آیا تھا کہ اسے یہ فیصلہ منظور ہے کیا۔۔۔۔۔ وہ خود ان سب چیزوں کے لیے تیار تھا۔۔۔۔۔ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ اور بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کی جانب آیا۔۔۔۔۔ اور پاس پڑے جھولے پر ڈھیر ہوا۔۔۔۔۔ سگریٹ نکال کر لبوں سے لگائی۔۔۔۔۔ اور پھر لائٹر سے سگریٹ جلائی۔۔۔۔۔ محبت تو ہر کسی سے نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ محبت تو ایک سے ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ تو میں کیسے وہ مقام کسی اور کو دے دوں جو مقام تمہارا میرے دل میں ہے۔۔۔۔۔ کیا یہ بے وفائی نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ تم سے۔۔۔۔۔ میں کسی کو تمہارے علاوہ اپنا شریک حیات بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن بی جان کی ضد نے مجھے یہ قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ کبھی اب زندگی

میں تم سے ملاقات ہوگی بھی یا نہیں۔۔۔۔۔ شاید تم زندہ ہو بھی یا نہیں۔۔۔۔۔ مگر مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔ یہ یاد رکھنا میری زندگی کی پہلی اور آخری محبت صرف تم ہو۔۔۔۔۔ وہ والٹ میں رکھی تصویر سے یہ کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

سامنے تصویر میں لڑکی گورے رنگ اور تیکھے نقوش کی مالک تھی۔۔۔۔۔ وہ بلا کی خوبصورت تھی۔۔۔۔۔ جیسے زمین پر کوئی پری کی مانند۔۔۔۔۔

سارم کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔۔۔ اسنے لبوں سے دھواں چھوڑا۔۔۔۔۔ اور آنکھوں میں آتی نمی کو اندر کی جانب دھکیلا۔۔۔۔۔ کاش اس دن تم نہ جاتی۔۔۔۔۔

تو آج تم اور میں ساتھ ہوتے۔۔۔۔۔ ایک سرد سی آہ بھری اسنے اور دوبارہ آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

کچھ خاص تو ہے اس شخص یادوں میں۔۔۔۔۔

ورنہ ہر بار اسکے ذکر پر آنکھیں یوں نم نہ ہوتیں۔۔۔۔۔

فجر کی اذان کا وقت تھا۔۔۔۔۔ ہر سو سکون ہی نظر آتا تھا۔۔۔۔۔ پرندوں کی چہچہاہٹ کانوں میں رس گھولنے والی تھی۔۔۔۔۔ صبح ہونے کہ منظر میں بھی اللہ نے کتنی خوبصورتی رکھی ہے۔۔۔۔۔ ہر طرف ایک سکون سی خاموشی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ ہوا جو ہر گندگی سے پاک

ہوتی ہے اس میں گھرے سانس بھرنا۔۔۔ اور اس منظر کو آنکھوں میں اتارنا جو جسم کے پورپور میں سکون دیتا ہے۔۔۔۔۔ جب یہ دنیا میرے اللہ نے اتنی حسین بنائی ہے تو سوچو وہ جنت کتنی خوبصورت ہوگی۔۔۔ جسکا وعدہ ایمان والوں سے کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

بی جان کے کمرے کا دروازہ ہلکا کھلا ہوا تھا۔۔۔ وہ جاگ چکی تھیں۔۔۔۔۔ زینہ نے اپنے قدم انکے کمرے کی جانب بڑھائے۔۔۔۔۔ اور دروازے کے قریب پہنچ کر ہلکی دستک دی۔۔۔۔۔ تو بی جان نے بھی اجازت دی۔۔۔۔۔ وہ اندر کمرے میں داخل ہوئی جہاں بی جان قرآن مجید پڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔ بیٹا۔۔۔۔۔ کیسے آنا ہوا کچھ چاہیے کیا۔۔۔۔۔ انہوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ تو زینہ نے نفی میں گردن ہلا دی۔۔۔۔۔ میں نے سوچا آپ سے کچھ دیر بات کر لوں۔۔۔۔۔ دراصل میرا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا۔۔۔۔۔ اسکی نگاہیں زمین پر مرکوز تھی۔۔۔۔۔ بیٹھو مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ بی جان نے کہا تو اس نے بھی حکم کی تعمیل کی۔۔۔۔۔ اور بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ جی بولیں۔۔۔۔۔ زینہ نے اب بھی نگاہیں زمین پر گاڑ ہی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ابھی بہت تکلیف میں ہو یہ بات کرنا مناسب نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ مگر میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی تمہارے کردار پر یکچڑ اچھالے۔۔۔۔۔ یا تم پر الزام لگائے۔۔۔۔۔ تبھی میں چاہتی ہوں کہ ایک مضبوط رشتہ تمہارے پاس ہو تاکہ کوئی تمہارے

کردار پر تہمت نہ لگا سکے۔۔۔۔۔ اور ایسا مضبوط رشتہ صرف نکاح سے بن سکتا ہے۔۔۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میری بہو بن جاؤ۔۔۔۔۔ بی جان نے اپنی بات رکھی لیکن سامنے والے کا چہرہ کسی بھی جذبات سے عاری تھا۔۔۔۔۔ جیسا آپکو بہتر لگے بی جان۔۔۔۔۔ ویسے بھی آپکے مجھ پر بہت سے احسان ہیں اور اب آپ مجھ جیسی لڑکی کو جسکو اسکے گھر والوں نے دھتکار دیا۔۔۔۔۔ اسے اپنے گھر کی عزت بنانا چاہتی ہیں تو یہ تو ایک اور احسان ہے جو آپ مجھ پر کر رہی ہے۔۔۔۔۔ لہجہ نارمل تھا مگر آخری بات پر آنکھیں بھر گئی اور آنسوؤں ٹوٹ کر ہتھیلی پر آیا اب نظریں گود میں رکھے ہاتھوں کی طرف تھی۔۔۔۔۔ جنہیں وہ بے دردی سے مسل رہی تھی۔۔۔۔۔ بیٹا تم پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے میری چاند اگر تم نہیں چاہتی تو۔۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ نہیں بی جان میں کیوں منع کروں گی اپنے میرے لیے میری بھلائی ہی سوچی ہے۔۔۔۔۔ اب منع کرنے جواز ہی نہیں بنتا۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے میرے گھر سے بھی نکال دیا گیا ہے اور اس گھر سے بھی جہاں مجھے رخصت ہو کر جانا تھا۔۔۔۔۔ وہ لہجہ بھی ہر جذبات سے عاری تھا۔۔۔۔۔ ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ بہت تھک چکی ہے۔۔۔۔۔ زندگی سے اور اب خود کو حالات کے حوالے کر دیا ہے۔۔۔۔۔ جہاں حالات اسے لے جائیں۔۔۔۔۔ کیونکہ اسکے غلط فہم فیصلوں کی وجہ سے ہی تو وہ یہاں تک پہنچی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ مزید کوئی غلط

فیصلے نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ تو پھر میں چاہتی ہوں کہ یہ نکاح آج ہی ہو۔۔۔۔۔ بی جان کی یہ بات اسے چونکنے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔۔ مگر اسنے خود کو کمپوز کیا جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اس نے بس اتنا کہا اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ کچھ درد ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی خاموشی کا سبب بن جاتے ہیں۔۔۔۔۔ پھر وہ چاہ کر بھی بول نہیں سکتے کیونکہ انہیں اپنا درد بتانے کے لیے الفاظ ہی نہیں ملتے اور یہی کیفیت زرینہ کی تھی۔۔۔۔۔

اسنے سفید اور اسکن کمر کا لنگا پہنا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ تیار ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ خود پر نظر پڑی تو شاہ کا خیال آیا۔۔۔۔۔ اگر حالات نہیں بدلتے تو میں آج آپکے ساتھ ہوتی شاہ آپکی شریک حیات کی روپ میں۔۔۔۔۔ مگر اب نا جانے میں کس کی زندگی کا حصہ بننے جا رہی ہو مجھے خود نہیں معلوم۔۔۔۔۔ شاید ہمارا الما مقدر میں نہیں تھا شاہ۔۔۔۔۔ ورنہ اپنی محبت کی منزل کی اتنے قریب پہنچ کر کون واپس مڑ جاتا ہے۔۔۔۔۔ کچھ مجبوریاں تھیں کچھ قسمت کے مارے تھے۔۔۔۔۔ وہ بھی چھوڑ گئے جو جان سے پیارے تھے۔۔۔۔۔

آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے اسنے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔۔۔۔ ابھی کچھ پل بعد ہی اسکا نام کسی اور کے ساتھ زندگی بھر کے لیے جڑ جائے گا۔۔۔۔۔ جسے وہ جانتی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

دونوں طرف ہی درد کی شدت تھی۔۔۔۔۔ شاہ اشفاق احمد کے گھر بھی گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر انہوں نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں بند تھا۔۔۔۔۔ اور اسکے فون پر ایک گانا چل رہا تھا۔۔۔۔۔ جو اسکے درد کی شدت کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

تیرے آنے کی خبر نہ آ سکی۔۔۔۔۔

یاد تیری دل سے بھی نہ جاسکی۔۔۔۔۔

ہو گئے پاگل تیری یادوں میں ہم۔۔۔۔۔

تم چلے آو پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔

تم چلے آو پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔

یہ ہوائیں تیرے بن پریشان ہیں۔۔۔۔۔

یہ گھٹائیں تیرے بن حیران ہیں۔۔۔۔۔

کر رہی ہے رت بھی تو تیرا ہی غم۔۔۔۔۔

تم چلے آو پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔

تم چلے آو پہاڑوں کی قسم۔۔۔۔۔

(SongbyMuddassirwadoodkhanandShanKhan&
MuddassirWadoodKhan)

شاہمیر کی آنکھیں سوچ چکی تھیں۔۔۔۔۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں سے وہ مریض لگ

رہا تھا۔۔۔۔۔ اپنا حالیہ بھی اس نے عجیب کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ شاید اسے وقت لگے گا کچھ

سنجھنے میں۔۔۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ تم کہاں ہو زینہ۔۔ ایک سرد سی آہ بھری

گئی۔۔۔۔۔ میرے پاس واپس آ جاؤ۔۔۔۔۔ میں تمہیں یاد کر رہا

ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری اس ہنسی کو۔۔۔۔۔ میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا

۔۔۔۔۔ بس ایک بار واپس آ جاو۔۔۔۔۔ شاہ نے کہا۔۔۔۔۔ اور آنکھیں موند لیں

جیسے۔۔۔۔۔ کہ جب وہ آنکھیں کھولے گا تو سامنے زربینہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی

ہوگی۔۔۔۔۔ مگر ایسا نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ کمرہ بھی اب اسے برا لگنے لگا۔۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہے کیا ہے۔۔۔۔ مگر اپنے مجھے کہا کہ مجھے آج نکاح کرنا ہے

تو میں نے اپنی خواہش کی بجائے آپکی ضد کو اہمیت دی۔۔۔۔۔ سارم نے سنجیدگی سے

کہا۔۔۔ جسکے جواب پر وہ خاموش رہیں۔۔۔۔۔ وہ قاضی آچکے ہیں۔۔۔۔۔ تابش نے خبر دی۔۔۔۔۔ تو بی جان باہر کی جانب آئی اور زرینہ کے کمرے کی جانب بڑھیں۔۔۔۔۔ تابش اور خاور بھی وہیں موجود تھے۔۔۔ سادگی سے نکاح طے پایا تھا۔۔۔۔۔ تابش اور خاور ابھی تک حیران تھے کہ سارم مان کیسے گیا نکاح کے لیے۔۔۔۔۔ دونوں کی ملاقات ابھی تک زرینہ سے نہیں ہوئے تھی۔۔۔۔۔ وہ لوگ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے بیٹھی دلہن کو دیکھ کر تابش اور خاور کے چہرے پر حیرت کے تاثر ابھر آئے۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ تابش کے منہ سے بے اختیار پھسللا۔۔۔۔۔ تو سب نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ جس پر وہ جھینپ گیا۔۔۔۔۔ خاور کو دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی۔۔۔۔۔ وہ جو اتنی ڈری ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اتنے انجان چہروں میں ایک اپنا چہرہ نظر آنے پر دل کو تھوڑا سکون ملا۔۔۔۔۔ خاور نے سوچا نہیں تھا کہ وہ اسکو یہاں دیکھے گا۔۔۔۔۔ وہ تو سوچ رہا تھا کہ وہ اپنے گھر پر ہوگی مگر معاملہ اسکی سوچ کے بالکل برعکس تھا۔۔۔۔۔ سب کے چہروں پر ایک عجیب سا تاثر تھا۔۔۔۔۔ جیسے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔۔۔ طاہر صاحب بھی اپنی دونوں بیٹیوں کو لیکر وہیں موجود تھے۔۔۔۔۔ تابش کے ان سے اختلافات تھے تبھی تابش انکے سامنے بہت کم ہی آتا۔۔۔۔۔ کیا آپ عیسی

سارم خان کو اپنے نکاح میں قبول کرتی ہیں۔۔۔۔۔ قاضی نے پوچھا۔۔۔۔۔ تو دل
میں عجیب سی ہل چل تھی۔۔۔۔۔ اب وہ اپنی زندگی کسی ایسے شخص کو سونپنے جا رہی
ہے جسکے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔۔ اس نے تو اپنی زندگی کے خواب شاہ کے
ساتھ دیکھے تھے۔۔۔ کیا ایک دم سے وہ چمنا چور ہو گئے۔۔۔ آنکھوں میں آنسو
آیا مگر لمبے گھونگھٹ کی وجہ سے کوئی دیکھ نہیں پایا۔۔۔۔۔ بی جان نے اسکے
کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔۔۔ قاضی نے سوال دہرایا
۔۔۔ کیا آپ عیسیٰ سارم خان کو اپنے نکاح میں قبول کرتی ہیں۔۔۔۔۔
قبول ہے۔۔۔۔۔ آواز کھائی سے آتی ہوئی معلوم ہوئی۔۔۔ قاضی نے پھر
دہرایا۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔

اسکی زندگی اب بدل چکی تھی وہ زرینہ اشفاق احمد سے اب زرینہ عیسیٰ سارم خان بن چکی
تھی۔۔۔۔۔

www.urdu novelsmania.com

اب قاضی سارم کے پاس آئے تھے۔۔۔۔۔ تمام گواہوں کی موجودگی میں کیا آپ زرینہ اشفاق احمد کو اپنے نکاح میں قبول کرتے ہیں۔۔۔۔۔ قاضی نے کہا تو سارم نے ایک نظربی جان پر ڈالی تو انکی نظروں میں ایک امید نظر آئی تو سارم نے اپنی نگاہوں کا رخ تبدیل

کیا۔۔۔۔۔ قاضی نے سوال دھرایا۔۔۔۔۔ تمام گواہوں کی موجودگی میں کیا آپ زینہ اشفاق احمد کو اپنے نکاح میں قبول کرتے ہیں۔۔۔۔۔ سارم نے ایک گہری سانس لی۔۔۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔ اسنے کہا اور نظر بی جان پر ڈالی جہاں ایک سکون تھا۔۔۔۔۔ سارم کا نکاح بھی ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ تابش اسے زینہ کے بارے میں بتانا چاہتا تھا مگر وہ دعا کے بعد بنا کسی سے بات کیے بغیر باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ نکاح اللہ کا بنایا ہوا سب سے خوبصورت اور پاکیزہ رشتہ ہے۔۔۔۔۔ اصل محبت ہی نکاح کے بعد ہوتی ہے۔۔۔۔۔ لوگ کہتے ہیں سچی محبت ادھوری رہتی ہے میں کہتی ہوں کہ سچی محبت ہی وہی ہے جسکی منزل نکاح ہو۔۔۔۔۔ کیونکہ اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اور ہم سے بہتر ہمارے لیے اللہ نے سوچ رکھا۔۔۔۔۔ ہے جو وقت آنے پر ہم سمجھ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ جب اللہ آپ سے بہتر لیتا ہیں نہ تو آپ کو وہ بہترین سے نوازتا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ ہم سے بہتر اللہ جانتا ہے کہ کونسی چیز ہمارے حق میں بہتر ہے اور کونسی نہیں۔۔۔۔۔

مہمان چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ بی جان نے اسے سارم کے کمرے میں بھیج دیا
تھا۔۔۔۔۔ وہ کمرے کی ہر چیز پر غور کر رہی تھی۔۔۔۔۔ بیڈ پر بیٹھے بیٹھے وہ تھک گئی
تھی تبھی وہ بیڈ سے اتر کر پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔۔۔۔۔ چلتے چلتے وہ کھڑکی کی
جانب پہنچی جسکے بلکل سامنے ہی جھولار کھتا تھا۔۔۔۔۔ پورے کمرے کی سب سے بہترین
جگہ اسے یہ لگی۔۔۔۔۔ وہ جھولے پر بیٹھی اور کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔
یقیناً وہ بہت خوبصورت منظر تھا۔۔۔۔۔ آسمان کے تاروں نے اسے اپنی جانب متوجہ
کیا۔۔۔۔۔ ایک چاند تھا جو بہت ستاروں کے بیچ جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔ چاند کو دیکھا تو
ایک بات یاد آئی۔۔۔۔۔ شاہ کا اسے چاند کہنا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں نمی آئی
۔۔۔۔۔ تو وہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ میں اب چاند کی طرح آپ سے
دور ہوں اور اب شاید کبھی مل نہ سکوں۔۔۔۔۔ یہ کہتی وہ ایک میز سے ٹکرانی ایک
ڈائری زمین پر گری۔۔۔۔۔ جو کافی پرانی لگتی تھی۔۔۔۔۔ لگتا تھا جیسے کوئی خاص لگاؤ ہو
کسی کو اس سے تبھی۔۔۔۔۔ ایک کاغذ تک اس سے جدا نہ تھا۔۔۔۔۔ اسکو تجسس ہوا تو
ڈائری کھولنی چاہی تھی۔۔۔۔۔ فجر ہونے میں کچھ وقت ہی باقی تھا۔۔۔۔۔ وہ
رات کے اس پہر گھر میں داخل ہوا تھا اور قدم اپنے کمرے کی جانب
بڑھائے۔۔۔۔۔ وہ دروازے کے قریب پہنچا اور بندستک کیے روم میں داخل

ہوا۔۔۔۔۔ اسکی دروازے کی جانب پشت تھی۔۔۔۔۔ نظر کمرے میں آتے
سی اس وجود پر پڑی۔۔۔۔۔ آہ نیا سر درد۔۔۔۔۔ وہ زیر لب

دروازا کھولنے کی آہٹ سے وہ چونک چکی تھی تبھی ڈائری کو وہیں رکھ دیا جہاں سے گری تھی۔

اسکی پشت ابھی بھی سارم کی جانب تھی۔۔۔۔۔سارم دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا جبکہ وہ کھرٹکی کی طرف رخ کیے کھرٹی تھی۔۔۔۔۔سنیں آپ میرے کمرے میں کیا کر رہی ہیں۔۔۔۔۔سارم نے اپنی بات رکھی۔۔۔تو یہ بات اسے مڑنے پر مجبور کر گئی۔۔۔جی۔۔۔۔۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی غلط روم میں موجود ہو۔۔۔۔۔وہ مڑی۔۔۔۔۔جیسے ہی اسکی نظر عیسیٰ پر گئی باقی الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔۔۔۔عیسیٰ نے بھی اسکی طرف دیکھا۔۔۔اور کمرے میں کچھ منٹ کی خاموشی ہوگئی۔۔۔دونوں کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ ہوا کیا۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔دونوں کے منہ سے ایک ہی جملہ باہر آیا۔۔۔یا اللہ جیسا میں سوچ رہی

[illegible]

تھے۔۔۔۔۔۔ او تو میرا پیچھا کرتے میرے گھر تک آگئی تم۔۔۔۔۔۔ سارم نے
طنز کیا۔۔۔۔۔۔ زربینہ کچھ بول نہ سکی۔۔۔۔۔۔ دیکھو کوئی خوش فہمی پالنے کی ضرورت
ہرگز نہیں ہے تم زبردستی کا طوق ہو جو میرے گلے میں ڈال دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔
بہت جلد اس سے چھٹکارا مل جائے گا۔۔۔۔۔۔ اچھا ہی ہوتا اگر اس دن تم کو نہ
پجاتا تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا۔۔۔۔۔۔ زربینہ کی اس بات پر تپ چڑھ گئی۔۔۔۔۔۔
مجھے بھی کوئی شوق نہیں آپ سے شادی کا ابھی زبردستی میرے گلے پڑ گئے ہیں
۔۔۔۔۔۔ اگر حالات یہ نہ ہوتے تو آج میں اپنے شاہ کی دلہن بنی ہوتی۔۔۔۔۔۔ اس
نے غصے سے کہا تو سارم کے چہرے ناگواری ابھر آئی۔۔۔۔۔۔ ہاہا وہی شاہ نہ
بسکواب تمہاری کوئی خبر ہی نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ بھی شکر کرتا ہوگا کہ تم جیسی منحوس اسکے گلے
نیں پڑی ورنہ وہ توفاقوں سے مرجاتا بیچارہ۔۔۔۔۔۔ سارم نے اس کو طنز کیا۔۔۔۔۔۔
زربینہ بھی پیچھے رہنے والوں میں کہاں تھی۔۔۔۔۔۔ ہاہا وہ مصنوعی ہنسی۔۔۔۔۔۔ اب تو تم
مرجانا توفاقوں سے یہ منحوسیت ناپاہتے ہوئے بھی تمہارے سر بندھ گئی ہے۔۔۔۔۔۔ تو
تم نے مان لیا تم منحوس ہو سارم نے کہا تو اسکے منہ پر چپ آگئی۔۔۔۔۔۔ سارم
نے اسکو بازوؤں سے پکڑا اور دروازے سے باہر نکال دیا۔۔۔۔۔۔ آئندہ میرے کمرے
کے ارگرد بھی دیکھی گئی نہ تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔۔۔۔ سارم کے لمحوں میں صاف وارنگ

تھی۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے میں پہلے ترس کھا رہا تھا نہ جانے بیچاری کون ہوگی وہ
 ۔۔۔۔۔ فضول میں اسکی زندگی جھنم بن جائے گی۔۔۔۔۔ مگر اب سکون ہے
 ۔۔۔۔۔ کیونکہ تم جیسی زبان دراز لڑکیوں سے تو میں نفرت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ اور ویسے
 بھی ایک حساب تمہیں چکانا ہے۔۔۔۔۔ ہاں اب تمہیں تکلیف دینے میں مجھے اور بھی مزا
 آئے گا۔۔۔۔۔ میں نے سوچا تھا چلو معاف کر دیتا ہوں تمہیں کیونکہ کیا ہے نہ میرے۔
 پاس تم جیسی فالتو لڑکی سے الجھنے کا ٹائم نہیں مگر اگر زندگی نے موقع دیا ہے تو اسکا بھرپور
 استعمال کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ نہ۔۔۔۔۔ اب دفع ہو جاؤ تم یہاں سے۔۔۔۔۔ وہ کچھ کہنا
 چاہتی تھی مگر دروازہ بند ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ کاش شاہ یہ سب نہ ہوتا۔۔۔۔۔ تو میں آج
 آپکے ساتھ ہوتی یہ کہتی ہونی وہ برابر والے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔
 کیسے کر لیتے ہو بے رنیاں۔۔۔۔۔
 رحم نہیں آتا مجھ پر۔۔۔۔۔
 www.urdu novels mania.com

شاہ آفس میں موجود تھا آج آفس میں اسے پہلا دن تھا تبھی اسکا فون رنگ ہوا۔۔۔۔۔
 سامنے ایس پی حمزہ کا نام جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے کال اٹھا کر کان سے
 لگائی۔۔۔۔۔ اسلام علیکم خیریت۔۔۔۔۔ کال کی تو نے۔۔۔۔۔ شاہ نے

کہا۔۔۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ ہاں یار تجھے معلوم ہوا۔۔۔ کہ صفدر گروپ آف کمپنی کے مالک عیسی سارم خان نے شادی کر لی ہے۔۔۔۔۔ ہیں کیا سچ میں۔۔۔۔۔ شاہ نے حیرت سے کہا۔۔۔۔۔ ہاں بہت سادگی سے کی کسی کو دعوت بھی نہیں دی مجھے تو خاور کے زریعے پتا چلا۔۔۔۔۔ حمزہ نے تفصیل بیان کی۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ شاہ نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔۔۔ اور زرینہ کی کوئی خبر ملی تجھے۔۔۔۔۔ شاہ نے کہا۔۔۔۔۔

نہیں یار تلاش جاری ہے۔۔۔۔۔ حمزہ نے کہا۔۔۔۔۔ پہلے تو دوسروں کے گھر کی۔ تاکاجھاکى بند كرے گا تو كام پر دهيان دے گا نہ شاه نے طنز كيا۔۔۔۔۔ جس پروه جھينپ گیا۔۔۔۔۔ بعد ميں بات کرتا ہوں حمزه نے کھسکنے ميں عافيت جاني۔۔۔۔۔ توشاه نے بھي فون بند كر ديا۔۔۔۔۔

جوزندہ ہیں بغیر تیرے ہم۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

بھوٹ ہے دکھاوا ہے سب۔۔۔۔۔

اسلام علیکم بی جان۔۔۔۔۔ ایک پچیس سالہ خوب و نوجوان گھر میں داخل ہوا اس نے بلیک شرٹ پر بلو جینس پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کالے خمیدہ بال۔۔۔۔۔ بھوری آنکھیں وہ مردانہ وجاہت کا شہکار تھا۔۔۔۔۔ ارے ہارون بیٹا آج کیسے آنا ہوا۔۔۔۔۔ بہت دن

بعد آئے ہو تم۔۔۔۔۔ بنی جان نے کہا۔۔۔۔۔ ارے بنی جان آپ نے چپکے چپکے سارم بھائی کی شادی کر دی اور بتایا بھی نہیں۔۔۔۔۔ ہارون نے شکوہ کیا۔۔۔۔۔ کیا عیسیٰ نے تمہیں نہیں بولا تھا۔۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔۔ آپ نے عیسیٰ بھائی کو بولا مطلب صاف انکار ہی تھا۔۔۔۔۔ بھائی کو بڑا غرور جو ہے اپنے اپروہ ناک پھڑا کر بولا۔۔۔۔۔ بھئی وہ تو شاید بھول ہی گئے ہیں کہ انکا ایک عدد چھوٹا سا بھائی بھی ہے۔۔۔۔۔ مجھے جیسے ہی تابش نے بتایا میں تو آج کی فلائٹ سے ہی واپس آ گیا۔۔۔۔۔ ہارون نے کہا۔۔۔۔۔ بیٹا آنے دو عیسیٰ کو سہی کے کان کھینچو گی اسکے۔۔۔۔۔ بنی جان اسکے چہرے پر ہاتھ رکھا وہ جو بیچاری شکل بنا کر کھڑا تھا کھل اٹھا۔۔۔۔۔ بھابھی کدھر ہیں ہماری۔۔۔۔۔ وہ صوفے پر چھلانگ لگا کر بیٹھا۔۔۔۔۔ ارے آرام سے آرہی ہے وہ سو رہی ہوگی۔۔۔۔۔ میں بھیجتی ہوں ثمرہ کو اٹھا دیگی وہ۔۔۔۔۔ چچ کتنی کا مجور ہو ڈھونڈی ہے آپ نے بنی جان۔۔۔۔۔ سورج سر چڑھ آیا اور ابھی تک سو رہی ہے۔۔۔۔۔ ہارون لڑاکا عورتوں کی طرح سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔۔۔ جس پر بنی جان نے اسکے کان کھینچے۔۔۔۔۔ آآآ بنی جان معصوم بچہ ابھی ابھی آیا ہے اس پر اتنا ظلم۔۔۔۔۔ ہارون نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ بھابھی ہیں تمہاری خبر دار جو اپنی یہ کیلنچی جیسی زبان ان کے آگے دوڑانی بنی جان نے کہا۔۔۔۔۔ ٹھیک اور کوئی حکم

۔۔۔۔۔ ہارون بامشکل بول پایا۔۔۔۔۔ ابھی تو فحلال نہیں۔۔۔۔۔ تو یہ کان چھوڑ دے
میرا۔۔۔۔۔ اس نے بیچارگی سے کہا تو بی جان کا اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔۔۔۔
ہارون عیسیٰ کا چھوٹا بھائی تھا جو باہر پڑھنے کی غرض سے گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر پڑھائی مکمل
ہونے کے بعد بھی عیسیٰ نے اسے واپس پاکستان نہیں بلایا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ یہاں آنے
کی بات کرتا تو وہ ڈانٹ کر چپ کروا دیتا۔۔۔۔۔ اب وہ اسے بغیر بتائے پاکستان آ گیا
تھا۔۔۔۔۔ کیا تم بتائے کر آئے ہو اپنے بھائی کو۔۔۔۔۔ بی جان نے کہا۔۔۔۔۔
اگر انہیں بولتا تو یہاں نہ آتا بھی انہوں نے تو مجھے لندن میں قید کر رکھا تھا۔۔۔۔۔ آپ کو پتا
ہے کتنی یاد آتی تھی مجھے آپ کی اسنے بی جان کی گود میں سر رکھا۔۔۔۔۔ بی جان اس کے
بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔۔۔۔۔ میرے بیٹے میں نے بھی تمہیں بہت یاد کیا۔۔۔۔۔
ہاں بس رہنے دیں مس سعدیہ ہادیہ بیگم آپ کے صرف دو ہی بیٹے ہیں ایک وہ نکارا تا بلش اور
ایک وہ اکڑو سارم بھائی اسنے ناراضگی سے کہا۔۔۔۔۔ بیٹا تم میرے سب سے پیارے
والے بیٹے ہو۔۔۔۔۔ یا ربی جان ایک یہ آپ کا نام سعدیہ ہادیہ کس نے رکھا۔۔۔۔۔ مطلب
ایک نام سے بھی کام چل جاتا۔۔۔۔۔ اس کے سوال پر بی جان ہنس دی۔۔۔۔۔ بڑے
ہو گئے ہو مگر دماغ ابھی بھی وہی پانچ سال والے ہارون جیسا ہے سوال پر سوال۔۔۔۔۔ یہ
نام تمہارے۔۔۔۔۔ نانا نے دیا تھا۔۔۔۔۔ سعدیہ اور ہادیہ نام تمہاری نانی نے اب دونوں کی

خواہش ہی الگ تھی۔۔۔۔۔ تو نانی تمہاری مجھے ہادیہ بلاتی اور نانا سعدیہ۔۔۔۔۔ تب سے
میرا نام سعدیہ ہادیہ بیگم ہو گیا۔۔۔۔۔ واہ کیا کہانی تھی آپ کی آنکھوں میں آنسو
آ گئے۔۔۔ وہ گود سے اٹھ کر مصنوعی آنسو صاف کرنے لگا۔۔۔۔۔ تو بی جان اسکے
کان پکڑنے کو آگے بڑھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ انکی گرفت میں آنے سے پہلے ہی بھاگ نکلا
۔۔۔۔۔ بندر۔۔۔۔۔ بی جان نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اور سارم کی روم کی
جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔ سارم صبح نو بجے آفس جا چکا تھا۔۔۔۔۔

عیسیٰ کا چھوٹا بھائی بھی آپکا ہے۔۔۔۔۔ پاکستان۔۔۔۔۔ ایک شخص نے آکر کہا۔۔۔۔۔
کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ ہارون پاکستان آیا ہے۔۔۔۔۔ منظور خان نے کہا۔۔۔۔۔
جی وہ عیسیٰ نکاح کر چکا ہے۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ منظور خان اپنی نشست چھوڑ
کر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ تو وہ سارہ بانو کی جگہ کسی اور دے سکتا ہے مجھے تو حیرت ہو رہی
ہے۔۔۔۔۔ سر جھٹکا مجھے بھی لگا تھا مگر یہ سچ ہے۔۔۔۔۔ لڑکی کون ہے جانتے
ہو۔۔۔۔۔ مقابل نے سوال کیا۔۔۔۔۔ نہیں سر بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ اسنے نکاح
کر لیا ہے۔۔۔۔۔ اچھا اب جاؤ یہاں سے منظور خان نے کہا۔۔۔۔۔ اور دوبارہ اپنی جگہ پر
بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ او تو کیا میرے بھتیجے دوبارہ دل لگا بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔ چلو اسکو تو صرف

ملک سے باہر بھیجا تھا۔۔۔ اسکو دنیا سے باہر بھیج دوں گا۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ کینگی جھلکتی
آنکھوں سے مسکراتا چلا گیا۔۔۔۔۔

زرینہ زرینہ بیٹا کہاں ہو۔۔۔۔۔ وہ روم میں اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ تو زرینہ نے انہیں
دروازے سے آواز دی بی جان یہاں ہو۔۔۔۔۔ اسنے وہی اپنا پرانا حلیہ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔
جینز اور شرٹ پہنا تھا۔۔۔۔۔ جو اسنے نکاح کے جوڑے کے ساتھ ہی لیے تھے
۔۔۔۔۔ بیٹا میری جان تم ادھر سے کیوں آرہی ہو۔۔۔۔۔ انہوں
نے سوال کیا۔۔۔۔۔ وہ عیسیٰ نے مجھے کمرے سے باہر نکال دیا تھا۔۔۔۔۔ زرینہ
نے بی جان سے کہا۔۔۔۔۔ تو انکے چہرے پر ناگواری ابھر آئی۔۔۔۔۔ میں اس سے
بات کروں گی یہ کوئی طریقہ ہوتا ہے کیا۔۔۔۔۔ کہ اپنی زوجہ کو ایسے درد کی ٹھوکریں
کھانے کو چھوڑ دے وہ۔۔۔۔۔ زرینہ نے بھی سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ آؤ تمہیں
کسی سے ملوانا ہے مجھے۔۔۔۔۔ بی جان کمرے سے باہر تو وہ بھی انکے پیچھے چل
دی۔۔۔۔۔ ہارون فریش ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ صوفے پر بیٹھا ملازمہ کا سر کھا
رہا تھا۔۔۔۔۔ اور جوس پی رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ جوس ایسے بنتا ہے کچھ آتا ہے بھی ہے
تم کو۔۔۔۔۔ تم سے اچھا تو میں بنا لیتا ہوں جوس۔۔۔۔۔ وہ منہ بنا کر ملازمہ کے

کاموں میں نقص نکال رہا تھا۔۔۔۔۔ بیٹا جان بخش دواسکی۔۔۔ جاؤ تم جا کر چائے بناؤ۔۔۔۔۔
 بی بی جی کے لیے۔۔۔۔۔ شائستہ کو بی جان فرشتہ لگی وہ فورن وہاں سے بھاگ
 کھڑی ہوئی اسکی اسپید پر زرينہ کے لبوں پر بھی ہنسی گزری۔۔۔۔۔ ہارون نے پیچھے مڑ کر
 دیکھا۔۔۔۔۔ تو سامنے زرينہ اور بی جان کھڑے تھے۔۔۔۔۔ او بھا بھی جی۔۔۔۔۔ وہ
 کھڑا ہو کر انکی جانب آیا۔۔۔۔۔ مگر زرينہ کو جینز اور شرٹ میں دیکھ کر اسکا منہ کھل
 گیا۔۔۔۔۔ بی جان۔۔۔۔۔ اسکے منہ سے بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔ تو زرينہ اور بی
 جان دونوں نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔۔ سوال بی جان نے کیا۔۔۔۔۔ آپ
 کیا بھائی کے دماغ سے واقف نہیں ہیں۔۔۔۔۔ بیٹا کونسا یہ کہیں جا رہی ہے۔۔۔۔۔
 اپنے گھر میں تو ہے۔۔۔۔۔ زرينہ کو انکی باتیں سمجھ سے بالاتر لگی۔۔۔۔۔ تو وہ
 صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ بی جان بھی اسکے برابر والی نشست پر۔۔۔۔۔ براجمان
 ہوئیں۔۔۔۔۔ جبکہ ہارون سامنے کی جانب بیٹھا۔۔۔۔۔ بی جان اب دیکھے نہ
 بھائی کی شادی ہو چکی ہے اب میرے لیے بھی کوئی لڑکی ڈھونڈ لے۔۔۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے
 کہ مجھے زندگی بھر کنوارا رکھے گی آپ۔۔۔۔۔ بھا بھی آپ ہی کوئی لڑکی تلاش کر لیں
 ۔۔۔۔۔ بی جان تو کریں گی نہیں۔۔۔۔۔ وہ زرينہ سے مخاطب ہوا۔۔۔۔۔ مگر
 زرينہ نے جواب میں صرف ہوں کہا۔۔۔۔۔ تو ہارون نے بھی آڑے ہاتھوں لیا

۔۔۔۔۔ لو بھی میری تو قسمت میں ڈھنگ والے لوگ ہی نہیں۔۔۔۔۔ بھابھی سے کچھ امیدیں وابستہ تھیں وہ بھی بھائی کی طرح اکڑو نکلیں ہائے مجھ معصوم کا کیا بنے گا۔۔۔۔۔ اسنے مصنوعی روتی صورت بنائی۔۔۔۔۔ بڑے آئے تم معصوم۔۔۔۔۔ بی جان نے کہا تو زینہ ہنس دی۔۔۔۔۔ ارے بھابھی ہنستی بھی ہیں۔۔۔۔۔ چلو شکور نہ سارم بھائی کی طرح ہمیشہ منہ پھلائے تو نہیں پھرتی ایسا لگتا ہے جیسے ابھی بولے گے تو منہ سے انگار انکلے گا۔۔۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولا تو زینہ ہنس دی۔۔۔۔۔ سچ میں اب کی بار وہ بولی تو بی جان نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ بھابھی میری ٹیم میں ہے اب دیکھیں میری ٹیم بھی بن گئی بڑا ساتھ دیتی تھی نہ آپ اپنے اس بیٹے کا۔۔۔۔۔ ہارون نے منہ بنا کر کہا تو بی جان اور زینہ کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔۔۔

ہیلو سر ہارون صاحب پاکستان میں ہیں۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ اور وہ ابھی گھر میں موجود ہیں۔۔۔۔۔ ان پر میں نے مسلسل نظر رکھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ سامنے والے آدمی نے کہا۔۔۔۔۔ وہ کب آیا تھا۔۔۔۔۔ یہی کوئی 12 بجے کے قریب۔۔۔۔۔ اور تم مجھے اب بتا رہے ہو ہاں۔۔۔۔۔ اس کام کے لیے رکھا ہے میں نے تمہیں وہ چیلنا۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے تمہاری یہ

غلطی کتنی بڑی ہو سکتی تھی۔۔۔ اگر منظور خان کو پتا چل جاتا تو۔۔۔۔۔ سر میسنے آپ کو کال کی تھی مگر آپ کا فون سوچ آف تھا۔۔۔۔۔ اسنے ڈرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ تو اسے یاد آیا کہ اسنے خود ہی فون کو بند کیا تھا۔۔۔ دفعہ ہو جاو۔۔۔ یہ کہہ کر اس نے فون کو دیوار پر دے مارا۔۔۔۔۔ اور غصے سے چیخا تم جانتے ہو کہ تم نے کتنی بڑی غلطی کی ہے یہاں آ کر اگر منظور خان نے تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔۔۔۔۔ نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔ وہ باہر کی جانب بھاگا۔۔۔۔۔

وہ گھر پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔۔۔ وہ صوفے پر بیٹھی بی جان اور ہارون سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔ نظر اسکے کپڑوں سے ٹکرائی تو غصہ چڑھ آیا وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ کس کام سے گھر آیا ہے۔۔۔۔۔ وہ زینہ کی جانب بڑھا اور اسکو بازو۔۔۔ سے پکڑ کر جھٹکے سے کھڑا کیا۔۔۔۔۔ زینہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔۔۔۔۔ بیٹا یہ کیا۔۔۔۔۔ بی جان کچھ بولنے ہی لگی تھیں مگر اس سے پہلے ہی وہ اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ بی جان میں نے کہا۔ بھی تھا ہارون نے بی جان کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ تو وہ خاموش ہو گئیں۔۔۔۔۔ یہ کیا بے ہودگی ہے ہاں اسنے کمرے میں آ کر اسکو زمین پر پٹ دیا۔۔۔۔۔ زینہ کے چہرے

[illegible]

نہ تم کے یہاں خیریت سے رہو تو وہ کرو جو میں کہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے ہاتھ اٹھانے پر
مجبور نہیں کرو تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو کیا آپ
عورتوں پر ہاتھ بھی اٹھاتے ہیں ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زریں نے طنز کیا تو اس نے ڈریسنگ پر
پاس رکھی ٹیبل اٹھا کر دے ماری جس کی وجہ سے شیشہ کے ٹکڑے زمین پر گرے اور ایک
ٹکڑا عیسیٰ کے ہاتھ میں جا لگا تو اسکے ہاتھ سے خون بہنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یا اللہ یہ کیا کیا آپ
نے زریں نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب اگر تم نے آئندہ زبان درازی کی نہ تو
اگلی بار ٹیبل کی جگہ تم ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر زریں کی نظر تو ہاتھ
سے بہتے خون پر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے
آئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت خون بہہ رہا ہے اس میں عیسیٰ اس
نے پریشانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے منہ سے اپنا نام سن کر اسے دھچکا لگا کہ عیسیٰ
نام تو بہت کم لوگ استعمال کرتے تھے اسکا زیادہ تو سارم ہی بولتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زریں
بیٹا دروازہ کھولو کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باہر سے بی جان کی آواز آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اسکی
آنکھوں سے آنسوؤں نکلنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑوایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
آئندہ کے بعد کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسے بے ہودہ کپڑے پہنے کی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بیڈ کی چادر کھینچ کر زریں پر ڈالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی جاؤ اپنے کمرے میں اور

انسانوں والے کپڑے پہنو۔۔۔۔۔ اتنا کہ کراسنے دروازہ کھولا اور باہر چلتا چلا گیا۔۔۔۔۔
 بیٹا کہیں سارم نے تم پر ہاتھ تو نہیں اٹھایا۔۔۔۔۔ بی جان فورن کمرے میں داخل ہوئی
 ۔۔۔۔۔ اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ بی جان عیسیٰ کے ہاتھ پر کانچ لگ چکا ہے
 ۔۔۔۔۔ اور انکے ہاتھ سے خون بہہ رہا آپ دیکھیں انہیں۔۔۔۔۔ جا کر۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ اپنے
 کمرے میں بھاگی اور بی جان کے دلائے گئے کپڑوں سے ایک جوڑا نکالا اور چینج کرنے چلی
 گئی آنسو اب روانی سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ حیا عورت کو مزید خوبصورت بناتی ہے۔۔۔۔۔ حیا کا تعلق ہمارے لباس
 سے لیکر ہمارے دل تک ہوتا۔۔۔۔۔ جب تک ہماری روح میں حیا نہیں تب تک
 ہمارے لباس خواہ پورے ہی کیوں نہ ہو کسی کام کے نہیں۔۔۔۔۔ پردہ صرف یہ نہیں
 ہے کہ سر پر حجاب باندھ لیا۔۔۔۔۔ حیا آنکھوں میں ہوتی ہے۔۔۔۔۔ یہ تو ہے بھرے
 مجمع میں اپ نے پردہ کر لیا۔۔۔۔۔ مگر اصل امتحان تو تنہائی میں ہے آپ کی حیا کا امتحان
 ۔۔۔۔۔ کہ آپ کی تنہائی پاک ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔ ظاہر میں تو بہت کم ہی گناہ ہوتے
 ہیں۔۔۔۔۔ تنہائی بتائیں۔۔۔۔۔ خود کو تنہائی میں گناہ کرنے سے روکیں۔۔۔۔۔ ای
 مگر ظاہر بھی ضروری ہے۔۔۔۔۔ لوگ کہتے ہیں دل میں خوف ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

ضروری نہیں حجاب ہو سر پر ہو۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ کیا اللہ نہیں جانتا کہ دل میں خوف کیسا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جب تک ظاہری پردہ نہیں ہوگا دل میں پردہ کیسا آئے گا۔۔۔۔۔ تنہائیاں کیسے پاک ہونگی۔۔۔۔۔ ایک حیا دار عورت۔۔۔۔۔ ہزار بے پردہ عورتوں سے بہتر ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ امام حسین نے فرمایا۔۔۔۔۔ ایک عورت کا پردہ کرنا شہید کے خون سے بھی افضل ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے پردے کو مسلم اور نان مسلم عورتوں کے بیچ فرق بنایا ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ

سورة الاحزاب آیت نمبر 59

ترجمہ :

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مومنوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر ان کے لئے موجب شناخت (و امتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۵۹)۔

(ترجمہ: فتح محمد جالندھری)

یہ میرے اللہ نے شناخت بنا دی ہماری۔۔۔۔۔ تبھی پوری دنیا میں پردے کا حکم مسلمان عورتوں کو ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ خاص ہیں۔۔۔۔۔ اور یہ ہی عزت کا باعث ہے ہمارے لیے۔۔۔۔۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم بھی خود کو خاص سمجھے اور پردہ کریں۔۔۔۔۔ کیونکہ میں

[illegible]

تجھ پر سمجتی ہے جیابھی کسی زیور کی طرح۔۔۔۔۔

بیٹا یہ کیا حرکت تھی۔۔۔۔۔ بی جان نے سارم کے ہاتھ پر پٹی باندھتے ہوئے
کہا۔۔۔۔۔ بی جان آپ کو معلوم ہے اس نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔۔۔ سارا غصہ
اتر چکا تھا اب وہ بی جان کے کمرے میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ بیٹا تم اسے آرام سے بھی منع
کر سکتے تھے۔۔۔۔۔ تم نے تو آ کر ایسے غصہ نکالا جیسے وہ تمہاری بیوی نہیں تمہاری کوئی
دشمن ہے۔۔۔۔۔ بیٹا اب وہ تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔۔۔ اب اسکی ہر
ضرورت کا خیال ہی تمہیں رکھنا ہے۔۔۔۔۔ بی جان ایک تو آپ نے میری شادی
کر وادی اور اب چاہتی ہے کہ میں اسکے نکھرے اٹھاؤ۔۔۔۔۔ آپکو معلوم ہے وہ کتنی

بد زبان ہے۔۔۔۔۔ زبان چلاتی ہے کتنی۔۔۔۔۔ وہ ہر وہ کام کرتی ہے جس سے مجھے چڑ ہے۔۔۔۔۔ اس نے لہجے نارمل رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اچھا تو تم نے جو کیا وہ ٹھیک ہے کیا۔۔۔۔۔ بی جان نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ اسکو اپنے کمرے سے نکال دیا۔۔۔۔۔ ہاں اپنی بیوی کو پہلے ہی دن کمرے سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے ملازموں کو سامنے اسکا تماشہ بنا دیا تم نے۔۔۔۔۔ بی جان یہ آپکو اس نے بولا ہے اس نے دانت بیچنے۔۔۔۔۔ دیکھو ابھی تم اتنا غصہ کر رہے ہو اسکے سامنے تو پھر ناجانے کونسے انگارے نکالو گے۔۔۔۔۔ بی جان۔۔۔۔۔ اس نے انکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ بھی آپ مجھ سے کوئی خیر کی امید نہیں رکھیں۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہے اس سے بس۔۔۔۔۔ اسکی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو میرے دل میں تھوڑا نرم گوشہ ہوتا مگر اسکے لیے کوئی امید۔۔۔۔۔ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا۔ وہ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ سارم دیکھو کوئی بھی مسئلہ ہوا سے باہر سب کے سامنے تماشہ نہیں بنانا۔۔۔۔۔ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ایک دوسرے کے عیبوں کو چھپانے رکھتے ہیں مگر ابھی پہلے ہی دن تم لوگوں نے جنگ کر لی ہے۔۔۔۔۔ جی بی جان۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا وہ کمرے سے باہر آیا۔۔۔۔۔ عجیب تماشہ ہیں یا پہلے

زبردستی سر باندھ دیا اور اب انکے نکھرے برداشت کرو۔۔۔۔۔ اففف اسنے ایک سرد سی آہ بھری۔۔۔ ہارون کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔

اسنے بلیک رنگ کی فروک پہنی تھی جس پر چوڑی دارپا جامہ پہنا تھا اور بالوں کو چوٹی میں قید کیا
سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا۔۔۔۔۔ اسنے شرٹ دیکھی جس پر خون کے نشان واضح تھے
۔۔۔ کیا اسکا ہاتھ ٹھیک ہوگا۔۔۔۔۔ اسنے سوچا۔۔۔۔۔ جیسا بھی ہو مجھے کیا اسنے ہاتھ
میں پکڑی شرٹ بیڈ پر پھینکی۔۔۔۔۔ پیپی جی آپکو بنی جان بلا رہی ہیں۔۔۔۔۔ سامنے
کھڑی ملازمہ نے کہا۔۔۔۔۔ اچھا جاؤ میں آتی ہو۔۔۔۔۔ اسنے کہا ملازمہ سر ہلاتی ہوئی چلی
گئی۔۔۔۔۔

تم کس اجازت آئے ہوہاں ادھر۔۔۔۔۔ سارم چیخا۔۔۔۔۔ بھائی ایک تو آپ ہر وقت غصے میں رہتے ہیں حد ہوتی ہے۔۔۔۔۔ بھی دس سالوں سے اپنے وطن سے دور ہوں گھر والوں سے دور ہوں۔۔۔۔۔ کبھی ملنے ہی نہیں آنے دیتے آپ۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم بھی ہے وہ لوگ کیا کریں گے اگر انہیں معلوم ہوا کہ تم یہاں ہو۔۔۔۔۔ سارم نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ بھائی وہ لوگ کر بھی کیا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ اب چہرے پر سنجیدگی

تھی۔۔۔۔۔ ہارون اب تم ہی ہوں جو مجھے بی جان کے بعد سب سے زیادہ عزیز
 ہو۔۔۔۔۔ اب غصے کی جگہ محبت نے لے لی تھی۔۔۔۔۔ تو وہ کسی معصوم بچے کی طرح
 اسکے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔ بھائی مجھے بھی آپ اور بی جان کے علاوہ کوئی عزیز
 نہیں۔۔۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ واپسی کب تک ہے۔۔۔۔۔ اس نے سوال
 کیا۔۔۔۔۔ کوئی واپسی نہیں ہے اب میں یہیں رہوگا آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔ تمہیں
 معلوم ہے میں تمہاری یہ بات نہیں مانوگا پھر تم بول رہے ہو۔۔۔۔۔ کل کی فلائٹ سے
 واپس جاؤ۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ اسنے غیر یقینی سے دیکھا۔۔۔۔۔ کوئی بھائی نہیں
 اگر ضد کی نہ تو مار بھی پڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔ اچھا کچھ مہینے تو رہنے دیں اسنے بے چارگی
 سے کہا۔۔۔۔۔ ایسے کوئی سین نہیں ہیں ایک ہفتہ بس اس سے نہ ایک دن زیادہ نہ ایک
 دن کم۔۔۔۔۔ بس سارم یہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

میں اندر آ سکتی ہوں اسنے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔۔۔ آؤ میری بچی۔۔۔۔۔ بی جان نے
 کہا۔۔۔۔۔ جی بی جان۔۔۔۔۔ اسنے کہا تو بی جان اسکے قریب آ کر کھڑی
 ہو گئی۔۔۔۔۔ بیٹا مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم نے سارم کی بات رکھی۔۔۔۔۔ بیٹا زندگی
 کی گاڑی اسی طرح چلتی ہے تم کچھ اس کی بات رکھو وہ کچھ تمہاری بات رکھے تھوڑا تم

دھیان دو۔۔۔۔۔ عیسیٰ کو سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔ کیونکہ اب عیسیٰ ہی تمہارا
نصیب ہے۔۔۔۔۔ اور جو ہوا اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لو۔۔۔۔۔ بی جان
نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ بی جان وہ تو میں بہت پہلے ہی قبول کر چکی
ہوں۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہوئے وہ واپس اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔۔۔۔۔
نا حاصل ہو رہا ہے نہ وہ گم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔
وہ شخص کتنا محبوب ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

رات کے نو بج چکے تھے۔۔۔۔۔ وہ رات کے کھانے سے فراغت کے بعد بی جان کے کہنے
پر دوبارہ سارم کے کمرے کی جانب گئی۔۔۔۔۔ کمرے کی جانب پہنچ کر قدم رک گئے
۔۔۔۔۔ اب نا جانے انکی کونسی کڑوی کسلی بات سننے کو ملے۔۔۔۔۔ اسنے آنکھیں میچ کر
کہا۔۔۔۔۔ اور ہمت کر کے دروازے پر دستک دی۔۔۔۔۔ پہلی دستک پر دروازہ کھول
دیا گیا۔۔۔۔۔ وہ دروازہ کھول کر دوبارہ لیٹاپ کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ ہاں لے جاؤ
چائے کا کپ۔۔۔۔۔ شمرہ۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ اسنے حیرت سے دیکھا۔۔۔۔۔ تو وہ
جھٹ سے پیچھے مڑا۔۔۔۔۔ میں نے تمہیں منع کیا تھا نہ ادھر آنے سے وہ غصے میں چل کر
اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔ زرینہ کا دل چاہا کہ کھری کھری سنا دے مگر دل میں بی جان کی کسی

بات تھی۔۔۔۔۔ وہ مجھے بی جان نے بھیجا ہے۔۔۔۔۔ اسنے نظریں نیچے کرتے ہوئے
 کہا۔۔۔۔۔ تو سارم کے قدم وہیں رک گئے۔۔۔۔۔ اففف اب بی جان کیا چاہتی ہیں
 ۔۔۔۔۔ وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔۔۔۔ تو صبح والی باتیں اسکے زہن میں آئیں۔۔۔۔۔
 اب شکل کیا دیکھ رہی ہو دروازہ بند کرو۔۔۔۔۔ وہ زیرینہ پر چلیٹا۔۔۔۔۔ جی جی زیرینہ
 نے حکم کی تعمیل کی۔۔۔۔۔ آج سے تم اس صوفے پر سوگی اس نے صوفے کی جانب
 اشارہ کیا۔۔۔۔۔ مگر مجھے صوفے پر سونے کی عادت نہیں ہے۔۔۔۔۔ زیرینہ نے
 کہا۔۔۔۔۔ جس پر عیسیٰ نے جلی ہوئی مسکان اسکی جانب اچھالی۔۔۔۔۔ اب عادت ڈال
 لو۔۔۔۔۔ میں کوئی تمہارے نکھرے پورے کرنے نہیں بیٹھا ادھر۔۔۔۔۔ چپ چاپ
 یہ تکیہ لو اور وہاں لیٹ جاؤ۔۔۔۔۔ ورنہ زمین پر سونا پڑے گا۔۔۔۔۔ تمہیں یہ کہتا ہوا وہ
 لیٹاپ کی جانب آیا۔۔۔۔۔ زیرینہ نے بامشکل اپنا غصہ قابو میں لایا اور پاؤں پٹختے
 ہوئے صوفے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو۔۔۔۔۔ کہاں پھنس
 گئی وہ بڑبڑاتی ہوئی صوفے پر لیٹ گئی۔۔۔۔۔ سارم نے ساری لائٹ آف کر کے
 سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔۔۔۔ تو جو پہلے ہی غصے میں تھی اب اور غصے میں آگئی
 ۔۔۔۔۔ عیسیٰ مجھے اندھیرے میں نیند نہیں آتی ہے آپ لائٹ آن کر دیں
 پلزز۔۔۔۔۔ چپ کر جاؤ ورنہ گھر سے باہر پھینک آؤگا۔۔۔۔۔ اس نے بس اتنا کہا۔۔۔۔۔

تو وہ بھی ڈر گئی۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیسا انسان ہے عجیب۔۔۔۔۔ وہ زیر لب
 بڑبڑائی۔۔۔۔۔ اگر مجھے گالیاں دینے سے فرصت مل گئی ہو تو چپ ہو جاو عیسیٰ نے کہا تو وہ
 چونک گئی۔۔۔۔۔ پکا یہ کوئی عام انسان نہیں ہے اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔ یا اللہ
 میری حفاظت کریں۔۔۔۔۔ یہ کہہ اسنے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔

نیند تو اسے رات بھر نہیں آئی فجر ہونے کو آئی تھی۔۔۔۔۔ اسنے سوچا کیوں نہ بی
 جان کے پاس چلی جائے وہاں اسے بہت سکون ملتا تھا۔۔۔۔۔ اسلیے بی جان کے پاس
 جانے کی غرض سے وہ اٹھی اور اپنا دوپٹہ لیے نیچے بی جان کے کمرے کی جانب
 آگئی۔۔۔۔۔ دروازہ ہلکا کھلا تھا۔۔۔۔۔ اور فون پر قرآنی آیات لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ترجمے
 کے ساتھ۔۔۔۔۔ پڑھنے والے کی آواز میں کافی درد تھا جو اسے اسکی جانب متوجہ
 کر گیا۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی تو بی جان سامنے بیٹھی آیت کو بغور سن رہی تھی
 ۔۔۔۔۔ وہ بھی انکے برابر میں جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ تو وہاں سورۃ مدثر کی تلاوت ہو رہی
 تھی۔۔۔۔۔ تو وہ بھی بغور اسے سننے لگی۔۔۔۔۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ (۲۲)

تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، (۲۲)

(ترجمہ: کنز الایمان)

قَالُوا أَلَمْ يَكُنْ مِنْ آلِ مُصَلَّىٰ ۚ (۴۳)

وہ بولے ہم (ف ۳۰) نماز نہ پڑھتے تھے، (۴۳)

(ترجمہ: کنز الایمان)

وَلَمْ يَكُنْ نَظْمُ الْعَمِّ الِّ مَسْكِي ۚ (۴۴)

اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے (ف ۳۱) (۴۴)

(ترجمہ: کنز الایمان)

وَكُنَّا نَحْوُ ضَمْعٍ مَعَ آلِ عَاقِبِ ضِي ۚ (۴۵)

اور یہودہ فکر والوں کے ساتھ یہودہ فکریں کرتے تھے، (۴۵)

(ترجمہ: کنز الایمان)

وَكُنَّا نَكْذِبُ بِوَمِ الدِّي ۚ (۴۶)

اور ہم انصاف کے دن کو (ف ۳۲) جھٹلاتے رہے، (۴۶)

(ترجمہ: کنز الایمان)

حَتَّىٰ أَتَيْنَا لِيَقِي ۚ (۴۷)

یہاں تک کہ ہمیں موت آئی، (۴۷)

(ترجمہ: کنز الایمان)

یہ آیتیں اسکو کانوں میں پڑی تو اسے احساس ہوا کہ وہ بھی تو نماز نہیں پڑھتی۔۔۔ کیا وہ بھی ان میں شامل ہوگی۔۔۔۔۔ اس سوچ نے اس پر ایک عجیب کیفیت طاری کر دی۔۔۔۔۔ ٹانگیں کپکپانے لگی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔۔۔ اسکی ہمت نہ ہوئی کہ وہ قدم کو اپنے کمرے تک لے جاسکے۔۔۔۔۔ اس اپنی زندگی کے بائیس سال ضائع کر دیئے۔۔۔ وہ ہمت کر کے اٹھی اور بی جان سے بنا پوچھے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ جب کمرے میں پہنچی تو دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔ قدم ساتھ دینے انکاری ہو گئے تو وہ زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ کیا اتنے سال اسنے جو زندگی گزاری وہ دھوکہ تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دے میرے اللہ۔۔۔ وہ بامشکل بول پائی اور دوبارہ آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔۔۔ پھر اپنے قدم گھسیٹتے ہاتھ روم کی جانب گئی۔۔۔۔۔ اور وضو بنایا۔۔۔۔۔ نماز پڑھنا اس نے اپنی اسلامیات کی ٹیچر سے سیکھا تھا۔۔۔۔۔ آج زندگی میں پہلی بار وہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ پاؤں میں کپکا ہٹ واضح تھی۔۔۔۔۔ اس نے نماز کی نیت باندھی۔۔۔۔۔ ایک آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا۔۔۔۔۔ اسے ایسا سکون زندگی میں پہلی بار محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔ آنسو ابھی بھی بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ جب رکوع میں گئی تو

اپنے کئے گناہ یاد آئے تو۔۔۔۔۔ رونے لگی۔۔۔۔۔ پھر سجدے میں گئی۔۔۔۔۔ تو ایسا محسوس ہوا جیسے رحمتوں کی بارش اسپر ہو رہی ہو اس نے کبھی خود کو ایسا محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زندگی بھر کر سکون اسے میسر ہے وہ۔ دلی سکون جسکی تلاش میں وہ تھی آج اسے مل گیا تھا۔۔۔۔۔ یا اللہ اپنی اس نافرمان بندی کو معاف کر دے وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔ روتے روتے اسکی ہچکیاں بندھ گئی۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دیں میرے اللہ میں جانتی ہوں بہت گناہگار ہوں مگر آپکی رحمت تو میرے گناہوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔۔۔۔۔ آپ مجھے معاف کریں۔۔۔۔۔ وہ سجدے میں سر رکھے رو رہی تھی۔۔۔۔۔ جب پیچھے سے کسی کی آواز آئی یہ لو پانی پی لو۔۔۔۔۔ اس نے سامنے دیکھا تو بی جان کھڑی تھی وہ بھاگ کر انکے پاس آئی۔۔۔۔۔ بی جان کیا اللہ مجھے معاف کر دیں گے میں بہت بری ہوں۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

زندگی میں مصیبتیں ہمیں کچھ سیکھانے آتی ہے۔۔۔۔۔ ہمارا اللہ تو ہم سے بہت محبت کرتا ہے تو وہ ہمیں مصیبت میں کیوں ڈالتا ہے۔۔۔۔۔ وہ اس لیے کیونکہ وہ ہمیں کچھ سمجھانا چاہ رہا ہے۔۔۔۔۔ کہ کوئی ایسی چیز ہے جو ہم سے چھوٹ رہی ہے کوئی ایسا نیک

کام ہے جو ہم نہیں کر پار ہے یا کوئی ایسا گناہ ہے جو ہم نہیں چھوڑ رہے۔۔۔۔۔ اس دنیا کی سب سے منگلی چیز ہی ذہنی ودلی سکون ہے ہم اسے ہر جگہ ڈھونڈتے ہیں۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ دواؤں تک آجاتے ہیں مگر مسجد نہیں جاتے۔۔۔۔۔ جہاں اسکا علاج ہے کیونکہ سکون اللہ کی یاد میں ہے صرف۔۔۔۔۔

نماز دنیا اور آخرت کے خزانوں کی چابی ہے..... اور اگر ہم صاحب ایمان ہونے کے باوجود نماز نہیں پڑھتے تو یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ نماز ہی ہے جو مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔۔۔۔۔ جو ایک بار اللہ کے آگے جھک جاتا ہے اللہ اسے پھر دنیا میں کسی کے آگے جھکنے نہیں دیتا۔۔۔۔۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہم نماز نہیں پڑھتے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جب اللہ ناراض ہوتا ہے تو روٹی نہیں چھینتا سجدے کی توفیق چھین لیتا ہے۔۔۔۔۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ کس منہ سے جائے گیں روز محشر

میں۔۔۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں بھی یہی فرمایا تھا کہ۔۔۔۔۔ اے میری امت نماز نہ چھوڑنا۔۔۔۔۔ مگر کیا ہم نماز پڑھتے ہیں کس منہ سے جائے گیں ہم حوض کوثر پر۔۔۔۔۔ کیا انکے بتائی گئی راہ پر چلے ہم۔۔۔۔۔ ہم تو بکھر گئے۔۔۔۔۔ ایک دوسرے نفرت اور حسد میں۔۔۔۔۔ کیا صرف منہ سے کہہ دینا آسان ہے کہ میں مسلمان ہوں۔۔۔۔۔ کیا ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم جنت میں ایسے داخل

ہو جائے گے۔۔۔۔۔ غور کرنا ہوگا ہمیں اپنے آپ پر تاکہ آنے والی نسلیں ہماری ایک بہتر معاشرہ پاسکے ایک سچے مسلمان بن سکیں۔۔۔۔۔

گوئی ہو گئی آج زباں کچھ کہتے کہتے
ہچکا گیا میں خود کو مسلمان کہتے کہتے
یہ بات نہیں کہ مجھ کو اس ہر یقیں نہیں
بس ڈر گیا خود کو صاحب ایمان کہتے کہتے
توفیق نہ ہوئی مجھ کو اک وقت کی نماز کی
اور چپ ہوا موزن اذان کہتے کہتے
کسی کا فر نے جو پوچھا کہ یہ کیا ہے مینہ
شرم سے پانی ہوا میں رمضان کہتے کہتے
میرے شیلف میں جو گرد سے اٹی کتاب کا جو پوچھا
میں گرٹھ کیا زمیں میں قرآن کہتے کہتے
یہ سن کہ چپ سادھ لی اقبال اس نے
یوں لگا جیسے رک گیا ہو مجھے حیا کہتے کہتے

[illegible]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور جب وہ میری طرف چار ہاتھ بڑھتا ہے تو میں تیزی سے اس کی طرف بڑھتا ہوں۔“

یعنی میرا اللہ چاہتا ہے ہم اس سے توبہ کریں وہ ہمیں معاف کر دے گا۔۔۔۔۔ نیک کام کرنے کی صرف کوشش ہی کر لو۔۔۔۔۔ وہ کوشش پر بھی تمہیں ثواب دے گا۔۔۔۔۔ مگر نیت خالص اللہ کے لیے ہو۔۔۔۔۔ اس میں کھوٹ یا ریاکاری نہ

ہو۔۔۔۔۔ یعنی وہ میرا اللہ ہم سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔ وہ تو بڑا غفور
 الرحیم ہے۔۔۔۔۔ اللہ نے سورۃ الزمر میں ارشاد فرماتا ہے اپنے ان بندوں کے لیے جو
 گناہ کر بیٹھے ہیں اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ان کے لیے کہ۔۔۔۔۔
 ۔۔۔۔۔ توبہ کے دروازے ابھی بھی انکے لیے کھلے ہیں۔۔۔ اور آگے
 میرا اللہ اپنی رحمت کے بارے میں بھی بتاتا ہے کہ وہ کتنا بخشنے والا ہے وہ کتنا مہربان
 ہے۔۔۔۔۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيَّ أَنْفُسُهُمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا
 إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (53)

کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ
 ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا، بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔ (سورۃ الزمر
 آیت نمبر 53) www.urdu novels mania.com

وہ تو جانتا ہے نیتیں بھی وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اس سے کچھ پوشیدہ نہیں اگر تم
 سچی توبہ کرو گی تو ضرور اللہ تم کو معاف کر دے گا۔۔۔۔۔ بی جان نے اسکے سر پر ہاتھ
 پھیرتے ہوا کہا۔۔۔۔۔ اسکے آنسوؤں میں کمی آئی۔۔۔۔۔ بی جان میرا اللہ کتنا
 مہربان ہے مجھ پر مگر میں ظالموں میں سے ہوں میں نے کبھی اسلام کے احکامات کو جاننے

کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہوتی ہے خود سے کے اتنے سال میں نے غفلت میں گزارے۔۔۔۔۔ اپنے اللہ شکر ادا نہیں کیا اسکی رحمتوں کا اسکی نعمتوں کا۔۔۔۔۔ میں بہت بری ہوں بی جان۔۔۔۔۔ پر اللہ تعالیٰ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔ میں نے توبہ کر لی ہے اپنے رب سے اب میں اسکے ہر احکام پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔۔۔۔۔ مگر اگر میں پھر بٹھک گئی بی جان تو۔۔۔۔۔ اسنے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔۔۔ اللہ سے دعا کرنا کہ وہ تمہیں کبھی بٹھکنے نہ دے۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ تمہیں تمہاری۔ توبہ پر ثابت قدم رکھے۔۔۔۔۔ آمین دونوں نے ساتھ آمین کہا۔۔۔۔۔ بی جان آپ مجھے اسلام کے بارے میں مزید بتائیں تاکہ میں اسکے احکامات پر عمل پیرا ہو سکوں۔۔۔۔۔ اس نے بی جان کی جانب دیکھا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔۔۔۔۔ کیوں نہیں میری بچی۔۔۔۔۔ جب دل چاہے تم میرے پاس آ جاؤ جو پوچھنا ہو۔۔۔۔۔ عورت پر سب سے زیادہ حق شوہر کا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ تم اسکی فرمانبرداری کرو۔۔۔۔۔ حجاب کرو۔۔۔۔۔ خود کو پہنا کر لو۔۔۔۔۔ تم نمائش کے لیے نہیں بنائی بنت حوا تم بہت خاص ہو۔۔۔۔۔ تبھی میرے اللہ نے تمہیں پردے کا حکم دیا۔۔۔۔۔ کیونکہ قیمتی چیزوں کو ہی دوسروں کی نظروں سے چھپایا جاتا ہے۔۔۔۔۔ مگر افسوس یہاں فیشن کے نام پر کیا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ عورت کی زیب و زینت بناؤ سنگھار ساراکا سارا صرف شوہر کے لئے

ہے۔ اس عورت پر دوزخ کا عذاب ہوگا۔ جو گھر شوہر کے دکھانے کے لئے کپڑے ہی نہ بدلے وہی پرانے میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ پھرتی رہے اور جب باہر جانے کا وقت آئے خواہ شادی بیاہ، شاپنگ، کسی کے گھر جانا ہو یا کوئی کلچر فنکشن ہو تو پھر وہ نہائے دھوئے، شاندار کپڑے بھی پہنے، خوشبو لگائے۔۔۔۔۔ یہ سب کس کے لیے اس شوہر کے لیے تو نہیں ہے جسکے لیے اللہ نے حلال قرار دیا ہے پھر ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ بی جان کی بات سے اسے کچھ محسوس ہوا۔۔۔۔۔ وہ سہی کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔ عیسیٰ جیسا بھی ہے اسکا شوہر ہے۔۔۔۔۔ اب اسکے علاوہ کسی کا خیال دل میں نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ مجھے اسکی عزت کرنی چاہیے اگرچہ میں اس سے محبت نہیں کرتی تو اس نے خود سے عہد لیا کہ وہ اب ایسی کوئی بات نہیں کہے گی جس سے اسے تکلیف ہو۔۔۔۔۔ میری بچی تمہیں بھوک لگی ہوگی چلو ناشتہ کر لیتے ہیں جلدی سے ریڈی ہو جاؤ میں نیچے ناشتے پر تمہارا ویٹ کر رہی ہو۔۔۔۔۔ یہ کہتی ہوئی وہ نیچے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔ جبکہ وہ بیڈ پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔۔۔۔۔ اسنے کبھی نہیں سوچا تھا ایسا سب ہوگا۔۔۔۔۔ اور اسے ہدایت مل جائے گی۔۔۔۔۔ آج وہ سچ میں پرسکون اور خوش تھی۔۔۔۔۔

اسے آج کچھ بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ سے ہی جس سکون کی تلاش میں تھی۔۔۔۔۔ آج اسے حاصل تھا۔۔۔۔۔

وہ فریش ہو کر ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ گولڈن فروک کے ساتھ بلیک حجاب کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ سارم بھی آج جلدی اٹھ چکا تھا۔۔۔۔۔ اسے آج کسی اہم میٹنگ میں جانا تھا۔۔۔۔۔ تبھی وہ وقت سے پہلے اٹھ چکا تھا اب وہ بھی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھا۔۔۔۔۔ ہارون دیر سے اٹھنے کا عادی تھا اسی لیے سو رہا تھا۔۔۔۔۔ آپ چائے لینگے۔۔۔۔۔ اس نے سوال کیا۔۔۔۔۔ لہجہ شیریں تھا۔۔۔۔۔ تو عیسیٰ بھی حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ ہم اسنے مختصر سا جواب دیا۔۔۔۔۔ تو اسنے اٹھ کر چائے سرو کی۔۔۔۔۔ یہ زہرا گلنے والی ناگن آج شہد منہ میں لیے پھر رہی ہے خیریت وہ منہ میں بولا۔ اور ناشتے سے فارغ ہو کر اٹھا تو وہ سامنے بیگ لیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ یہ آج کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔۔۔۔ اسے مزید حیرانی ہوئی اور دل میں سوچا۔۔۔۔۔ وہ اسے دروازے تک چھوڑنے آئی۔۔۔۔۔ وہ کب سے اسکی یہ حرکتیں نوٹ کر رہا تھا آخر اسے برداشت نہ ہوا تو کہہ دوڑا۔۔۔۔۔ یہ سب کیا تماشہ لگا رکھا ہے۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ یہ کونسی ایکٹنگ شروع کر دی اب تم نے۔۔۔۔۔ دیکھو یہ فضول کی ڈرامے بازی بند کرو۔۔۔۔۔ اور

میرے سر پر ایسے مسلط مت ہو عجیب ۔۔۔۔ وہ کوفت کھانے والے لہجے میں
 بولا۔۔۔۔۔ جس پر زرینہ مسکرائی۔۔۔۔۔ یہ میرا فرض ہے بس میں وہ ہی پورا کر رہی
 ہوں۔۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ کی وجہ سے میں کوئی گناہ کے زمرے میں آ جاؤ
 ۔۔۔۔۔ اپنی توقع سے برعکس جواب سن کر وہ چونکا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا کہ وہ جواب
 میں بد تمیزی کرے گی مگر ایسا کچھ نہ تھا۔۔۔۔۔

شاہ آج سارم کے گھر جانا ہے سارم نے ڈسکشن کے لیے بلایا ہے مجھے منظور خان کے
 آدمیوں کے متعلق اگر تم بھی میرے ساتھ آؤ گے تو مجھے اچھا لگے گا۔۔۔۔۔ حمزہ نے
 کہا۔۔۔۔۔ میں کیا کروں گا ادھر جا کر حمزہ۔۔۔۔۔ وہ سارم مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا
 ۔۔۔۔۔ شاہ نے کوفت سے کہا۔۔۔۔۔ چلو ہو سکتا ہے زرینہ۔ کے لیے بھی کوئی
 سوراخ مل جائے کیونکہ وہاں ایک لڑکی اور بھی موجود تھی خاور کے مطابق۔۔۔۔۔ زرینہ کے
 نام سے شاہ چونکا۔۔۔۔۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔
 ہاں۔۔۔۔۔ تم آو تو سہی تفصیلات وہیں ڈسکس کریں گے۔۔۔۔۔ اچھا میں ابھی آتا
 ہوں۔۔۔۔۔ شاہ نے بے صبری سے کہا تو۔۔۔۔۔ حمزہ نے بھی اجازت
 دی۔۔۔۔۔

تیرے زکر پر بھی جی اٹھتے ہیں ہم۔۔۔۔۔
سوچ تجھ سے ملاقات کی ٹرپ کیا ہوگی۔۔۔۔۔

دوپہر کے تین بج رہے تھے۔۔۔۔۔ ہال میں سارم شاہ اور حمزہ موجود تھے۔۔۔۔۔ شاہ کو دیکھ کر سارم کے چہرے پر صاف ناگواری تھی جو شاہ نے محسوس کی۔۔۔۔۔ میں چلتا ہوں آپ لوگ باتیں کریں یہ کہہ کر وہاں سے اٹھا اور باہر کی جانب آیا۔۔۔۔۔ شمرہ جو تیزی میں آرہی تھی شاہ سے ٹکرا کر گری۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔۔ ایک بیبی جی نے پہلے ہی اتنا کام بولا ہوا۔۔۔۔۔ اب ایک اور کام۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ سے چائے کے کپ گر چکے تھے۔۔۔۔۔ شمرہ ایک کام ڈھنگ سے نہیں کر سکتی تم اس نے پیچھے سے آکر آواز دی۔۔۔۔۔ شاہ جو اپنی شرٹ صاف کر رہا تھا جو چائے گرنے کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اسکی آواز سن کر ہاتھ وہیں رک گئے جہاں تھے۔۔۔۔۔ وہ اسکی آواز پہچان چکا تھا۔۔۔۔۔ زریں بیٹا یہ میری عینک نہیں مل رہی تم بتا دو تم نے کہیں دیکھی ہے تو۔۔۔۔۔ بی جان کی آواز پر وہ بی جان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔ وہ شاہ کو نہیں دیکھ سکی کیونکہ شاہ پلر کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ زریں تم یہاں ہو۔۔۔۔۔ کیا مجھے اس سے ابھی بات کرنی چاہیے۔۔۔۔۔ اگر وہ زریں نہ ہوئی تو۔۔۔۔۔ نہیں یہ

زیریںہ ہی کی آواز ہے۔۔۔۔۔ لیکن وہ یہاں کیا کر رہی ہے اور کیسے آئی
ادھر۔۔۔۔۔ بہت سے سوال شاہ کے دماغ میں پناہ گزیر ہوئے۔۔۔۔۔

سنو یہ واشرم کہا ہے تم نے میری پوری شرٹ خراب کر دی۔۔۔۔۔ شاہ نے رککنے کا
بہانہ ڈھونڈا۔۔۔۔۔ وہ صاحب معاف کر دیں وہاں ہے سامنے بی جان کے کمرے
سے تھوڑا آگے۔۔۔۔۔ آئیں میں آپکو واشرم دیکھا دوں۔۔۔۔۔ ثمرہ نے کہا
۔۔۔۔۔ نہیں تم رہنے دو۔۔۔۔۔ میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔۔۔ جاؤ اب۔۔۔۔۔ شاہ نے کہا
۔۔۔۔۔ تو ثمرہ نے بھی ڈور لگائی۔۔۔۔۔ یہ لیں آپکی عینک بی جان۔۔۔۔۔ اس
نے پیار سے کہا۔۔۔۔۔ میرا بیٹا خوش رہو تم ہمیشہ۔۔۔۔۔ میری بچی۔۔۔۔۔
انہوں نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔۔ بی جان اب میں چلتی ہوں وہ ثمرہ نے ساری چائے گرا
دی اگر وقت پر چائے نہ دی تو عیسیٰ ناراض نہ ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ اسکی اس بات پر بی
جان کے چہرے پر مسکان دوڑی۔۔۔۔۔ تم نے بہت جلد خود کو ڈھال لیا ہے
اس رشتے میں۔۔۔۔۔ کاش عیسیٰ بھی اس رشتے کی نزاکت کو سمجھے۔۔۔۔۔ بی جان
نے سر دسی آہ بھری۔۔۔۔۔ بی جان جو ہوا وہ میرا نصیب تھا۔۔۔۔۔ میں نے خود
کو راضی کر لیا ہے اس رشتے کے لیے۔۔۔۔۔ کیونکہ اس میں میرے اللہ کی رضا شامل

ہے۔۔۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ تو بی جان نے بھی اللہ سے شکر ادا کیا۔۔۔۔۔ کہ زرینہ کے دل میں تھوڑا سا نرم گوشہ سارم کے لیے پیدا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جو سچ میں خوشی کی بات تھی۔۔۔۔۔ وہ کمرے سے باہر نکلی تو شاہ نے اسے آواز دی زرینہ۔۔۔۔۔ آواز وہ پہچان چکی تھی۔۔۔۔۔ ابھی تو ماضی کی قید سے باہر آنے کی کوشش میں لگی تھی کہ سامنے پھر ماضی آ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ قدم شاہ کی آواز پر رک گئے۔۔۔۔۔ دل میں ایک جنگ چھڑی تھی۔۔۔۔۔ کیسے وہ شاہ کے سوالوں کا جواب دیگی اگر اسنے بھی یہی سمجھا کہ میں نے اسے دھوکہ دیا ہے تو۔۔۔۔۔ لیکن یہ باتیں بے معنی ہیں اب یہ زندگی عیسیٰ کے ساتھ جڑی جا چکی ہے۔۔۔۔۔ اب شاہ کے لیے اسکی زندگی میں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آتے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا گیا۔۔۔۔۔ اور ہمت کر کے پیچھے کی جانب مڑی سامنے کھڑے شخص کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھی۔۔۔۔۔ اور لب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔۔ جیسے کسی معصوم بچے کو اسکا پسندیدہ کھلونا مل جائے۔۔۔۔۔ وہ ڈور کر اسکے قریب آیا۔۔۔۔۔ زرینہ تم یہاں ہو تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈا تھا۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے تم مجھ سے خفا ہوگی مگر۔۔۔۔۔ میں نے ایک پل بھی چین کی سانس نہیں لی

-----مجھے معلوم ہے کہ تم میرے گھر آئی تھیں میں معافی مانگتا ہوں اپنے ڈیڈ کے
روئے کی۔۔۔۔۔لیکن اب تمہیں کوئی کچھ نہیں بولے گا۔۔۔۔۔تم میرے
ساتھ چلو۔۔۔۔۔وہ ایک سانس میں سب بول گیا جیسے اگلے پل وہ غائب ہو جائے
گی۔۔۔۔۔زیرینہ جواتنی ہمت جمع کیے مڑی تھی۔۔۔۔۔سب ہمت اسکو ایسے روتا
دیکھ پانی ہوگئی۔۔۔۔۔میں سارم کا شکریہ ادا کروں گا کہ اسنے تمہاری حفاظت کی
۔۔۔۔۔اب تم چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔تمہیں اب کوئی گھر سے نہیں نکالے گا۔۔۔۔۔یہ
کہتا ہوا وہ باہر کی جانب جانے لگا۔۔۔۔۔مگر زیرینہ وہیں بت بنے کھڑی
تھی۔۔۔۔۔وہ مڑا۔۔۔۔۔اسنے ایک نظر زیرینہ پر ڈالی۔۔۔۔۔کیا ہوا زیرینہ
۔۔۔۔۔چلو نا میرے ساتھ وہ حیرانی سے بولا۔۔۔۔۔مگر زیرینہ نے سر جھکا
لیا۔۔۔۔۔دیکھو اگر تم ڈیڈ کے روئے سے پریشان ہو تو میں تم سے معافی مانگتا
ہوں۔۔۔۔۔لیکن تم یہاں رہنے کی بجائے گھر چلو۔۔۔۔۔باقی باتیں وہاں کریں
گے۔۔۔۔۔اسنے سمجھانے والے انداز میں کہا۔۔۔۔۔شاہ میر
۔۔۔۔۔آواز میں لرزش واضح تھی۔۔۔۔۔ہاں کہو۔۔۔۔۔اور یہ تم نے کب
سے میرا پورا نام لینا شروع کر دیا۔۔۔۔۔شاہ نے ٹوکے۔۔۔۔۔میں آپکے ساتھ نہیں
جاسکتی۔۔۔۔۔وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔چہرے پر حیرانی واضح

تھی۔۔۔۔۔ مگر کیوں ایسا کیا ہو گیا ہے زریں۔۔۔۔۔ اسنے خدشے والے انداز
 میں کہا۔۔۔۔۔ کہیں۔۔۔۔۔ بات ادھوری چھوڑی گئی۔۔۔۔۔ تو اسنے
 بات کا مفہوم سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ شاہ کو محسوس ہوا کہ اسکے سر پر
 سے کسی نے آسمان چھین لیا ہو۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پر حیرانی اور دکھ کے ملے جلے
 تاثرات تھے۔۔۔۔۔ اسکے قدم لڑکھڑائے نہیں ایسا نہیں ہو سکتا زریں تم تو صرف
 میری تھیں۔۔۔۔۔ تم تو مجھ سے محبت کرتی تھیں۔۔۔۔۔ یہ کیسے ہو گیا۔۔۔۔۔
 کیا میری محبت پر تمہیں یقین نہیں تھا کیا تم نے حالات کے سامنے اتنی جلدی گھٹنے ٹیک
 دیئے۔۔۔۔۔ نہیں زریں نہیں۔۔۔۔۔ میں تمہیں کیسے کسی اور کا ہوتے دیکھ سکتا
 ہوں۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آنسوؤں واضح تھے۔۔۔۔۔ زریں میں زندہ نہیں رہ سکتا
 تمہارے بنا۔۔۔۔۔ زریں کے آنکھ میں بھی ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا
 ۔۔۔۔۔ شاہمیر آپ یہاں سے چلیں جائیں اور بھول جائیں کہ آپ کی زندگی میں کوئی
 زریں نام کی لڑکی بھی تھی۔۔۔۔۔ وہ با مشکل بول پائی۔۔۔۔۔ بھول جاؤ
 ۔۔۔۔۔ تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ بھول جاؤ کیا یہ اتنا آسان ہے بھولنا۔۔۔۔۔
 تمہارے لیے ہوگا۔۔۔۔۔ مگر میرے لیے نہیں۔۔۔۔۔ میں بچپن سے آج تک
 صرف تمہیں چاہا ہے زریں۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دیں شاہمیر۔۔۔۔۔ آواز میں نرمی

واضح تھی۔۔۔۔۔ مسٹر شاہمیر۔۔۔۔۔ عیسیٰ کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔۔۔

اسے محسوس ہوا جیسے اب وہ اسے آکر زندہ منگل لے گا اسکے چہرے کا سفید پڑتا رنگ

شاہمیر بخوبی دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔ سارم اور حمزہ انکی جانب چلتے ہوئے

آئے۔۔۔۔۔ بی جان اپنے کمرے میں آرام کی غرض سے گئی تھیں وہ باہر ہونے

والے معاملے سے بالکل بے خبر تھیں۔۔۔۔۔ شاہمیر نے اپنے آنسوؤں پونچھے

۔۔۔۔۔ یس مسٹر سارم۔۔۔۔۔ وہ مڑا۔۔۔۔۔ زرینہ پر نظر گئی تو چہرے پر

ناگواری اتر آئی۔۔۔۔۔ لیکن خود کو کمپوز کیا۔۔۔۔۔ اور چلتا ہوا چہرے پر طنزیہ

مسکراہٹ لیے زرینہ کے برابر میں کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ حمزہ کا منہ حیرت سے کھل چکا تھا

جبکہ شاہ نے نظریں زمین پر مرکوز کی ہوئیں تھی۔۔۔۔۔ مسٹر شاہمیر اینڈ مسٹر حمزہ

۔۔۔۔۔ میٹ مائی بیوٹیفل وائف مسز زرینہ عیسیٰ سارم خان۔۔۔۔۔ اسنے

زرینہ کے کمرے کے گرد بازو حائل کیے اور ہر لفظ چبا کر بولا۔۔۔۔۔ جیسے سامنے کھڑے

شخص کو باور کروا رہا ہو۔۔۔۔۔ زرینہ عیسیٰ کی اس حرکت پر حیرت میں ڈوبی وہ جانتی تھی کہ

وہ ایسا بس شاہمیر کو تکلیف دینے کے لیے کر رہا ہے۔۔۔۔۔ کیا وہ سچ میں اتنا ہی برا

تھا۔۔۔۔۔ کہ دوسروں کی تکلیف سے اسے خوشی ملتی تھی۔۔۔۔۔ شاہ نے جب

عیسیٰ جو زرینہ کے ساتھ دیکھا تو آنکھوں کی رگیں ابھری۔۔۔۔۔ غصے سے مٹھی بنا کر ضبط

کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ بہت مبارک ہو آپکو۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا وہ زریںہ اور عیسیٰ پر نفرت بھری نگاہ ڈالتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ تھینکس۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے زور سے بولا تاکہ آواز اس تک پہنچ جائے۔۔۔۔۔ حمزہ کو ابھی بھی صورتحال کچھ سمجھ نہیں آئی تو وہ ایک نگاہ سامنے عیسیٰ کے ساتھ کھڑی زریںہ پر ڈالی جیسے اسے لالچی اور بے وفا کا طعنہ دے رہا ہو۔۔۔۔۔ مبارک ہو مسٹر سارم آپکو۔۔۔۔۔ اور آپکو بھی۔۔۔۔۔ مسز زریںہ۔۔۔۔۔ لہجے میں طنز واضح تھا یہ کہتا ہوا وہ بھی باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ وہ بامشکل اپنے آنسوؤں پر ضبط رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ جبکہ ایک افسوس بھری نگاہ اپنے ساتھ کھڑے شخص پر ڈالی جواب مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ جیسے کوئی میدان فتح کیا ہو۔۔۔۔۔ انکے جاتے ہی اسنے زریںہ کو خود سے دور کیا۔۔۔۔۔ اور اسے کھپتا ہوا کمرے میں لے گیا۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

یاریہ لڑکی تو بہت بڑی دھوکے باز منگلی شادی ٹوٹے مشکل سے تین دن ہوئے ہونگے۔۔۔۔۔ اور شادی کر بھی لی۔۔۔۔۔ وہ بھی کسی عام سے نہیں ملک کے جانے مانے بزنس مین سے۔۔۔۔۔ جسکے ساتھ بزنس کرنے کا سب کا خواب ہے۔۔۔۔۔ بھئی یہ تو بڑی تیز منگلی لالچی کہیں کی۔۔۔۔۔ بیچارہ تو فضول میں اسکے پیچھے پڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ تو تجھے

یہ بوقوف بنا کر چلی گئی۔۔۔۔۔ سہی کہتے ہیں لوگ لڑکیاں تو ہوتی ہی بے وفاں ہیں لاچگی
۔۔۔۔۔ پیسوں پر مرتی ہیں۔۔۔۔۔ حمزہ منہ سے زہر اگلنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔
چپ ہو جا حمزہ اب اگر ایک اور لفظ بھی زرینہ کے خلاف بولا نہ تو گد می سے
زبان کھینچ لونگا۔۔۔۔۔ شاہ نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ سفید چہرہ اب
سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ شاہ یار تو اب بھی۔۔۔۔۔ حمزہ نے بیچارگی سے کہا۔۔۔۔۔
وہ بے وفا نہیں ہے سمجھا تو حالات نے اسے یہاں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔۔۔۔۔ میں اسے اپنا
لونگا بہت جلد۔۔۔۔۔ شاہ نے کہا۔۔۔۔۔ مگر کیسے۔۔۔۔۔ وہ عیسیٰ کے نکاح میں
ہے۔۔۔۔۔ حمزہ نے اسے باور کرایا۔۔۔۔۔ جانتا ہو۔۔۔۔۔ نکاح ختم بھی تو ہوتا
ہے۔۔۔۔۔ شاہ نے کہا تو حمزہ نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔۔۔۔۔ کیا تو
ان دونوں کی طلاق کروائے گا۔۔۔۔۔ حمزہ نے سوال پوچھا۔۔۔۔۔ ہاں اور
ضرورت پڑنے پر کچھ بھی کر۔ گزروں گا۔۔۔۔۔ مگر تو اسے منائے گا کیسے۔۔۔۔۔ اسکا
حلیہ دیکھا تھا تو نے۔۔۔۔۔ وہ وہاں خوش نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ لوگ اس پر
پابندیاں عائد کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں نے زرینہ کی آنکھوں میں ڈر دیکھا ہے۔۔۔۔۔
میں اسے بچا لونگا ان لوگوں سے۔۔۔۔۔

وہ بے وفا ہے تو کیا مت کہو بُرا اُس کو
 کہ جو ہوا سو ہوا خوش رکھے خدا اُس کو
 نظر نہ آئے تو اسکی تلاش میں رہنا
 کہیں ملے تو پلٹ کر نہ دیکھنا اُس کو
 وہ سادہ خوتھا زمانے کے خم سمجھتا کیا
 ہوا کے ساتھ چلا لے اڑی ہوا اُس کو
 وہ اپنے بارے میں کتنا ہے خوش گماں دیکھو
 جب اس کو میں بھی نہ دیکھوں تو دیکھنا اُس کو
 ابھی سے جانا بھی کیا اس کی کم خیالی پر
 ابھی تو اور بہت ہوگا سوچنا اُس کو
 اسے یہ دُھن کہ مجھے کم سے کم ادا اس رکھے
 مری دعا کہ خدا دے یہ حوصلہ اُس کو
 پناہ ڈھونڈ رہی ہے شبِ گرفتارِ دلاں
 کوئی پتا و مرے گھر کا راستا اُس کو
 غزل میں تذکرہ اس کا نہ کر نصیر کہ اب

بھلا چکا وہ تجھے تو بھی بھول جا اُس کو

نصیر ترابی

1973

میں نے تمہیں منع کیا تھا نہ تو تم کیوں آئی ہاں۔۔۔۔۔ سارم نے اسکا بازو دبوا کر کہا۔۔۔۔۔ عیسیٰ چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آنسو صاف تھے۔۔۔۔۔ تم شاہمیر کے ساتھ وہاں کیا کر رہی تھیں ہاں۔۔۔۔۔ وہ چیخنے والے انداز میں بولا۔۔۔۔۔ میں خنچ خود نہیں گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ با مشکل بول پائی۔۔۔۔۔ شاہمیر سے تمہارا جو رشتہ تھا جیسا تھا اب وہ ختم ہو چکا ہے اب تم میری بیوی ہو۔۔۔۔۔ میرے نکاح میں ہو تم۔۔۔۔۔ اگر آئندہ میں نے تمہیں شاہ سے ملتے دیکھا تو تمہارا وہ حشر کرونگا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔ اس نے اسکا بازو جھڑکا۔۔۔۔۔ اسکا بھی صبر کا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔۔ تو آزاد کریں نہ مجھے اس بے نام رشتے سے کیوں باندھ رکھا مجھے اس طرح کھوٹے سے۔۔۔۔۔ جس رشتے کا نہ کوئی مطلب نہ کوئی محبت اور نہ ہی عزت تو یہ رشتہ کیوں کھینچ کر چل رہے ہیں طلاق دے دیں مجھے خود کو بھی اس ازیت سے نجات دیں اور مجھے بھی۔۔۔۔۔ اسنے اپنے دونوں

ہاتھوں کو جوڑا۔۔۔۔۔ آو تو اپنے اس غلیظ عاشق سے مل کر تمہیں طلاق کا بھوت سوار ہو گیا۔۔۔۔۔ اور وہ صبح والا ڈرامہ کیا تھا۔۔۔۔۔ پھر میں تو اپنا صرف فرض نبھا رہی ہوں۔۔۔۔۔ اسے زیرینہ۔۔۔۔۔ سے ایسے ریکشن کی امید تھی۔۔۔۔۔ تبھی وہ غصہ کو ضبط۔ کیے زیرینہ کی نقل اتارتے ہوئے طنز کیا۔۔۔۔۔ جس پر وہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آتی اپنے شوہر کو جس کا کام کرنا تم اپنا فرض سمجھتی ہو۔۔۔۔۔ اس سے اس لہجے میں بات کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ تو کچھ فرض آپ پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ کو میری عزت کوئی خیال نہیں ہے۔۔۔۔۔ اسنے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ جس پر سارم چونک گیا۔۔۔۔۔ میرے ہر کام پر اپنا شوہر ہونا جتا تے ہیں۔۔۔۔۔ مگر میری بات رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ کیا آپ۔۔۔۔۔ میری عزت بھی کوئی چیز ہے عیسیٰ۔۔۔۔۔ میں ایسے برداشت نہیں کروں گی۔۔۔۔۔ اسنے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ جواب پر عیسیٰ کی خاموشی نے اسے اور ہمت دے دی۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ زیرینہ۔ اسکی پشت دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

شاہ تم آئے بھی تو اتنے دیر سے آئے جب وقت اور حالات دونوں ہاتھوں سے پھسل چکے تھے۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دے نہ۔۔۔۔۔ میں نے بہت برا کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔ یا اللہ میری مدد کریں مجھے سیدھی راہ دیکھائیں۔۔۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں۔۔۔۔۔ میں نے اپنے حال کو قبول کر لیا تھا۔۔۔۔۔ سارم کو قبول کر لیا تھا مگر میرا ماضی پھر میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ میں کیا کروں کہاں جاؤ۔۔۔۔۔ عیسیٰ تو مجھ سے نفرت رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ میری عزت بھی نہیں کرتے نا جانے وہ اتنے سنگدل کیوں ہیں۔۔۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔ جب بی جان کی کہی بات اس کے زہن سے ٹکرائی۔۔۔۔۔ ماضی کے حادثات نے اسے ایسا بنا دیا ہے۔۔۔۔۔ وقت آنے پر معلوم ہو جائے گا بی جان نے کہا تھا۔۔۔۔۔ شاید وہ یہی وقت ہو کس سے پوچھوں کہا جاؤں ہاں ہارون بتا سکتا ہے کچھ۔۔۔۔۔ اس سے پوچھتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ اپنے آنسو صاف کیے ہارون کی کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔ دروازہ پہلی دستک پر کھول دیا گیا۔۔۔۔۔ بھابھی آپ۔۔۔۔۔ ہارون نے حیرت سے دیکھا۔۔۔۔۔ ہارون مجھے تم سے بہت ضروری کام ہے۔۔۔۔۔ جی بولیں اسنے زینہ کو اندر بلایا۔۔۔۔۔ اور کہا۔۔۔۔۔ ہارون مجھے ماضی کے بارے میں جانا ہے تمہارے بھائی کے۔۔۔۔۔ کہ ایسا کیا ہوا تھا جو تمہارے بھائی کو

اس حد تک سنگدل بنا گیا کہ اب انہیں کسی کی تکلیف کسی کے درد کا احساس نہیں ہوتا
 ----- زمرینہ نے کہا تو ----- ہارون کے چہرے آئے ----- پریشانی کے
 تاثرات سنجیدگی میں تبدیل ہو گئے ----- بھابھی آئی ایم سوری میں آپکو نہیں بتا سکتا کچھ
 آپکو یہ خود پتا لگانا ہوگا ----- کیونکہ مجھے خود اس بات کا علم نہیں یہ بات صرف بھائی اور بی
 جان کو پتا ہے ----- اور انکی ڈائری کو پتا ہے جس میں لکھا کرتے تھے -----
 وہ ڈائری اگر آپ کو مل جائے تو آپ کو پتا چل جائے گا ----- بغیر کسی تاثر کے کہا گیا
 ----- ایم سوری ----- ڈائری سے اسے شادی کی رات والی بات یاد آگئی
 ----- تو وہ بھاگ کر اپنے کمرے کی جانب آئی ----- ٹیبل پر دیکھنے لگی جہاں وہ
 ڈائری اس دن دیکھی تھی مگر اب وہاں کوئی ڈائری نہیں تھی ----- وہ جانتی تھی کہ بی
 جان اور ہارون سب جانتے ہیں مگر بتا نہیں رہے نا جانے کیوں ----- شاید عیسیٰ کی
 وجہ سے ----- اسنے ڈائری کی تلاش - پورے کمرے میں جاری
 کردی ----- یقیناً اسے کوئی سوراخ مل جائے -----

کہاں چلی گئی وہ ڈائری وہ بڑبڑاتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی دوپہر سے شام ہو چکی تھی ----- مگر اسکی
 تلاش اب بھی جاری تھی ----- یا اللہ میری مدد کریں یہ کہتے ہوئے وہ کھڑی

ہوئی۔۔۔۔۔ اور سامنے الماری کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔۔ یا اللہ اسکی چابی مل جائے کہیں سے وہ دعا کر رہی تھی اور چابی کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔ جب اسکا پاؤں بیڈ سے ٹکرایا تو درد کی وجہ سے وہ زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ وہ پاؤں کی چھوٹی انگلی کو پکڑے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ تو نظر بیڈ کے نیچے رکھی گئی ڈبیا پر گئی۔۔۔۔۔ جو نہایت چھوٹی تھی۔۔۔۔۔ اس نے جھٹ سے وہ ڈبیا اٹھائی جو با آسانی کھل گئی۔۔۔۔۔ سامنے ایک چابی پڑی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔ وہ اپنا درد بھول کر فورن اٹھی اور بھاگ کر الماری کے قریب پہنچی اور چابی سے الماری کھولی۔۔۔۔۔ اور وہاں وہ ڈائری ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔ مل جا۔۔۔۔۔ کہاں چلی گئی آخر۔۔۔۔۔ اس نے سارے کپڑوں ہٹا کر چیک کیا۔۔۔۔۔ مگر وہاں کچھ نہیں تھا اسنے غصے سے سامنے رکھا کوٹ اٹھا کر زمیں پر پھینکا۔۔۔۔۔ کیا مصیبت ہے۔۔۔۔۔ کوفت بھرے لہجے میں بولا گیا۔۔۔۔۔ جب کوٹ میں سے اسنے ایک مخمل کی ڈبیادیکھی تو وہ آگے بڑھی اور کوٹ کی جیبوں کو چیک کرنے لگی۔۔۔۔۔ آخر اسکی محنت رنگ لے آئی وہ ڈائری اسے مل چکی تھی اور ساتھ ایک خوبصورت مخمل کی ڈبیا بھی تھی۔۔۔۔۔ اس نے ڈبیا کو کھول کر دیکھا تو اس میں نہایت ہی خوبصورت اور نازک سی ڈائمنڈ رنگ تھی۔۔۔۔۔ ایک منٹ کو تو وہ اس انگھوٹھی کو تنکتی رہی۔۔۔۔۔ یہ کس کی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ عیسیٰ

یہ کس کے لیے لائے ہونگے۔۔۔۔۔ بی جان کے علاوہ تو یہاں اور کوئی لڑکی نہیں۔۔۔۔۔ وہ سوچوں میں گم تھی تو دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔۔۔ جس پر وہ چونک اٹھی۔۔۔۔۔ کہیں عیسیٰ تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ اسکے گندمی رنگ سفید پڑنے لگا۔۔۔۔۔ اسنے فورن سے کورٹ کو اسکی جگہ رکھا اور الماری بند کر کے چابی وہیں رکھی جہاں سے اٹھائی تھی مگر ڈائری کو اپنے سوئٹیکس میں چھپا لیا جو بی جان نے اسے دیا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ اسکی جگہ سارم کے کمرے میں کہیں نہیں تھی۔۔۔۔۔ اور آرام سے پوچھا گیا کلک کون۔۔۔۔۔ اسنے ہکلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ کھولو دروازہ ہاں سارم موجود تھا تو اسکے منہ سے آتی آواز پھر سے بند ہو گئی۔۔۔۔۔ اب چہرے پر پسینہ آنے لگا۔۔۔۔۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ میں انکی ڈائری میں گھسی ہو تو۔۔۔۔۔ جلدی دروازہ کھولو کیا تماشے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ اب تیز آواز میں بولا گیا۔۔۔۔۔ تو اسنے جھٹکے سے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ کیا کر رہیں تھیں تم ہاں۔۔۔۔۔ اتنی دیر لگی کیوں دروازہ کھولنے میں سامنے کھڑے شخص نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔۔۔۔۔ ووووہ ممم میں۔۔۔۔۔ وہ میں کیا۔۔۔۔۔ ہاں ہکلی ہو کیا بولنا نہیں آتا۔۔۔۔۔ وہ غصے سے چیخا۔۔۔۔۔ وہ میں سو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔ اب یہ آرام چھوڑو اور تیار ہو جاو۔۔۔۔۔ اسنے کہا اور اور الماری کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ کہاں جانا

ہے اس نے عیسیٰ کی جانب دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ میں تمہارے کیے گئے سوالات کے جوابات دینے کا روادار نہیں ہوں۔۔۔۔۔ جو میں نے کہا ہے وہ کرو بس۔۔۔۔۔ پر میرے پاس اچھے کپڑے نہیں ہے سارے گھر کے ہی کپڑے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے نظریں نیچے رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ میں کیا کروں اس نے آئی برو اچکائی۔۔۔۔۔ کوئی بھی کپڑے پہن لو۔۔۔۔۔ وہ یہ بولتا ہوا کپڑے نکال کر واشرم کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ یا اللہ تیرا شکر انہیں معلوم نہیں ہوا۔۔۔۔۔ ورنہ تو میری شامت آجانی تھی۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اسنے سرمئی اور سرخ رنگ کے جوڑے نکالے۔۔۔۔۔ نا جانے کہاں لیکر جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ میرے پاس تو کوئی ڈھنگ کا جوڑا بھی نہیں ہے بس یہ دو ہی ہے ایک سرمئی اور ایک سرخ اب ان دونوں میں سے کونسا پہنو۔۔۔۔۔ اگر کسی کی شادی میں جانا ہے تو شادی کے لحاظ سے تو یہ سہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ ہاں البتہ کسی کے گھر کے لیے مناسب رہیں گے۔۔۔۔۔ ابھی تک وہ اسی کشمکش میں مبتلا تھی جبکہ سارم فریش ہو کر باہر آچکا تھا۔۔۔۔۔ تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کیا پہنو۔۔۔۔۔ اس نے ان دو جوڑوں کی طرف اشارہ کیا جو نہایت ہی سادے تھے۔۔۔۔۔ آپ مجھے بتا دیں تاکہ میں اسی حساب سے پہن لو۔۔۔۔۔ یہ ریڈ مناسب ہے۔۔۔۔۔ اسنے بنا

زیرینہ کی جانب دیکھے کہا تو زیرینہ نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔۔۔۔۔ آج وہ سارم کے پسند کا رنگ پہنے والی تھی۔۔۔۔۔

کمرہ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔ تم میری ہونے سے پہلے کسی اور کی ہو گئی۔۔۔۔۔ میں کتنا برا ہونا اپنی محبت کو پانے سے پہلے کھو دیا۔۔۔۔۔ لیکن بہت جلد تم کو میں آزاد کروالونگا اس عیسیٰ سارم خان سے۔۔۔۔۔ تم صرف میری بنو گی زیرینہ صرف میری۔۔۔۔۔ تم پر صرف میرا حق ہے۔۔۔۔۔ اسنے کہا اور برابر میں رکھا گلاس زمین بوس کیا۔۔۔۔۔

مجھے معاف کر دیں منظور خان کے میں نے عیسیٰ کے کہنے پر آپکے آدمیوں کو گرفتار کیا۔۔۔۔۔ کیا تم اب بھی اس عیسیٰ کے غلام ہو ہاں۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دیں میں آپکے لیے ایک خبر لایا ہوں شاید وہ آپکے کام آجائے۔۔۔۔۔ کیسی خبر۔۔۔۔۔ اگر کوئی فضول بات ہوئی تو یہی تیرے کو زندہ دفن کر دوں گا۔۔۔۔۔ سریہ خبر اس لڑکی کے بارے میں ہے جس سے عیسیٰ کا نکاح ہوا ہے۔۔۔۔۔ کیا سچ میں۔۔۔۔۔ ہاں سر۔۔۔۔۔ آپ میرے ایک دوست شاہمیر فیضان کو جانتے ہیں جسکی حال ہی میں شادی ٹوٹی ہے

اسی کی منگیتر سے کی ہے شادی۔۔۔۔۔ بہت تیز ہے وہ لڑکی۔۔۔۔۔ شادی کے دن
 بھاگ گئی تھی۔۔۔۔۔ اور الزام ڈرا یور پر لگ گیا تھا اغوا کا۔۔۔۔۔ وہ تو قسمت اچھی تھی
 اس ڈرا یور کی جو بچ گیا ورنہ تو لمبی سزا ہوتی اسے۔۔۔۔۔ تو یہ سب مجھے کیوں بتا رہا
 ہے۔۔۔۔۔ اسنے حمزہ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ تبھی یہ بڈھا عیسیٰ سے آگے نہیں بڑھ
 پایا عقل تو نام برابر کی نہیں ہے اس میں حمزہ نے دل میں صلواتیں سنائی۔۔۔۔۔ سر
 ہم اس شاہمیر کے غصے کو عیسیٰ کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ انکی طلاق
 کرانے کے سر پر ہے۔۔۔۔۔ جسکے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے بس اسی غصے اور نفرت کو
 ہم اس عیسیٰ کے خلاف استعمال کرینگے۔۔۔۔۔ حمزہ نے کمیونٹی سے کہا۔۔۔۔۔ ویسے
 داد دینی پڑے گی تیرے کمینے دماغ کی اس نے کہا تو حمزہ نے منہ بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 اپنے دوست کے ساتھ ہی غداری۔۔۔۔۔ منظور خان نے یہ کہہ کر قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔ تو
 حمزہ نے دل میں اسے کوسا۔۔۔۔۔

اسنے سرخ جوڑا پہنا اور حجاب کرنے کے لگی سارم کمرے سے باہر تھا۔۔۔۔۔ اس نے
 کلیجی رنگ کی شرٹ پر بلو جینز پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ میک آپ کے نام پر اسنے بس
 کاجل لگایا تھا آنکھوں میں کیونکہ اسکے پاس میک اپ بھی موجود نہیں تھا۔۔۔۔۔ کاجل تو

اسے بی جان نے دے دیا تھا۔۔۔۔۔ حجاب کے ساتھ اسنے نقاب کیا۔۔۔۔۔ جب
 سارم واپس کمرے میں آیا تو اسے نقاب میں دیکھا۔۔۔۔۔ یہ تم۔۔۔۔۔ نے نقاب
 کب سے شروع کر دیا ہے۔۔۔۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے اسے
 دیکھا۔۔۔۔۔ سارم کی آواز پر اسنے سارم کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ آج
 سے۔۔۔۔۔ اس نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔۔۔ حیرت ہے بھئی چلو اچھی بات ہے
 کہ تم کو بھی کچھ شرم نصیب ہوئی۔۔۔۔۔ اسکی بات میں طنز واضح تھا۔۔۔۔۔ زرینہ نے
 اسکی بات کو انور کر دیا۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ سارم ایسا بس اسے ازیت دینے کے
 لیے بول رہا ہے۔۔۔۔۔ مجھے اچھا لگا تمہیں نقاب میں دیکھ کر عیسیٰ کے منہ سے بے
 اختیار پھسلا۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ اس نے حیرت سے سارم کو دیکھا۔۔۔۔۔ آ
 میرا مطلب ہے چلو دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ یہ کہتا ہوا کیز اٹھا کر باہر کی جانب نکل
 گیا۔۔۔۔۔ جبکہ زرینہ کے چہرے پر بے اختیار مسکان پھیلی۔۔۔۔۔ شاید اسے اچھا لگا
 تھا سارم کا اسے اس طرح سراہنا۔۔۔۔۔

ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ اسنے سارم کی جانب سوال کرتی نگاہوں سے
 دیکھا۔۔۔۔۔ بی جان کی سہیلی کے گھر انہوں نے دعوت کی ہے ہماری۔۔۔۔۔

سارم کا لہجہ نارمل تھا۔۔۔۔۔ تو کیا بی جان ہمارے ساتھ نہیں آئیگی۔۔۔۔۔ اس
 سارم پر ہی نظریں مرکوز کیں۔۔۔۔۔ بی جان پہلے ہی وہاں پہنچ چکی ہیں ہارون کے
 ساتھ۔۔۔۔۔ تمہاری ملاقات ان سے نہیں ہوئی تھی تبھی مجھے بول دیا انہوں نے۔۔۔۔۔
 اس کا رویہ مختلف تھا۔۔۔۔۔ وہ نہایت نرم لہجے میں بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔ شاید
 دوپہر کی گئی باتیں اس پر اثر کر گئی تھی۔۔۔۔۔ یا تو کسی نئے طوفان آنے کی خاموشی
 تھی۔۔۔۔۔ تم صبح بی جان کے ساتھ جا کر کچھ کپڑے لے آنا اپنے ٹھیک ہے
 عیسیٰ کے رویے نے اسے حیرت میں ڈال دیا تھا۔۔۔۔۔ کیا اتنی جلدی اسکی
 باتوں کا اثر اس پر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اگر نہیں تو اچانک سارم کے بدلے ہوئے رویے کی
 وجہ کیا تھی۔۔۔۔۔ جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اس نے جواب دیا۔۔۔۔۔ کیا تھا
 وہ۔۔۔۔۔ زرینہ کی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔۔۔ دوپہر میں تو جانی دشمن تھا اور اب خیال
 رکھنے والا بن گیا۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

ایسے کیا گھوڑ رہی ہوں۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے سوال پر وہ چونکی۔۔۔۔۔ نہیں مجھے سمجھ نہیں
 آرہا کہ آپ اکڑو سے اتنے نرم کیسے بن گئے۔۔۔۔۔ اس اپنا خدشہ ظاہر
 کیا۔۔۔۔۔ اسکی بات پر عیسیٰ کے لبوں پر مسکراہٹ چھو کر گزری۔۔۔۔۔ تم

اسے دکھاوا سمجھو جب تک تم یہاں میرے سر پر مسلط ہو تب تک تمہاری ذمہ داری
میرے پر ہے۔۔۔۔۔ اور میں تمہاری طرح غیر ذمہ دار نہیں ہوں۔۔۔۔۔
اور یہ عزت کی امید تم مجھ سے نہیں رکھنا کیونکہ میں جس سے محبت نہیں کرتا اسکی عزت بھی
نہیں کرتا۔۔۔۔۔ اور مجھے تم سے کبھی محبت ہوگی نہیں تبھی ایسے خیالات اور امیدوں
کو زہن میں آنے سے پہلے دور کر دو۔۔۔۔۔ اسنے بغیر کسی تاثر کے کہا۔۔۔۔۔
زرینہ کو اسکی یہ بات نا جانے کیوں بری لگی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آنسوؤں آنے
لگے۔۔۔۔۔ کاش میں یہ سوال ہی نہ پوچھتی۔۔۔۔۔ اب رو کر اپنا کا بل نہیں پھیلا
دینا۔۔۔۔۔ عیسیٰ کی نظریں سامنے ہی مرکوز تھیں مگر وہ جانتا تھا۔۔۔ کہ زرینہ رو
رہی ہے۔۔۔۔۔ مگر زرینہ نے خاموشی سے اپنے آنسوؤں پونچھ ڈالے۔۔۔۔۔
اور سارا راستہ خاموشی کی نظر ہوا۔۔۔۔۔

کتنّا عجیب ہے وہ شخص آنسوؤں کی وجہ بھی بنتا اور زخم کا مرہم بھی۔۔۔۔۔

اوائے منظور خان تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ کون منظور خان۔۔۔۔۔ شاہ
نے سوال کیا۔۔۔۔۔ ارے وہی عیسیٰ کا جانی دشمن۔۔۔۔۔ وہ چاہتا ہے عیسیٰ کو
راستے سے ہٹانا اور تیرا کام بھی ہو جائے گا۔۔۔۔۔ جب عیسیٰ مرے گا تو زریںہ خود بخود

تیرے پاس آجائے گی۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی زربہ کو تو تیرے پاس ہی آنا ہے عیسیٰ کے بعد وہ کہاں جائے گی۔۔۔۔۔ حمزہ نے اپنا پلان ترتیب دیا۔۔۔۔۔ نہیں یار میں کوئی غلط کام نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ زربہ تو ویسے بھی میرے پاس آجائے گی۔۔۔۔۔ شاہ نے اپنی بات کو رکھا۔۔۔۔۔ جیسے ابھی بڑا وہ تیرے بلانے پر ڈوری چلی آئی۔۔۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے ورنہ اگر عیسیٰ کے لیے اسکے دل میں کوئی جزبات آگئے تو کوئی بھی پھر اسکو عیسیٰ سے دور نہیں کر پائے گا۔۔۔۔۔ اپنی بکواس بند کر ورنہ بولنے کے قابل بھی نہیں چھڑوں گا۔۔۔۔۔ شاہ نے حمزہ کو گریبان سے پکڑا۔۔۔۔۔ کیوں سچ بول رہا ہوں تو تکلیف ہو رہی ہے تجھے۔۔۔۔۔ دیکھا نہیں تھا کیسے وہ اسکے برابر میں کھڑا تھا اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے۔۔۔۔۔ حمزہ اپنا گریبان چھڑا کر بولا۔۔۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے یا تو۔۔۔۔۔ تو نا کام عاشق بن جایا پھر اپنی محبت کو حاصل کرنے کے لیے ہمارا ساتھ دے۔۔۔۔۔؟ حمزہ نے کہا۔۔۔۔۔ تو شاہ کے قدم وہیں رک گئے۔۔۔۔۔ اور کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شاہ بولا۔۔۔۔۔ کب ملنا ہے اس سے۔۔۔۔۔ یہ ہوئی نہ شیر و والی بات۔۔۔۔۔ جب تو کہے جانی۔۔۔۔۔ میں تو کہتا ہوں کل ملاقات کر لیتے ہیں اس سے۔۔۔۔۔ ہممم ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ شاہ نے

مختصر سا جواب دیا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔ جبکہ حمزہ کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔۔۔

وہ لوگ رات کا کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ اچھا بی جان بہت ہو گئی ہے باتوں میں اب ہم چلتے ہیں۔۔۔۔۔ سارم وہاں سے اٹھا۔۔۔۔۔ جو کب سے سب باتوں سے بیزار ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ بیٹا تم نے تو کوئی بات کی ہی نہیں۔۔۔۔۔ جب سے آئے ہو فون میں لگے ہو۔۔۔۔۔ فرخندہ بیگم نے کہا۔۔۔۔۔ جسکے جواب پر وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔ بی جان سمجھ چکی تھی کہ وہ یہاں مزید نہیں رکنا چاہتا۔۔۔۔۔ تبھی انہوں نے ضد نہیں کی۔۔۔۔۔ جاؤ زرینہ بیٹا۔۔۔۔۔ انہوں نے زرینہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ بی جان آپ کب تک آئیں گی آپ بھی ساتھ چلیں۔۔۔۔۔ بیٹا میں ابھی تھوڑی دیر بعد آؤں گی تم لوگ ابھی جاؤ۔۔۔۔۔ زرینہ کے سوال پر انہوں نے جواب دیا۔۔۔۔۔ بی جان میں آپکے ساتھ ہی واپس جاؤں گی آپ چلیں جائے۔۔۔۔۔ زرینہ نے سارم کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ سارم نے غصے سے دانت نیچے۔۔۔۔۔ اور اسے گھورا۔۔۔۔۔ تو زرینہ نے نظروں کا رخ تبدیل کیا۔۔۔۔۔ جیسی مرضی وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ جبکہ زرینہ بی جان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ وہ

جانتی تھی اسکا غصہ سوائے بی جان کے کوئی ٹھنڈا نہیں کر سکتا اگر انکی غیر موجودگی میں اسنے کوئی فضول بات کر دی اور عیسیٰ کو غصہ آگیا تو وہ اسے زندہ منگل لے گا۔۔۔۔۔ تبھی وہ جانے سے انکاری ہوئی۔۔۔۔۔

آج وہ پھر تنہا تھا گھر میں کمرے میں داخل ہوا سگریٹ سلگا کر لبوں سے لگائی۔۔۔۔۔ بنا چیلنج کئے وہ بستر پر بیٹھا۔۔۔۔۔ اور اپنا والٹ نکال کر اس میں سے ایک تصویر نکالی۔۔۔۔۔ وہ بیڈ کے سر اہنے سے ٹیک لگائے تصویر کو تیکنے لگا۔۔۔۔۔ تم پریشان نہ ہو۔۔۔۔۔ یہ دل ابھی بھی تمہارے لیے خالی ہے۔۔۔۔۔ بھلے وہ میرے نکاح میں ہے لیکن میرے دل میں نہ اس کے لیے کوئی عزت ہے نہ کوئی محبت۔۔۔۔۔ وہ چاہتی ہے کہ میں اسکی عزت کروں مگر میں نہیں کرتا۔۔۔۔۔ اور کیوں کروں عزت تو انکی کی جاتی ہے نہ جن سے محبت ہو۔۔۔۔۔ مگر میرے دل میں تمہارے لیے محبت ہے۔۔۔۔۔ وہ تنہائی میں بھی زربینہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔ ورنہ تنہائی میں اسکی سوچوں کی ساتھی ہمیشہ سے سارہ ہی تھی۔۔۔۔۔ مگر ابھی اسے اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو گھڑی ایک کا ہندسہ بجا رہی تھی۔۔۔۔۔ عیسیٰ سوچا تھا۔۔۔۔۔ وہ دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی تاکہ عیسیٰ نیند سے بیزار نہ ہو۔۔۔۔۔ لیکن آج کمرہ روشن تھا وہ چونکی۔۔۔۔۔ کل تو کمرے میں بلا کا اندھیرا کیا ہوا تھا اور آج اتنی روشنی۔۔۔۔۔ عجیب انسان ہے۔۔۔۔۔ نظر سوائے ہوئے عیسیٰ پر گئی تو وہیں ٹھہر گئی۔۔۔۔۔ وہ سوتا ہوا ایک معصوم بچہ کی طرح لگ رہا۔۔۔۔۔ اسنے ڈریس بھی چیخ نہیں کیا تھا اور اپنے جوتے بھی نہیں اتارے تھے۔۔۔۔۔ وہ اسکے پاس گئی اور اسکے جوتے اسکے پاؤں سے جدا کیے۔۔۔۔۔ پھر اسکے پاس گئی۔۔۔۔۔ اور بلیںکٹ سہی سے اوڑھا کر واپس مڑی۔۔۔۔۔ اور پیشانی پر آئے بال جو شاید نیند میں اسے تنگ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے پیچھے کیے۔۔۔۔۔ تو چوڑی پیشانی واضح ہو گئی۔۔۔۔۔ تو سارم نیند میں مسکرایا۔۔۔۔۔ تو گال کا گرٹھا واضح ہوا۔۔۔۔۔ سارم کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر وہ بھی زیر لب مسکرا اٹھی۔۔۔۔۔ اور واپس جانے کے لیے مڑی۔۔۔۔۔ جب نظر سارم کے والٹ پر گئی جو زمین پر گرا ہوا تھا تو اسنے اسے اٹھا کر ٹیبل پر رکھنا چاہا۔۔۔۔۔ نظر اس میں موجود ایک تصویر پر گئی۔۔۔۔۔ تو وہیں ٹھہر گئی۔۔۔۔۔ وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔۔۔۔۔ یہ کون ہے۔۔۔۔۔ اسنے تصویر پر غور کیا۔۔۔۔۔ کہیں یہی تو

وہ لڑکی نہیں جسکی انکھوٹھی عیسیٰ کی الماری سے ملی تھی۔۔۔۔۔ کیا عیسیٰ کی زندگی میں کوئی دوسری عورت ہے۔۔۔۔۔ اسنے بامشکل الفاظ ادا کیے۔۔۔۔۔ دل میں عجیب سا کچھ محسوس ہوا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے بھی نمی اتر آئی۔۔۔۔۔ پر مجھے کیا فرق پڑتا ہے کہ کوئی بھی ہوانکی زندگی میں۔۔۔۔۔ اسنے والٹ ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔۔ اور واپس صوفے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ مگر زہن میں وہی چیزیں گھوم رہی تھی وہی لڑکی۔۔۔۔۔ میں کیوں سوچ رہی ہوں ایسا۔۔۔۔۔ کیا ہو گیا ہے مجھے۔۔۔۔۔ یہ کہتی ہوئی وہ اٹھی اور اپنے چیلنج کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔

واپس آکر وہ سوئیکس کی جانب گئی۔۔۔۔۔ اور اپنا سرخ جوڑا اسنے واپس رکھا۔۔۔۔۔ جب نظر ڈائری پر پڑی۔۔۔۔۔ تو اس نے اٹھا کر پڑھنے کا سوچا۔۔۔۔۔ اور اپنے اس خیال پر عملدرآمد کرتے ہوئے ڈائری نکال کر وہ کمرے سے نکل کر گیسٹ روم کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ اور اپنے روم کی ساری لائٹ آف کر دی۔۔۔۔۔

آج میں نے پہلی بار محبت کے احساس کو محسوس کیا ہے۔۔۔۔۔۔ نہ جانے کیوں اسکا
 چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔۔۔۔۔۔ کیا وہ بہت خوبصورت ہے
 ۔۔۔۔۔۔ ہاں وہ بہت ہی خوبصورت ہے جسکے لیے میں یہ ڈائری لکھ رہا ہوں میں اپنی
 محبت کے سارے احساس اس میں لکھ رہا ہوں تاکہ مستقبل میں جب میں یہ پڑھوں تو مجھے
 تم سے مزید محبت بڑھے۔۔۔۔۔۔ میں جلد تم سے اظہار کروں گا۔۔۔۔۔۔ مجھے اپنی
 زندگی بہت خوبصورت لگتی ہے جب جب میں تمہیں دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم
 تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا نہیں لیکن میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔ تم میری پہلی اور شاید
 آخری محبت ہو۔۔۔۔۔۔ تم مجھ سے بات بھی نہیں کرتی۔۔۔۔۔۔ میں پہلا ایسا عاشق ہو
 جسکو اپنے محبوب کا نام تک نہیں معلوم۔۔۔۔۔۔ میں نے اپنی بیس سالہ زندگی میں
 پہلی بار محبت کی سیڑھی پر قدم رکھا ہے۔۔۔۔۔۔ اس بات کا ذکر میں نے اپنے ڈیٹ سے کیا
 ہے۔۔۔۔۔۔ ڈیٹ بہت خوش ہے میں نے انہیں بتایا ہے کہ وہ میری جو نیر
 ہے۔۔۔۔۔۔ ڈیٹ نے کہا ہے کہ بہت جلد وہ اسے اپنی بہو بنا لائے گے
 ۔۔۔۔۔۔ ڈائری کا پہلا صفحہ ہی اسے حیرت میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے
 محبت کی تھی۔۔۔۔۔۔ وہ زیر لب بڑبڑاتی۔۔۔۔۔۔ کون ہوگی وہ لڑکی۔۔۔۔۔۔ اگلے
 صفحہ اس نے کھولا۔۔۔۔۔۔

کوئی امید نہیں رکھنا۔۔۔۔۔) اس نے ایک سرد سی آہ بھری۔۔۔۔۔ آنکھوں میں نیند واضح تھی۔۔۔۔۔ مگر وہ ڈائری مزید پڑھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ تھک چکی تھی۔۔۔۔۔ دعوت میں پہلے ہی۔۔۔۔۔ تو اس نے ڈائری کو واپس اس جگہ رکھنے کا فیصلہ کیا اور دوبارہ دبے پاؤں سے کمرے کی جانب گئی۔۔۔۔۔ مگر وہاں کوئی پہلے ہی جاگ چکا کمرے میں گردن نکال کر دیکھا تو وہاں سارم بیڈ پر نیم دراز تھا۔۔۔۔۔ اور البم ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ پھر سے وہ شاید تصویر سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کمرے لائٹ کھلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ یا اللہ ابھی تو یہ سو رہے تھے کہیں ان کو پتا تو نہیں چل گیا۔۔۔۔۔ کہ میں۔۔۔۔۔ نے انکی ڈائری لی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ ہاتھ میں لی ہوئی ڈائری پر نظر گئی۔۔۔۔۔ پھر وہ دوبارہ کمرے میں گئی اور ڈائری۔ کو تکیے کے نیچے رکھا۔۔۔۔۔ اور واپس سارم کے روم کی جانب آئی۔۔۔۔۔ اور اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔ مگر سامنے بیٹھے شخص کو اسکی موجودگی کا احساس نہیں ہوا۔۔۔۔۔ وہ چلتی ہوئی صوفے کے پاس آئی۔۔۔۔۔ اور وہاں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ مگر عیسیٰ نے اسے مخاطب نہیں کیا۔۔۔۔۔ ورنہ اس نے سوچا تھا کہ عیسیٰ اسے سہی کی سنائے گا۔۔۔۔۔ مگر اسکی خاموشی سے زربینہ پریشان ہوئی۔۔۔۔۔ لیکن وہ اگنور کیے صوفے پر لیٹ گئی۔۔۔۔۔ کروٹے بدلنے

لگی۔۔۔۔۔ کہیں عیسیٰ کی طبیعت تو خراب نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس کے دل میں ایک خدشہ
 ابھرا۔۔۔۔۔ نہیں طبیعت ٹھیک ہے تبھی تو الہم دیکھنے میں مشغول ہیں۔۔۔۔۔
 اس نے دل کو سمجھایا۔۔۔۔۔ مگر دل کہاں مانتا ہے۔۔۔۔۔ آخر اس نے عیسیٰ کو
 پکارا۔۔۔۔۔ عیسیٰ۔۔۔۔۔ مگر سامنے والے کی طرف سے کوئی جواب نہیں
 آیا۔۔۔۔۔ تو دل میں ڈر آیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ۔۔۔۔۔ اس نے دوبارہ آواز دی
 اب کی بار آواز تھوڑی بلند تھی۔۔۔۔۔ مگر سامنے والے نے کوئی جواب نہیں دیا تو
 صوفے سے جھٹ کھڑی ہوئی آنکھوں میں نمی اور ہونٹ میں کپکا ہٹ واضح
 تھی۔۔۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی عیسیٰ کے قریب پہنچی اور اس کے
 چہرے سے الہم ہٹایا۔۔۔۔۔ تو وہ چونک چکی تھی عیسیٰ بخار میں تپ رہا تھا۔۔۔۔۔
 اس نے الہم کو ساند پر رکھا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ماتھے اور گال پر ہاتھ رکھا تو وہ بری طرح
 تپ رہا تھا۔۔۔۔۔ ٹھنڈے ہاتھ لگنے کی وجہ سے عیسیٰ نے با مشکل آنکھ کھولی سامنے
 اس کی پریشانی والی صورت تھی۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں مجھ سے دور رہوں۔۔۔۔۔ وہ
 با مشکل بول پایا۔۔۔۔۔ کیا آپ کا دماغ جگہ پر ہے آپ بخار میں تپ رہے ہیں اور
 آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ ہاں زہینہ کو تو اس کی اس بات پر غصہ چڑھ
 چکا تھا۔۔۔۔۔ بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں قید کیا۔۔۔۔۔ اور سر پر دوپٹہ لیے ہارون

تھی۔۔۔۔۔ سو جاؤ جا کر میں کہہ رہا ہوں نہ۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ زریںہ نے صاف
 منع کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ مگر کیوں عیسیٰ کو حیرانی ہوئی۔۔۔۔۔ اگر میں سو گئی اور
 آپکو کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی فجر ہونے والی ہے۔۔۔۔۔
 آپکو بھوک لگی ہوگی میں سوپ بنا دیتی ہو۔۔۔۔۔ ایسے تکلف کی ضرورت نہیں میں کوئی بچہ
 نہیں جو اپنا خیال نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔۔ تم سو جاؤ فجر کی نماز کے لیے اٹھا دو ننگا
 تمہیں۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے کہا۔۔۔۔۔ مگر تب تک آپ اکیلے کیوں جا گئیں
 گے۔۔۔۔۔ آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایک تو تم بات نہیں مانتی ہو چپ
 چاپ سو جاؤ سمجھ نہیں آتی بات یہ زیادہ اچھی بیوی بننے کو شش نہیں
 کرو۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے غصے سے کہا تو زریںہ نے اسکا چہرہ دیکھا۔۔۔۔۔ اور پھر
 خاموشی سے سر جھکائے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ آنکھ میں آنسو آ یا۔۔۔۔۔ عیسیٰ
 نے جب اسکی۔۔۔۔۔ جانب دیکھا تو وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔ ابے یا رنا چاہتے ہوئے بھی وہ
 اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔ کیا کہہ کر مخاطب کروں دل میں سوچا۔۔۔۔۔ زریں۔۔۔۔۔
 اسنے کہا۔۔۔۔۔ تو زریںہ نے منہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ وہ
 حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔۔ جب دونوں کی نظروں کا
 ایک دوسرے سے ٹکرائی تو دونوں نے نظروں کا رخ تبدیل کیا۔۔۔۔۔ دل میں عجیب

ہلچل پیدا ہوئی۔۔۔۔۔۔ وہ کیا بولنے آیا تھا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ وہ میری شرٹ
پریس کر دینے مجھے کل میٹنگ میں جانا ہے اسنے بات بنائی۔۔۔۔۔۔ جی ٹھیک ہے
زرمینہ نے بس اتنا کہا۔۔۔۔۔۔ تو وہ کمرے سے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔
زرمینہ کے دل میں عیسیٰ کے لیے جذبات بڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔ بس زرمینہ کے سمجھنے
کی دیر تھی۔۔۔۔۔۔

دل میں جو۔ نئے احساس ہیں
کہیں یہ تیری محبت کا سمندر تو نہیں۔۔۔۔۔

سریہ شاہمیر ہے حمزہ نے تعارف کروایا۔۔۔۔۔ آہ شاہمیر آؤ بھی منظور خان نے
فضول کی ڈرامے بازی کی جو وہاں موجود سب لوگ ہی پہچان گئے۔۔۔۔۔ آپ کام کی
بات کریں۔۔۔۔۔ شاہمیر نے دو ٹوک کہا۔۔۔۔۔ ارے ابھی کریں گے ایک اور
خاص مہمان کو آنے دو۔۔۔۔۔ کیا ہمارے علاوہ یہاں کسی اور نے بھی آنا ہے شاہمیر
نے سوال کیا۔۔۔۔۔ ہاں حمزہ وہ بھی عیسیٰ کا سگا ہے۔۔۔۔۔ اسکے زریعے ہی ہم
عیسیٰ تک پہنچنے میں کامیاب ہونگے۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ شاہ نے مختصر جواب
دیا۔۔۔۔۔ جب تک ہم پلان بنا لیتے ہیں حمزہ نے مشورہ دیا۔۔۔۔۔ نہیں تو جانتا

نہیں ہے کیا تابش کو کیا۔۔۔۔۔ کینہ دماغ پایا ہے اسنے تجھ سے بھی چار قدم آگے۔۔۔۔۔ منظور خان نے قمقہ لگایا۔۔۔۔۔ تو حمزہ نے اسکو دل میں صلو اتیں سنائی۔۔۔۔۔

عیسیٰ کے جانے کے بعد وہ ڈائری دوبارہ لے آئی اور پڑھنے لگی۔۔۔۔۔ میری زندگی کا سب سے یادگار دن ہے آج اس نے ہاں کر دی ہے۔۔۔۔۔ اسکا نام ساحرہ ہے کتنی پیاری ہے وہ اپنے نام کی طرح۔۔۔۔۔ اب بہت جلد میں اس سے اپنی محرم بنالوں گا۔۔۔۔۔ یہ بات اسے تکلیف میں مبتلا کر گئی۔۔۔۔۔ زربینہ کو سمجھ نہیں آیا ایسا کیوں ہوا مگر اسکا کسی اور لڑکی کی تعریف بیان کرنا اسے بے سکون کر گیا۔۔۔۔۔ کیا ایسا ہی ہوتا ہے جب محبت ہوتی ہے۔۔۔۔۔ ایک عورت سب برداشت کر لیتی ہے سوائے کسی تیسرے کی شراکت کے۔۔۔۔۔ یہ چیز عورت کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ اور شاید اسے مار بھی دیتی ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ محبت میں کسی تیسرے شخص کی گنجائش نہیں۔ ہوتی اگر محبت میں کوئی تیسرا فرد آ جائے تو وہ محبت نہیں رہتی۔۔۔۔۔ ڈائری میں صرف اہم اہم ایونٹ لکھے گئے تھے جیسے کوئی اسے بھولنا نہیں چاہتا ہو۔۔۔۔۔ اسنے ڈائری آگے پڑھی۔۔۔

23 ستمبر 2011

آج زندگی میں پہلی بار منظور خان کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔۔۔۔۔ اور غلط کے خلاف
 کھڑا ہونا چاہیے چاہے وہ ہمارے اپنے ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔۔۔ دکھ تو بہت ہو رہا ہے
 اپنے اس چاچو کو جیل میں دیکھ کر۔۔۔۔۔ جو بھی ہوا انہیں اسکی سزا ملی۔۔۔۔۔ آج
 میری شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اور میں اب اپنی زندگی کی واحد
 خوشی۔۔۔۔۔ ساحرہ کو اپنے نام کر لوں گا۔۔۔۔۔ سعدیہ خالہ کے لیے دکھ ہے کہ
 انکے شوہر نے انکے ساتھ اتنا برا کیا۔۔۔۔۔ لیکن میں کبھی ایسا شوہر نہیں بنو
 گا۔۔۔۔۔ میں اسکی ہمیشہ عزت کروں گا۔۔۔۔۔ مجھے وہ مرد بالکل بھی نہیں پسند جو اپنی
 بیوی پر ہاتھ اٹھاتے ہیں یا انسے برا رویہ رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ بیوی تو ہمارے بڑھاپے کی
 ساتھی ہے کوئی انکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا۔۔۔۔۔ یہ بات زریںہ کے دل میں گھر
 کر گئی۔۔۔۔۔ یہ عیسیٰ کون تھا۔۔۔۔۔ جو رشتوں کو سمجھتا تھا۔۔۔۔۔ اور جو عیسیٰ
 ابھی ہے وہ تو ہر جزبات ہر احساس سے خالی ہے۔۔۔۔۔ اسکے لیے بس اپنی ذات
 معنی رکھتی ہے۔۔۔۔۔ اسنے پیچ کو پلٹا۔۔۔۔۔

7 اکتوبر 2011

کل میرا نکاح ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج جو احساس میں محسوس کر رہا ہوں شاید ہی کبھی کیے
ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے کل کا انتظار نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کل وہ میری محرم بنے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
تین سال کا انتظار کل ختم ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے ڈیڈ اور مام اسے لیے اسلام آباد
آئیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کراچی نہیں جاسکتا کیونکہ یہاں منظور خان کا کیس مجھے ہی دیکھنا
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر بہت جلد یہاں سے فارغ ہو کر جب کراچی والے گھر میں وہ میری
بیوی کی حیثیت سے داخل ہوگی یہ منظر بہت ہی حسین ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے بیچ آگے
بڑھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو وہاں تاریخ موجود نہ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس ایک تحریر لکھی گئی
تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے خواب کی تکمیل ہونے سے پہلے مجھ سے سب چھین لیا
گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت زیادہ اچھا ہونے کی قیمت چکانی ہے میں نے آج یہ عیسیٰ انکے ساتھ
ہی چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب صرف سارم زندہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو ہر جزبات سے خالی ہے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس میں کوئی احساس نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور نہ ہی اس میں کسی کے لیے محبت
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے مام ڈیڈ اور میری ساحرہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
زندگی میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نے دوسروں کو انصاف دلانے کی غرض میں خود ظلم کا شکار
ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اکیلا ہو گیا ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا بھائی ہارون کے علاوہ میرا کوئی نہیں بچا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ساحرہ تم میری زندگی بننے سے پہلے ہی چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب یہ ڈائری کی

بھی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ یہ میں نے تمہارے لیے لکھی تھی۔۔۔ مگر اب تم
نہیں۔ تو یہ بھی نہیں۔۔۔۔۔ یہ تنہائی مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے کس سے کہو
اپنے دل کی بات دل چاہتا ہے زور زور سے رو دو کسی کے گلے لگ کر مگر کوئی نہیں جو میرا
درد سمجھے۔۔۔۔۔ کوئی نہیں جواب مجھ سے محبت کرے۔۔۔۔۔ میں اکیلا ہو گیا
۔۔۔۔۔ واپس آ جاؤ میں تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔۔۔ ساحرہ۔۔۔۔۔ باقی
ڈائری کے صفحات پر کچھ نہیں لکھا تھا۔۔۔۔۔ اسے عیسیٰ کا درد تکلیف دینے
لگا۔۔۔ کیا ابھی تک وہ اس تنہائی سے لڑ رہے ہیں۔۔۔۔۔ جوانکے وجود پر گھرے
زخم چھوڑ چکی ہے کیسے ہوا یہ سب کس نے کیا۔۔۔۔۔ اس میں بھی پوری بات نہیں ہے
کیسے پتا لگاؤ کہ عیسیٰ سے سارم بننے پر کس نے مجبور کیا۔۔۔۔۔ کون تھی وہ لڑکی کہاں چلی
گئی آخر وہ۔۔۔۔۔ اسنے ڈائری کو اٹھایا اور واپس الماری میں رکھ کر الماری کو بند کر دیا
۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے لیے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا تھا۔۔۔۔۔ میں آپکو نکالوں
گی اس قرب سے عیسیٰ۔۔۔۔۔ اب میں آپکو سارم سے عیسیٰ بناؤ
گی۔۔۔۔۔ وہ یہ کہتی ہوئی۔۔۔۔۔ نیچے بی جان کے کمرے میں
گئی۔۔۔۔۔ بی جان اندر آ سکتی ہو۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ ہاں آؤ میری
بیچی۔۔۔۔۔ کیسے آنا ہوا۔۔۔۔۔ کل عیسیٰ سے کچھ بات تو نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔

نہیں بی جان میں نے بس ایک سوال پوچھنا تھا۔۔۔۔۔ ہاں پوچھو بیٹا۔۔۔۔۔

بی جان عیسیٰ کی پسند اور ناپسند جانی ہے مجھے۔۔۔۔۔ وہ بی جان کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ارے ضرور مگر یہ خیال کیسے آیا۔۔۔۔۔ بی جان شوہر کی فرمانبرداری سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اچھی بیویاں تو وہیں ہوتی ہے جو شوہر کی فرمانبردار ہیں۔۔۔۔۔ اسنے ساری بات ایک سانس میں بولی تو بی جان مسکرا دی۔۔۔۔۔ مبارک ہو زینہ اللہ نے تمہارے دل میں عیسیٰ کے لیے احساس ڈال دیا ہے۔۔۔۔۔ بی جان بھاپ چکی تھی۔۔۔۔۔ تو کہہ ڈالا جس پر اس نے حیرت سے بی جان کو دیکھا۔۔۔۔۔ مگر جواب میں خاموش رہی۔۔۔۔۔ بیٹا اسے وہ لڑکیاں نہیں پسند جو زبان دراز ہو بد تمیزی کریں اور نہ اسے وہ لڑکیاں پسند ہیں جن میں شرم چھو کر نہ گزرے۔۔۔۔۔ اسے بالکل سیدھی سادی لڑکی پسند ہے۔۔۔۔۔ جیسے کہ۔۔۔۔۔ بی جان کچھ بولنے ہی والی تھیں کہ چپ ہو گئیں۔۔۔۔۔ جیسے کہ کیا بی جان کہیں نہ جیسے کہ ساحرہ۔۔۔۔۔ اس نے بی جان کی بات مکمل کی۔۔۔۔۔ تو بی جان نے بھی اسے دیکھا۔۔۔۔۔ میں جانتی ہو مگر ادھوری بات اور مجھے معلوم ہے وقت آنے پر عیسیٰ مجھے مکمل بات بھی بتائیں گے۔۔۔۔۔ آپ میرے ساتھ چلیں اور مجھے عیسیٰ کی پسند کے کچھ کپڑے دلادیں۔۔۔۔۔ اس نے بی جان سے کہا۔۔۔۔۔

بیٹا میں کیسے جا سکتی ہو تم خود عیسیٰ کے ساتھ کیوں نہیں چلی جاتی۔۔۔ آپکو معلوم ہے وہ مجھے لیکر نہیں جائیں گے اسنے نظریں نیچے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ارے ایسے کیسے نہیں لیکر جائے گا۔۔۔۔۔ تم کال کرو اسے میں بتاتی ہوں اسے۔۔۔۔۔ جی بی جان وہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی چل دی۔۔۔۔۔

کیا تم بھی اسکے دشمن ہو شاہ نے تابش کو دیکھا۔۔۔۔۔ ہاں بس کبھی کبھی اپنے بھی سانپ بن جاتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ کمینگی سے ہنسا اور منظور خان نے اسکا بھرپور ساتھ دیا۔۔۔۔۔ شاہ کو ان لوگوں سے کوفت ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔ اب پلان بتاؤ کیا ہے۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے تو دیکھو۔۔۔۔۔ تم بلاؤ گے زرینہ کو ملنے اور وہاں ہمارے کچھ آدمی آکر اسے اغوا کر لیں گے۔۔۔۔۔ کیا تمہارا دماغ درست ہے یہ کیا بک رہے ہو۔۔۔۔۔ شاہ نے تابش کو دیکھا۔۔۔۔۔ ارے اسے تمہارے گھر ہی رکھا جائے گا۔۔۔۔۔ جب عیسیٰ اسے ڈھونڈتا ہوا۔۔۔۔۔ ہمارے پاس آنے کا تو ہم اسے پکڑ لیں گے۔۔۔۔۔ اور پھر تمہارا کام بھی آسان اور ہمارا بھی۔۔۔۔۔ بس تمہیں اس زرینہ کو قابو میں رکھنا ہے۔۔۔۔۔ تابش نے کہا۔۔۔۔۔ تو شاہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

بی جان اپنے مجھے اس کام کے لیے بلایا تھا۔۔۔۔۔ اس نے بی جان کو دیکھا۔۔۔۔۔
 بیٹا وہ تمہاری بیوی ہے اسکے کچھ حقوق ہے اسکی ادائیگی کرو۔۔۔۔۔
 اب تو وہ تم سے بد تمیزی بھی نہیں کرتی تمہاری ہر بات مانتی ہے۔۔۔۔۔ کیا یہ کافی
 نہیں ہے۔۔۔۔۔ بی جان نے اسے لاجواب کیا۔۔۔۔۔ رات والا منظر آنکھوں کے
 سامنے گھوما۔۔۔۔۔ تو دل بھی بی جان کی باتوں کی طرف داری کرنے لگا
 بھیج دیں اسے میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا وہ باہر کی
 جانب آیا۔۔۔۔۔ بی جان نے اسے پہلے ہی تیار ہونے کا کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ
 عیسیٰ آج بھی موجود تھا مگر پہنا تھا کہیں۔۔۔۔۔ بس اسے تلاش کرنے کی دیر
 تھی۔۔۔۔۔ شاید تنہائیوں نے اسے چھپا لیا تھا کہیں۔۔۔۔۔ وہ آج
 انگریزی رنگ کی قمیض پہنی تھی دوپٹہ اور پاجامہ بھی اسی رنگ کا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ اسے
 لمبی چادر لی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر نقاب موجود تھا۔۔۔۔۔ وہ آئی اور گاڑی میں
 بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ سوری میں نے آپ کو تنگ کیا۔۔۔۔۔ اسنے کہا۔۔۔۔۔ مگر
 سامنے والے شخص نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔۔۔۔۔ سارا راستہ خاموشی کی نظر
 ہوا۔۔۔۔۔

جاؤ تم کرو شوپنگ اس نے کہا تو زینہ نے آنکھیں پھاڑ کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

آپ ساتھ نہیں چلیں گے۔۔۔۔۔ نہیں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ان سب چیزوں میں۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ اگر مگر کچھ نہیں جانا ہے تو جاؤ ورنہ نہ جاؤ۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے حکم صادر کیا۔۔۔۔۔ تو زینہ بھی ضد میں آگئی۔۔۔۔۔

گھر چلیں۔۔۔۔۔ وہ وہیں سیٹ پر دوبارہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ نظریں سامنے شیشے پر مرکوز تھیں۔۔۔۔۔ عیسیٰ کو اسکی یہ بات حیرت میں ڈال گئی۔۔۔۔۔ اسے توقع سے برعکس جواب جو ملا تھا۔۔۔۔۔ کیا تم نے شاپنگ نہیں کرنی۔۔۔۔۔

سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ میں نے آج تک ان کپڑوں کی شوپنگ نہیں کی ہے اس لیے مجھے نہیں معلوم کے اس میں کونسی چیز اچھی ہے۔۔۔۔۔ اگر بنی جان ساتھ آتی تو کبھی آپکی منتیں نہیں کرنی پڑتی۔۔۔۔۔ بھئی کیا مصیبت ہے۔۔۔۔۔ اس نے زیر لب بڑبڑایا۔۔۔۔۔ ہاں مصیبت ہی تو ہوں میں پہلے ماں باپ نے بے گھر کر دیا اور اب جب شادی ہوئی ہے تو شوہر کی دی ہوئی عزت بھی نصیب نہیں ہوئی محبت تو دور کی بات۔۔۔۔۔ آواز میں لرزش واضح تھی۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے دل میں کچھ ہوا تو وہ گاڑی سے نیچے اترا۔۔۔۔۔ اور زینہ کی طرف جا کر دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

اترو۔۔۔۔۔ اب آئندہ اگر میرے ساتھ یہ دھوکہ کیا نہ تو انجام اچھا نہیں ہوگا
 ۔۔۔۔۔ اگلی بار کوئی ایسے نکھرے نہیں اٹھاؤگا۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا۔۔۔۔۔ وہ
 آگے کی جانب بڑھا جبکہ زریں نے چہرے پر آتی مسکراہٹ بامشکل چھپائی۔۔۔۔۔ اور
 سر جھکائے چل دی۔۔۔۔۔

وہ کسی نہ کسی دکان میں چلی جاتی وہ عیسیٰ کے ساتھ ایسے چل رہی تھی جیسے شیر کے ساتھ
 شیرنی چلتی ہو۔۔۔۔۔ مگر عیسیٰ کو تو فون سے فرصت نہیں تھی۔۔۔۔۔ عیسیٰ یہ
 سوٹ دیکھیں اس نے عیسیٰ سے کہا ہاں اچھا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔ اس نے بنا سوٹ کو
 دیکھے کہا۔۔۔۔۔ عیسیٰ ادھر دیکھیں تو سہی۔۔۔۔۔ اس نے عیسیٰ کو اپنی جانب
 متوجہ کرنا چاہا۔۔۔۔۔ یار زریں دیکھو وہ کچھ بولنے ہی والا تھا کہ نظر سامنے آتے شاہ
 اور حمزہ پر پڑی۔۔۔۔۔ شاہ کی نظر بھی وہیں گئی جہاں عیسیٰ اور زریں کھڑے
 تھے۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اسکے ہاتھ سے ڈریس لیا اور زریں کے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔
 تم پر تو ہر ڈریس سوٹ کرتا ہے۔۔۔۔۔ یہ دیکھو یہ والا کتنا اچھا ہے۔۔۔۔۔ اسنے ایک
 سوٹ نکال کر زریں کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔ وہ حیران تھی آخر عیسیٰ کو ہوا کیا
 ہے۔۔۔۔۔ جبکہ شاہ کے چہرے کے تاثرات بدلے چہرہ غصے سے لال

ہو گیا۔۔۔۔۔ حمزہ نے بھی اسکی نظروں کا تعاقب کیا۔۔۔۔۔ اب حمزہ کی
نظریں بھی ان پر تھیں۔۔۔۔۔ اب عیسیٰ نے وہاں سے کچھ سوٹ لیے اور اسکا ہاتھ اپنے
ہاتھ میں لیے ایسے اداکاری کر رہا تھا جیسے اس نے حمزہ اور شاہ کو نہیں دیکھا اور وہ لوگ ایک
پپی میرڈ کل ہوں۔۔۔۔۔ جبکہ زرینہ اب بھی حیران تھی۔۔۔۔۔ شاہ بھی غصے
سے چلتا انکے قریب آیا۔۔۔۔۔ تم نے تو شوپنگ کی ہی نہیں ہے تم یہ والا سوٹ دیکھو
۔۔۔۔۔ ویسے بھی سرخ رنگ تم پر خوب چتا ہے شاہ نے اسکی یہ بات سنی تو غصے سے
تیوری اور چڑھ گئی۔۔۔۔۔ ایکس کیوز میں۔۔۔۔۔ مسٹر سارم خان۔۔۔۔۔ شاہ
نے کہا تو وہ پیچھے مڑا اور ساتھ زرینہ بھی مڑی۔۔۔۔۔ اب زرینہ کو عیسیٰ کی مہربانیاں
کیوں ہو رہی تھی سمجھ آئی۔۔۔۔۔ اووو مسٹر شاہ میر آپ یہاں خیریت
۔۔۔۔۔ ایکٹنگ کے سارے ریکارڈ ٹوڑے گئے عیسیٰ کی جانب سے۔۔۔۔۔
اور زرینہ نے اب ایک نظر بھی شاہ کی جانب نہ دیکھا۔۔۔۔۔ بس ایک اہم میٹنگ کے
سلسلے میں یہاں آیا تھا تو سوچا کچھ سامان لینا ہے ضروری وہ لے لوں۔۔۔۔۔ ہاں میں
بھی شوپنگ کے لیے آیا تھا۔۔۔۔۔ آپکی بہن کو کچھ کپڑے خریدنے تھے۔۔۔۔۔
عیسیٰ نے بہن لفظ پر زور دیا۔۔۔۔۔ تو شاہ میر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر
آئے۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک انجوائے کریں آپ اپنی شوپنگ۔۔۔۔۔ شکریہ سالے

صاحب۔۔۔۔۔ دراصل تم۔ میری بیگم کے ماموں زاد بھائی ہو تو میرے سالے
 ہوئے نہ۔۔۔۔۔ سارم نے ایک موقع نہیں چھوڑا شاہ کو تپ چڑھانے
 کا۔۔۔۔۔ جس پر شاہ نے زبردستی کی مسکان انکی جانب اچھالی جبکہ زرینہ عیسیٰ کو
 ایسے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی اسے یاد کر رہی ہو۔۔۔۔۔ بنا پلک جھپکائے
 ۔۔۔۔۔ جو شاہمیر نے صاف محسوس کیا۔۔۔۔۔ اور وہاں سے چلا
 گیا۔۔۔۔۔ حمزہ ٹھیک کہتا ہے اس سے پہلے زرینہ کے دل کوئی جزبات پیدا ہو مجھے
 ان کو دور کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ اسنے ایک نظر اٹھا کر مجھے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ جبکہ
 اس عیسیٰ کو وہ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اپنی آنکھیں سیراب کر رہی ہو
 ۔۔۔۔۔ شاہ نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔ ابلے ہوا کیا ہے۔۔۔۔۔ حمزہ
 اسکے پیچھے آنے لگا۔۔۔۔۔ اس تابش کو بول پلان پر جلد از جلد عمل کرے
 ۔۔۔۔۔ میں مزید برداشت نہیں کر سکتا اس عیسیٰ کو یہ بول کروہ گاڑی میں بیٹھا اور
 وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ جبکہ حمزہ اسکی گاڑی کو ابھی بھی تک رہا تھا۔۔۔۔۔ ہیلو
 تیر سیدھا نشانے پر لگا ہے۔۔۔۔۔ اور آج اس زرینہ کی ملاقات نے اس تیر کو مکمل کر دیا
 ہے۔۔۔۔۔ اب بس تماشا دیکھنا ہے۔۔۔۔۔

یہ کیا حرکت تھی آپکی۔۔۔۔۔ زرینہ نے عیسیٰ کی جانب دیکھا جواب فون میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ کونسی حرکت اسکی ڈھٹائی پر تو زرینہ کو اور تپ چڑھی۔۔۔۔۔ آپکویہ اچھا والا شوہر بننا صرف شاہ کے سامنے یاد آتا ہے۔۔۔۔۔ اس نے چڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ آئندہ اسے شاہ نہیں بولنا۔۔۔۔۔ اسنے اسکا بازو پکڑ کر

کہا۔۔۔۔۔ شاہمیر بھائی۔۔۔۔۔ یہ الفاظ یاد رکھنا بھائی پر زور دیا
گیا۔۔۔۔۔ اسکی اس بات پر اسے یہ بات سمجھ آ گئی کہ عیسیٰ شاہمیر کی موجودگی میں
ایسا کیوں کرتا ہے۔۔۔۔۔ جی ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔۔۔۔۔ اسنے اسکی
بات پر رضامندی ظاہر کی۔۔۔۔۔ تو اسنے بھی بازو چھوڑا اور آگے کی جانب بڑھ
گیا۔۔۔۔۔ یعنی عیسیٰ کو جلیسی ہوتی ہے شاہ سے آئی مین شاہمیر بھائی سے۔۔۔۔۔
اس نے دل میں سوچا اور مسکرا دی۔۔۔۔۔ کیا وہ خود غرض ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کیا شاہ
کی محبت نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ اسکا ٹپنا اسے نہیں دکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ یا پھر وہ دیکھنا
نہیں چاہتی تھی محبت انسان کو خود غرض بنا دیتی ہے کیا۔۔۔۔۔ یا یہ عیسیٰ کی محبت تھی جو
اسے اندھا کیے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ جس سے وہ اب بھی بے خبر

تھی۔۔۔۔۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ آہستہ آہستہ وہ عیسیٰ کی محبت میں اسیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ کیا وہ اب بھی عیسیٰ سے محبت رکھ رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ بھی تو

شاہ کے ساتھ وہی کر رہی ہے جو سارہ نے عیسیٰ کے ساتھ کیا تھا۔۔۔۔۔ کیا شاہ ٹوٹ کر نہیں بکھرے گا۔۔۔۔۔ کیا وہ تنہائی کا شکار نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ کیا اسکا دل کرچی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ مگر زرینہ کو خبر کس کی تھی۔۔۔۔۔

زرینہ تو اپنے سر کے سائیں کے رنگ میں رنگنے کو تیار تھی۔۔۔۔۔

رنگنے لگی ہو تیرے رنگ میں کچھ اس طرح۔۔۔۔۔

صنم۔۔۔۔۔

لوگ خود غرض بھی بولیں تو خوشی ملتی ہے۔۔۔۔۔

وہ جو محبت زرینہ کو عیسیٰ کی جانب کھینچ رہی تھی وہ اور کوئی نہیں نکاح کے بعد والی محبت ہے جو اللہ دونوں میاں بیوی کے درمیان پیدا کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور بے شک محبت تو اللہ ہی ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے۔۔۔۔۔ جسکو پھر سوائے اللہ کے کوئی بھی نہیں نکال سکتا۔۔۔۔۔ یونہی تو نہیں ہم اپنی پوری زندگی ایک شخص کے نام کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔ کچھ تو کشش ہے اس رشتے میں جو۔۔۔۔۔ روح کو بھی ساتھ جوڑ دیتی ہے۔۔۔۔۔ تبھی میں کہتی ہوں اصل محبت نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ محبت پاکیزہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔ تبھی تو میرے رب نے کہا ہے جس لڑکی کو پسند کرتے ہو اس سے نکاح کر لو۔۔۔۔۔ تاکہ تمہاری محبت پاکیزہ ہو۔۔۔۔۔ نہ کہ

غلاظت کا ڈھیر۔۔۔۔۔ تاکہ تمہارا رشتہ تمہاری طاقت بنے ناکہ کمزوری
 ۔۔۔۔۔ نکاح عام کرو۔۔۔۔۔ تاکہ گناہوں سے بچ سکو۔۔۔۔۔ نبی کی
 سنت ہے نکاح تو۔۔۔۔۔ اس پر عمل کرو۔۔۔۔۔ پارکوں میں لیکر جانے کی بجائے اپنی
 محبت کو عمرے پر لیکر جاؤ محرم بنا کر۔۔۔۔۔

کپڑے تو بہت پیارے لیے ہے تم نے۔۔۔۔۔ بی جان نے کہا۔۔۔۔۔ جی
 سارے کپڑے عیسیٰ کی پسند کے ہیں اور آپ کو پتا ہے یہ سرخ رنگ کا جوڑا عیسیٰ نے مجھے
 خود دلایا ہے۔۔۔۔۔ اسنے چمکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ کیا سچ میں اسنے پسند کیے ہیں
 کپڑے بی جان حیران ہوئی۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ زرینہ نے مختصر سا جواب
 دیا۔۔۔۔۔ اللہ نظر بد سے بچائے تم دونوں کو۔۔۔۔۔ آمین زرینہ کہ منہ سے
 بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔ اسنے وہاں ہونے والی ساری کارروائی بی جان کو بتائی
 تھی۔۔۔۔۔ تو بی جان اور وہ دونوں ہنسنے لگے۔۔۔۔۔ آج پہلی بار اسنے اپنے دل میں
 ایک کیفیت محسوس کی۔۔۔۔۔ جو شاید پہلے کبھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ اسے عیسیٰ کے متعلق
 باتیں کرنا اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔ اسکے بارے میں سوچنا چہرے پر مسکراہٹ کا باعث
 بنتا۔۔۔۔۔ آج کل عیسیٰ کے بارے میں سوچنا اسکا بہترین مشغلہ تھا۔۔۔۔۔

رگ رگ وہ سما یا میرے۔۔۔۔۔

دل پر وہ چھایا میرے۔۔۔۔۔

مجھ میں وہ ایسے جیسے جان۔۔۔۔۔

دن تیزی سے گزرتے گئے۔۔۔۔۔ عیسیٰ کا رویہ ابھی بھی کچھ نہیں بدلہ

تھا۔۔۔۔۔ ہارون لندن دوبارہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ اب گھر میں خاموشی ہی
تھی۔۔۔۔۔

زیریں بی جان کے کمرے سے باہر آئی۔۔۔۔۔ رات کے نو بج رہے

تھے۔۔۔۔۔ وہ گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ ثمرہ یانی دو۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ

صوفے پر بیٹھا۔۔۔۔۔ مگر ثمرہ کی بجائے آج زرینہ پانی لیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اس نے خاموشی سے پانی کا گلاس لیا اور ایک سانس میں پورا پی لیا۔۔۔۔۔ تو وہ زمین

پر بیٹھی اور اسکے جوتے اتارنے لگی۔۔۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہو تم عیسیٰ نے فوراً سے

پاؤں ہٹائے۔۔۔۔۔ آکپے شووز اتار رہی ہوں۔۔۔۔۔ اسنے اپنی بات

رکھی۔۔۔۔۔ کیا تمہارا دماغ جگہ پر ہے یہ کام میں خود بھی کر سکتا ہوں آئندہ یہ مت کرنا

----- لہجہ کسی بھی جزبات سے عاری تھا۔۔۔۔۔ مگر مجھے اچھا لگتا ہے آپ کے

تھا۔۔۔۔۔ شاید دونوں کے پاس الفاظوں کی کمی تھی۔۔۔۔۔ زریں یہ
رشتہ بس ایک سمجھوتہ ہے۔۔۔۔۔ اس میں محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ میں جب تک
برداشت کر رہا ہوں تب تک یہ رشتہ ہے میں نہیں جانتا میری برداشت کہاں تک میرا
ساتھ دیگی۔۔۔۔۔ میں نے یہ نکاح صرف بی جان کے کہنے پر کیا ہے۔۔۔۔۔
لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم کسی قسم کی امید باندھو مجھ سے۔۔۔۔۔ میں بہت برا ہوزریں
میرادل کے مقام پر پہلے ہی کوئی قابض ہے وہ مقام میں کسی کو نہیں دے
سکتا۔۔۔۔۔ میری پہلی اور آخری محبت میں کرچکا ہوں کسی سے۔۔۔۔۔
اور شاید مجھے اب دوبارہ محبت نہ ہو کسی سے۔۔۔۔۔ بہت جلد اس رشتے سے
آزادی مل جائے گی تمہیں۔۔۔۔۔ اور میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا
اپنی یہ دولت میں تمہارے نام لکھ دوں گا۔۔۔۔۔ علیحدگی کے بعد
تم جس سے چاہو شادی کرو جہاں مرضی چاہے جاو۔۔۔۔۔ میں تمہیں نہیں روکوں
گا۔۔۔۔۔ نظریں اب زمین پر تھیں۔۔۔۔۔ عیسیٰ کی یہ باتیں اسے تیر کی
طرح لگیں۔۔۔۔۔ اور آزادی والی بات پر تو اسکے جسم نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا
کیا رشتے آپکے لیے مزاق ہیں ہاں۔۔۔۔۔ کہ جب دل چاہا
نکاح کیا اور جب دل چاہا زندگی سے نکال دیا۔۔۔۔۔ کیا آپکور شتے مزاق لگتے

ہیں۔۔۔۔۔ کیا آپ ان رشتوں میں موجود کشش کو نہیں پہچان سکتے۔۔۔۔۔
 وہ۔ غصے میں ناجانے کیا بول رہی تھی۔۔۔۔۔ اگر آپ کو طلاق ہی دینی ہے تو کیوں اپنا
 عادی بنا رہے ہیں مجھے۔۔۔۔۔ کیوں اس رشتے سے باندھ رکھے
 ہیں۔۔۔۔۔ کیا آپ اس ساحرہ کی جانے کی سزا اپنے سے جڑے ہر شخص کو
 دینگے۔۔۔۔۔ ساحرہ کے نام پر عیسیٰ کے اوسان خطا ہوئے۔۔۔۔۔ تم اسے
 کیسے جانتی عیسیٰ نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔۔۔۔ جانتی ہوں میں سب جانتی
 ہوں۔۔۔۔۔ میں ہی پاگل تھی جو آپ کو ماضی کی یادوں سے نکالنے کے لیے پاگل
 ہو رہی تھی آپ جیسا شخص تو اپنے ماضی سے باہر آنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ میری بلا
 سے کچھ بھی کریں آپ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ جبکہ سارم
 وہیں بت بنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

بول تو آئی تھی نہ جانے کیا کیا مگر اب خوف ہو رہا تھا کہ عیسیٰ کیسار د عمل ظاہر کرے
 گا۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں ادھر ادھر ٹھل رہی تھی۔۔۔۔۔ مجھے انہیں انکے ماضی
 کا طعنہ نہیں دینا چاہیے تھا وہ بیڑ پر بیٹھی۔۔۔۔۔ اب کیا کروں۔۔۔۔۔ اگر
 انہوں نے کچھ غلط کیا تو۔۔۔۔۔ کہیں وہ اپنے آپ کو نقصان نہ پہنچالیں۔۔۔۔۔

یہ سوچ کر دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں انہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی یہ بول کر وہ کھڑی ہوئی مگر اگر انہوں نے مجھے ڈانٹا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں میں کیسے جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تبھی کہتے ہیں غصے کے وقت خاموشی بہتر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الفاظ انسان کو کتنی مشکل میں پھنسا دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یا اللہ میری مدد کریں اسنے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو دل کے خیال پر رضا مندی ظاہر کرتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پیر چلنے سے انکاری ہو رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر پھر بھی قدم گھسیٹتے ہوئے وہ کمرے کی جانب پہنچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سنا کر تو وہ بہت کچھ آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا عیسیٰ اسے معاف کرے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بھی تو یہی چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر عیسیٰ سے طلاق کی بات اسے تکلیف میں کیوں ڈال گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب اس پگلی کو کون سمجھاتا کہ وہ تو اپنے سر کے سائیں کے رنگ میں رنگ چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دروازے پر دستک کیے بغیر کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ زمین کے ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ کی نظر اس پر پڑی تو وہیں ٹھہر گئی کیا وہ رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا مرد بھی روتے ہیں دل میں ایک سوال آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے کبھی کسی مرد کو اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چلتی ہوئی اسکے پاس آئی تو عیسیٰ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

[illegible]

بولی۔۔۔۔۔ کیوں میری زندگی پر مسلط ہو گئی ہے نہ جیلنے دیتی ہونہ

مرنے۔۔۔۔۔ وہ چیخا۔۔۔۔۔ آپ مسلط ہو گئے ہیں بلکہ حاوی ہو گئے ہیں مجھ

پر۔۔۔۔۔ کیوں آپ کی تکلیف مجھے تکلیف دیتی ہے کیوں میں آپ کے ان رویوں کے بعد

بھی آپکے ہر حکم کی تعمیل کرتی ہوں۔۔۔۔۔ یہ کیا کیفیت ہے جو مجھ پر طاری ہوئی

ہے۔۔۔۔۔ جو صرف آپ کا نام پکارتی ہے۔۔۔۔۔ کیا اسے محبت کہتے ہیں

----- اگر ہاں تو میں آپ سے محبت کر بیٹھی ہوں عیسیٰ۔۔۔۔۔ نہیں جی سکتی

آپ کے بغیر آپ کی پسند اور ناپسند مجھے اپنی خواہش سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔۔۔ آپ کی کسی ہر بار

بات میرے ہر فیصلے سے اُپر ہے۔۔۔۔۔ میں پہلی ایسی لڑکی ہوں جو اپنی محبت ایک

ایسے شخص پر ضائع کر رہی ہے جسکے میرے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا

----- وہ اپنی بات کہہ چکی تھی اب وہ عیسیٰ کے قدموں میں بیٹھی ہوئی تھی اور

آنسوؤں بہا رہی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ عیسیٰ کو اس اچانک اظہار محبت پر دھچکا لگا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا کوئی تھا جو اس سے اتنی محبت رکھتا تھا تو اسے معلوم کیسے نہیں ہوا

کیا وہ زرینہ کی آنکھوں کی محبت پڑھ نہیں پایا۔۔۔۔۔۔ وہ کیا کرتا آیا تھا۔۔۔۔۔۔

زیریں کی محبت کو وہ ڈرامے کا نام دیتا آیا تھا۔۔۔۔۔ کیا محبت اتنی جلدی ہو جاتی

ہے۔۔۔۔۔ مگر کیسے۔۔۔۔۔ ابھی تو کچھ دن ہی ہوئے تھے ان کے نکاح کو یہ کیا

ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیا وہ سچ میں محبت کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔ بہت سے سوال عیسیٰ
 کے ذہن میں گھومنے لگے۔۔۔۔۔ مگر ان سب سوالوں کے جواب ابھی اسنے تلاش
 تھے تبھی وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔
 وہ جسکی یاد ہے ساتھ پل پل میرے۔۔۔۔۔
 سوچتا ہو وہ مجھے بھی ضروری تو نہیں۔۔۔۔۔

دو دن۔۔۔۔۔ پہلے۔۔۔۔۔

شاہ سے کہو جلدی نہ کرے کچھ وقت چاہیے اس پلان کو کامیاب کرنے کے
 لیے۔۔۔۔۔ سامنے سے آتی آواز تابش کی تھی۔۔۔۔۔ وہ مجنود یوانے ہو رہے
 ہیں اپنی معشوقہ کے لیے۔۔۔۔۔ حمزہ نے کوفت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔
 اس سے کہو صبر رکھے۔۔۔۔۔ وقت آنے پر سب ٹھیک ہوگا۔۔۔۔۔ ابھی زرينہ کو
 پہلے ملاقات کے بلاؤ۔۔۔۔۔ شاہ سے کہو۔۔۔۔۔ تابش نے کہا۔۔۔۔۔ یہ ممکن
 کیسے ہوگا اسکے پاس تو کوئی فون بھی نہیں ہے اور نہ ہی وہ گھر سے باہر نکلتی
 ہے۔۔۔۔۔ حمزہ نے کہا۔۔۔۔۔ اسکی فکر تم مت کرو میں کچھ انتظام کرتا
 ہوں۔۔۔۔۔ اسنے یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔۔

دو دن پہلے۔۔۔۔۔

اسلام علیکم بجا بھی۔۔۔۔۔ وہ باغیچے میں ٹہل رہی تھی جب تابش نے آواز

دی۔۔۔۔۔ جی آپ کون۔۔۔۔۔ زرینہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

۔۔۔۔۔ بجا بھی میں عیسیٰ کا خالہ زاد بھائی ہوں۔۔۔۔۔ آؤ اچھا۔۔۔۔۔

چہرہ انقباض سے چھپا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور نظریں نیچے تھیں۔۔۔۔۔ کوئی کام

۔۔۔۔۔ اس نے دو ٹوک بات کی۔۔۔۔۔ وہ بجا بھی آپ سے کوئی ملنے آیا ہے

آپکے گھر سے۔۔۔۔۔ تابش نے کہا۔۔۔۔۔ میرے گھر سے اسکے لہجے میں حیرت

واضح تھی۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔ اور کون آیا ہے۔۔۔۔۔ اسنے سوال کیا

۔۔۔۔۔ وہ ادھر ہیں آپ جا کر مل لیں۔۔۔۔۔ تابش نے شرافت کی حدیں عبور کیں

۔۔۔۔۔ تو وہ بھی اسکی باتوں میں آگئی۔۔۔۔۔ شاید ڈیڈ آئے ہوں ملنے دل میں ایک

بات آئی وہ تابش کی بتائی ہوئی جگہ باغیچے کے پچھلے حصے کی جانب پہنچی جہاں شاہ کھڑا

تھا۔۔۔۔۔ شاہ کو دیکھ کر قدم وہیں ٹھہر گئے۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ اسے

دیکھ کر وہ واپس جانے لگی۔۔۔۔۔ زریں رو کو تو سہی۔۔۔۔۔ شاہ نے بیچارگی

سے کہا۔۔۔۔۔ قدم رکے۔۔۔۔۔ زریں نہیں زرینہ کہیں۔۔۔۔۔

[illegible]

کر دیا۔۔۔۔۔ کیوں تم اتنی بے رخی اختیار کیے ہوئے ہو۔۔۔۔۔ شکل

رونے والی ہوئی۔۔۔۔۔ آپ کا مجھ سے اب کوئی تعلق نہیں ہے شاہ۔۔۔۔۔

اسنے کہا پھر عیسیٰ کی کہی بات دل میں آئی۔۔۔۔۔ شاہ میر بھائی۔۔۔۔۔

اسنے وہ الفاظ منہ سے ادا کیے۔۔۔۔۔ شاہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر

آئے۔۔۔۔۔ کیا کہا تم نے زرینہ۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ شاہ با مشکل بول

[illegible]

باقی نہیں اب آپ سے میرا صرف ایک ہی رشتہ ہے اور وہ وہ ماموں زاد بھائی کا

..... اگر آپ اس حیثیت سے گھر میں آتے ہیں تو موسٹ ویلکم۔۔۔۔۔ ورنہ آئندہ

[illegible]

زیرینہ کی کس بات کی تمزا دے رہی ہو مجھے ہاں شاہ نے اسکا بازو پکڑا۔۔۔۔۔ تو اسنے

غصے سے شاہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ یہ تمہیں اس عیسیٰ نے پٹی پڑھائی ہیں نہ میں دیکھ

لوں گا اس عیسیٰ کو بلکہ اسکی جان نکال لوں گا۔۔۔۔۔ کوئی بھی تمہیں مجھ جدا نہیں کر

سکتا۔۔۔۔۔جان سے مار دوں گا اس عیسیٰ کو۔۔۔۔۔ یہ بات زرینہ کو تیش دلا

گئی اسنے اپنا بازو شاہ سے چھڑوایا اور ایک زنا ٹے دار تھمڑ اسکے گال پر رسید

کیا۔۔۔۔۔ پہلی بات عیسیٰ میرے شوہر ہیں انکے خلاف میں کوئی بھی فضول بات برداشت نہیں کروگی اور دوسری بات اگر آئندہ مجھے ہاتھ بھی لگایا تو یہ ہاتھ توڑ دوں گی۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر وہ جانے لگی۔۔۔۔۔ مگر پھر یک دم رکی اور دوبارہ شاہ کے پاس آئی اور ہاں اگر عیسیٰ کو ہاتھ بھی لگایا نہ تو جان سے مار دوں گی تمہیں سمجھے۔۔۔۔۔ اور خود بھی مر جاؤ گی۔۔۔۔۔ عیسیٰ جیسے بھی ہیں میرے شوہر ہے میرے دل میں اب ان کی ہی محبت ہے۔۔۔۔۔ اب یہ نظریں بھی انکی پابند ہیں۔۔۔۔۔ جو انکے علاوہ اب کسی پر نہیں ٹھہرتی۔۔۔۔۔ کیا آپ مجھ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ میں اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے کوئی حرام رشتہ بناؤ اور ملاقاتیں کروں۔۔۔۔۔ میرے دل اور دماغ اب عیسیٰ کی محبت کے اسیر ہیں۔۔۔۔۔ جو زرینہ آپ سے محبت کرتی تھی۔۔۔۔۔ وہ زرینہ اشفاق احمد تھی۔۔۔۔۔ اور یہ زرینہ عیسیٰ سارم خان ہے جو صرف اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔ وہ ہر لفظ زور دے کر بولی جیسے سامنے کھڑے شخص کو باور کروا رہی ہو۔۔۔۔۔ یہ جو تم نے ڈرامہ لگا رکھا ہے نہ بہت جلد تم پچھتاؤ گی اپنے اس تھپڑ پر۔۔۔۔۔ تم نے آج تک شاہمیر کی محبت دیکھی اب تم نفرت دیکھو گی میری وہ یہ کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔ جبکہ زرینہ کا دل عیسیٰ کی جانب سے پریشان ہوا۔۔۔۔۔ جو

اچھی لڑکیاں ہوتی ہیں وہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی سے محبت نہیں کرتی۔۔۔۔۔ پھر
سامنے کھڑا شخص کسی ملک کا شہزادہ ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔

فجر کی نماز کے لیے کھڑی ہوئی تو آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔۔

یا اللہ عیسیٰ کے دل میں بھی احساس ڈال دے میرے لیے مجھے ان کی بے رخی برداشت
نہیں ہوتی میں کیا کروں۔۔۔۔۔۔ اس کے دل میری طرف سے نرم کر دیں

۔۔۔۔۔۔ اسکو پہلے جیسا عیسیٰ بنا دیں وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اور شاید پیچھے کوئی
کھڑا اسکی یہ باتیں سن رہا تھا جو وہ اپنے اللہ سے کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ وہ نماز پڑھ کر
فارغ ہوئی تو وہ جو کسی کام سے کمرے میں آیا تھا واپس باہر چلا گیا۔۔۔۔۔۔ زرینہ
اسکی موجودگی کا احساس نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا میں اتنا برا ہوں۔۔۔۔۔ کیا زینہ کی تکلیف کی وجہ میں ہوں۔۔۔۔۔ میں
ایک کے کیے کی سزا سب کو کیوں دے رہا ہوں۔۔۔۔۔ کیا مجھے اسے عزت نہیں
دینی چاہیے۔۔۔۔۔ یہ میرے دل میں بھی اسکے لیے ہمدردی ہے۔۔۔۔۔ یا
کچھ اور۔۔۔۔۔ نہیں محبت کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ یہ کونسی کشش ہے جو

[illegible]

اظہارِ زریں سے کر سکے۔۔۔۔۔ کیا نکاح میں اتنی طاقت ہے جو انجان دلوں کو
اس طرح محبت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ مگر ہر کوئی اس کشش کو نہیں سمجھ
پاتا اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنی گھر اجاڑ دیتا ہے۔۔۔۔۔

بھابھی۔۔۔۔۔ تابلش کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ وہ جو نماز سے فارغ ہو کر بیٹھی
تھی اچانک اسکی آمد نے اسے چونکا دیا۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے تابلش اور یہ کیا طریقہ ہے
کسی کے کمرے میں داخل ہونے کا۔۔۔۔۔ اسنے کہا۔۔۔۔۔ اور دوپٹہ چہرے پر
اور سر پر ڈالا۔۔۔۔۔ بھابھی مجھے معاف کر دیں مگر عیسیٰ کو کچھ گنڈوں نے بہت مارا
ہے وہ سڑک پر زخمی پڑا ہے۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ زرینہ کے چہرے پر پریشانی
آئی۔۔۔۔۔ کہاں ہیں وہ مجھے لے چلو انکے پاس وہ روتے گھبراتے ہوئے بولنے
لگی۔۔۔۔۔ ہاں چلیں اسنے بھی اسے اپنے ہمراہ لیا اور دونوں گھر سے نکل
گئے۔۔۔۔۔ وہ لوگ سڑک کے قریب پہنچے۔۔۔۔۔ کہاں ہے تابلش
عیسیٰ۔۔۔۔۔ وہ پیچھے مڑی مگر پیچھے کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔ جب کسی
نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا وہ چیخنا چاہتی تھی مگر چیخ نہیں پائی اور اگلے ہی لمحے وہ بے ہوش
ہو گئی۔۔۔۔۔ بہت شوق تھا نہ تمہیں۔۔۔۔۔ اپنی محبت میں فرض نبھانے کا

۔۔۔۔۔ تمہاری۔ اس بے وفائی کی سزا تمہیں اتنے اچھے سے دونگا کہ خود کو دیکھنے سے بھی گھن آئے گی تمہیں۔۔۔۔۔ کسی کی آواز گاڑی میں گونجی۔۔۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے گاڑی دھواں اڑاتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ زریں آواز دی گئی۔۔۔۔۔ شاید باتھ روم میں ہو۔۔۔۔۔ اسنے باتھ روم کا دروازہ کھٹکھٹایا زریں۔۔۔۔۔ مگر پھر بھی کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔۔۔۔۔ تو وہ پریشانی میں بی جان کے پاس آیا۔۔۔۔۔ بی جان وہ بنا دستک دیئے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ زریں کہاں ہے بی جان۔۔۔۔۔ اسنے پریشانی میں سوال کیا۔۔۔۔۔ معلوم نہیں بیٹے مگر اتنے پریشان کیوں ہو۔۔۔۔۔ کچھ نہیں بی جان یہ کہتا ہوا وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ سوچا تھا آکر تمہیں اپنے گلے سے لگا لونگا اپنی ساری غلطیوں کی معافی مانگ لونگا۔۔۔۔۔ مگر تم چلیں گئیں مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔۔ میں نے بہت دیر کر دی شاید اس احساس کو سمجھنے میں آنسوؤں ٹوٹ کر اسکے گال پر پھسلا۔۔۔۔۔ ابھی تو اس احساس کو کھل کر محسوس بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ کہ یہ مجھ سے روٹھ گیا۔۔۔۔۔ میں پھر سے تنہا رہ گیا۔۔۔۔۔ کیا کروں

میں۔۔۔۔۔ کون تمہیں مجھے واپس لادے گا۔۔۔ اسنے اپنا سر کھٹنوں میں

دیا۔۔۔۔۔ جب ایک خیال اسکے دل میں آیا۔۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔۔ دل اور

منہ دونوں نے ایک ساتھ ادا کیا۔۔۔۔۔ مگر میں تو بہت گناہگار ہوں۔۔۔۔۔

صرف مصیبت کے وقت ہی اسکو یاد کرتا ہوں۔۔۔۔۔ کتنا برا ہوں میں اسے

احساس ہوا۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا اسنے نماز پڑھے دس سال ہو گئے

تھے۔۔۔۔۔ اس حادثے کے بعد اس نے نماز پڑھنا چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔ اور

بٹھک گیا تھا۔۔۔۔۔ پورا وجود کپکا ہٹ میں تھا۔۔۔۔۔ اسنے یہ کیا کر دیا تھا

۔۔۔۔۔ نماز کے لیے قدم نہیں اٹھ رہے تھے۔۔۔۔۔ وضو بنا کر جب نماز

کے لیے کھڑا ہوا تو اسے احساس ہوا۔۔۔۔۔ جو سکون کا وہ تلاشی تھا وہ تو یہاں ان سجدوں

میں موجود ہے۔۔۔۔۔ آج وہ خود کو تنہا محسوس نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ آج اسے

محسوس ہوا اسکے نافرمان ہونے کے باوجود اللہ اسکے ساتھ تھا۔۔۔۔۔ اسے اپنے آپ

سے شرم آنے لگی۔۔۔۔۔ وہ کیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جس

عیسیٰ نے ایک نماز نہیں چھوڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ سارم بن کر اپنے دس سالہ زندگی

غفلت میں گزارتا آیا تھا۔۔۔۔۔ اسے تو سمجھ تھی پھر بھی وہ بٹھک

گیا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آنسوں تھے۔۔۔۔۔ میں گمراہ ہو گیا تھا میرے

اللہ میرے گناہوں بخش دے۔۔۔۔۔ میں اپنے کیے گئے گناہوں پر شرمندہ ہوں
 آئندہ کبھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دے
 میرے مالک۔۔۔۔۔ اسنے سجدے میں سر رکھ کر رونا شروع کر
 دیا۔۔۔۔۔ آج سارم جاچکا تھا وہ عیسیٰ دوبارہ آگیا تھا۔۔۔۔۔ جو کہیں
 تنہائیوں میں گم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اور سچی توبہ تو وہی ہے جسکے بعد گناہوں سے دل ہٹ
 جائے۔۔۔۔۔ اگر آپکوا اپنے گناہوں کا احساس ہوتا ہے تو فوراً توبہ کر لیں۔۔۔۔۔
 کیونکہ یہ محلت شاید آپکے نصیب میں دوبارہ نہ ملے۔۔۔۔۔ اپنے ضمیر کی سنیں جو آپکو گناہ
 کرنے سے بچاتا ہے۔۔۔۔۔ اپنے نفس پر نہ چلیں کیونکہ یہ نفسانی خواہشات ہی ہیں جو گناہ
 کا باعث بنتی ہیں۔۔۔۔۔ اپنے نفس کو اگر قابو کر لیا جائے تو انسان گناہ سے بچ سکتا
 ہے۔۔۔۔۔ اور جیسے میں پہلے بھی کہتی آئی ہوں اپنی تنہائی پاک کریں۔۔۔۔۔
 تنہائی میں خود کو گناہ کرنے سے روکے۔۔۔۔۔ اور جب کوئی گناہ کا خیال آئے تو یاد
 کر لیں۔۔۔۔۔ کہ کوئی نہیں دیکھ رہا مگر اللہ دیکھ رہا ہے فرشتے لکھ رہے
 ہیں۔۔۔۔۔ اور روک دے خود کو اس گناہ سے۔۔۔۔۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ *مکاشفۃ القلوب* میں ایک حکایت نقل فرماتے ہیں :

*ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا وہ عورت کسی قافلے کے ساتھ باہر کے سفر پر روانہ ہو گئی، جوان کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا جب قافلہ جنگل میں پہنچا تو رات ہوئی، رات کو انہوں نے وہیں پڑاؤ کیا، جب سب لوگ سو گئے تو وہ نوجوان چپکے سے اس عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا

میں تجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں اور اسی لئے میں قافلہ کے ساتھ رہا ہوں۔

*عورت بولی *:

جا کر دیکھو کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے؟

*جوان نے فرط مسرت سے سارے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہیں۔ *

عورت نے پوچھا کہ :

اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟

کیا وہ بھی سو رہا ہے؟

جوان بولا :

*اللہ تو کبھی سوتا ہے نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے۔ *

تب عورت بولی :

لوگ سو گئے تو کیا ہوا اللہ تو جاگ رہا ہے ہمیں دیکھ رہا ہے

* اس سے ڈرنا ہم پر فرض ہے ۔ *

جوان نے جونہی یہ بات سنی تو * خوف خدا سے لرز گیا * اور برے ارادے سے تائب ہو کر

واپس گھر آ گیا

* کہتے ہیں کہ جب وہ نوجوان مرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا

سناؤ! کیا گزری؟

* جوان نے جواب دیا * :

میں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک گناہ کو چھوڑا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے میرے

تمام گناہوں کو بخش دیا ۔

[* مکاشفۃ القلوب ص 36]

مٹ جائے گناہوں کا تصور ہی جہاں سے اقبال

اگر ہو جائے یقین کہ اللہ دیکھ سکتا ہے

دل پاک نہیں تو پاک ہو نہیں سکتا انسان

ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کی فراغ بہت

سر جھکانے سے نمازیں نہیں ہوتیں

دل جھکانا پڑتا ہے عبادت کے لیے

اقبال نے تو رُدی تسبیح اس لیے

کیا گن کے نالوں اس خدا کا جو بے حساب دیتا ہے

کوئی عبادت کی چاہ میں رویا

کوئی عبادت کی راہ میں رویا

عجیب ہے یہ نماز محبت کا سلسلہ اقبال

کوئی قضا کر کے رویا کوئی ادا کر کے رویا

علامہ اقبال ----



عیسیٰ عیسیٰ ---- وہ غنودگی میں بھی اسکا نام پکار رہی تھی ---- اسنے چشم غنودہ

سے کمرے کا جائزہ لیا ---- جہاں صرف ایک پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا اور خود کو اس نے

ایک رسی سے جکڑا ہوا پایا ---- کمرے میں نیم اندھیرا تھا ---- میں کہاں ہوں

---- اسنے با مشکل الفاظ ادا کیے ---- آنکھیں ابھی بھی مکمل نہیں کھل

رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا وہ تابش کے ساتھ عیسیٰ سے ملنے آئی تھی پھر اچانک کیا ہوا
 تھا اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ جب سامنے کمرے میں کوئی داخل
 ہوا۔۔۔۔۔ اسنے آنکھ کھول کر دیکھنا چاہا مگر ناکام رہی۔۔۔۔۔ جب جانی
 پہچانی آواز کانوں میں پڑی۔۔۔۔۔ ابھی تک ہوش نہیں آیا اسے۔۔۔۔۔ وہ
 آواز کیسے بھول سکتی تھی وہ اسے یاد تھا کہ یہ آواز شاہمیر کی ہے۔۔۔۔۔ میں تو
 واشرم جانے پہلے بھی یہ اسی حالت میں پڑی تھی اور واپسی آیا ہوں تو تب بھی یہ اس نے
 کوئی آواز نہیں نکالی۔۔۔۔۔ سامنے والے نے وضاحت دی۔۔۔۔۔ تم اسے
 چھوڑ کر گئے بھی کیسے شاہ نے سامنے کھڑے شخص کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔۔۔۔۔ اب
 ہوش میں لاوا اسے۔۔۔۔۔ پانی دو میں خود ہوش میں لاؤ۔۔۔۔۔ اسنے حکم صادر
 کیا۔۔۔۔۔ تو سامنے کھڑا شخص بھی حکم کی تعمیل کیے مٹکے پانی نکال لایا۔۔۔۔۔
 اب تم جاؤ شاہ نے کہا تو سامنے کھڑا شخص بھی وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔۔۔۔۔ اسنے
 زرینہ منہ پر گلاس کا پانی پھینکا۔۔۔۔۔ تو وہ بھی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔

عیسیٰ بیٹا زرینہ نظر نہیں آرہی۔۔۔۔۔ بی جان نے عیسیٰ سے سوال کیا جو کہیں باہر جا رہا
 تھا۔۔۔۔۔ چہرے پر ایک عجیب اداسی تھی۔۔۔۔۔ وہ چلی گئی ہے بی جان اسنے

زمین پر نظریں گاڑھی۔۔۔۔۔ ایسے کیسے چلی گئی۔۔۔۔۔ اور کہاں چلی گئی بی جان اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔ پتا نہیں بی جان لیکن وہ مجھ سے ناراض ہو کر کہیں چلی گئی۔۔۔۔۔ کیا اسنے تم سے کچھ کہا تھا۔۔۔۔۔ آج اسکے چہرے پر اداسی دیکھ کر بی جان بھانپ چکی تھی۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے جذبات زمرینہ کے لیے۔۔۔۔۔ نہیں بی جان فخر تک تو وہ یہی تھی جب واپس آیا تو وہ گھر میں نہیں تھی۔۔۔۔۔ بی جان کو اس بات سے خطرہ محسوس ہوا کیونکہ جہاں تک زمرینہ کو وہ جانتی تھی وہ کبھی ایسا قدم نہیں اٹھاتی کیونکہ اسکے دل میں جو جذبات تھے وہ اسکی آنکھوں میں صاف موجود تھے اگر وہ کوئی ایسا قدم اٹھاتی بھی تو پہلے ان سے ضرور مشورہ کرتی۔۔۔۔۔ یقیناً کوئی خطرہ تھا وہ کسی پریشانی میں تھی۔۔۔۔۔ کیا تمہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ تمہیں چھوڑ جائے گی بی جان نے سوال کیا۔۔۔۔۔ انداز ایسا تھا جیسے سامنے کھڑے شخص کو باور کروا رہی ہوں کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔۔۔ انکے سوال پر وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔۔۔۔۔ نہیں بی جان۔۔۔۔۔ فورن جواب آیا۔۔۔۔۔ تو اسکا مطلب وہ کسی مشکل میں ہے۔۔۔۔۔ یعنی منظور خان اس تک پہنچ گیا۔۔۔۔۔ بی جان کے ایک سوال نے اس پر ساری بات واضح کر دی۔۔۔۔۔ اگر ایسا ہے تو تمہیں اس منظور سے زمرینہ کو بچانا ہوگا۔۔۔۔۔ بی جان نے کہا۔۔۔۔۔ بی جان ایسا ہوگا نہیں ایسا ہی ہے مجھے اسے

بچانا ہوگا وہ بنا کچھ دیکھے باہر کی جانب بھاگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے مالک میرے
بچوں کی حفاظت کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بی جان نے دعا مانگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے جان اتنی جلدی گھبراگئی سامنے کھڑے شاہمیر کو دیکھ کر وہ ڈر گئی۔۔۔۔۔۔ مجھے
چھوڑ دو شاہمیر یہاں کیوں لائے ہو مجھے وہ ڈر کو چھپا کر غصے سے بولی۔۔۔۔۔۔
تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں جان یہ کیسا سوال ہے شاہمیر نے جھک کر کہا۔۔۔۔۔۔ تم سے
شادی کرنی ہے تمہیں اپنا بنانا ہے۔۔۔۔۔۔ تم تو میری ہی تھی پھر وہ عیسیٰ آیا مگر بہت
جلد اسکا کام تمام ہوگا اور تم آزاد تم پریشان مت ہونا ٹھیک ہے شاہ نے اپنے ہاتھ سے
اسکا گال چھوا۔۔۔۔۔۔ تھو۔۔۔

تم جیسا شخص سے اچھا ہوا میری شادی نہیں ہوئی جو خود غرض ہے۔۔۔۔۔ اور اگر عیسیٰ کو کچھ بھی کیا نہ تو میں خود کو بھی مار لوں گی۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ اسنے بے باکی سے کہا شاہمیر نے اپنے چہرے پر آیا تھوک صاف کیا اور ایک زنا ٹے دار تھپڑ زبینہ کے چہرے پر جڑ دیا۔۔۔۔۔ وہ کرسی سمیت زمین پر گری۔۔۔۔۔ آئندہ اگر ایسا کیا نہ تو جان سے مار دو گا۔۔۔۔۔ تو مار دیں نہ جان سے ماریں رک کیوں گئے۔۔۔۔۔ اور ماریں جان نکال لیں میری لیکن یہ زبینہ سوائے عیسیٰ کے کسی کی بھی نہیں

ہو سکتی۔۔۔۔۔ شاہمیر مجھے ترس آ رہا ہے تم پر اگر عیسیٰ کو پتا چلا نہ تو وہ تمہاری
ہستی مٹا دینگے۔۔۔۔۔ زرینہ کا لہجہ طنزیہ تھا مگر آواز قدرے بلند تھی۔۔۔۔۔ ہا
وہ عیسیٰ جو اپنے گھر کو ہی نہیں بچا پایا وہ تمہیں بچائے گا جس سے وہ نفرت کرتا
ہے۔۔۔۔۔ شاہ کا لہجہ زہرا لگنے والا تھا۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے
تمہارا۔۔۔۔۔ اسنے حیرانی سے دیکھا۔۔۔۔۔ تو مسز شاہمیر کو یہی نہیں پتا زرینہ
نے اسکی اس بات پر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا چلو جسکے وہ دیوانے ہوئے
پھرتے تھے اسی کی زبانی سن لو۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اسنے آواز لگائی۔۔۔۔۔ حرہ
۔۔۔۔۔ سامنے سے ایک لڑکی آئی گورا رنگ۔۔۔۔۔ گولڈن بال اور جینس اور
نثرٹ میں ملبوس۔۔۔۔۔ ہاں شاہ اسنے آکر اسے مخاطب کیا۔۔۔۔۔ آوو تو تم
ہو اس بے وقوف لڑکے کی بیوی۔۔۔۔۔ ویسے تو سہی جوڑی ہے تم دونوں کی ایک
پاگل دوسرا نیم پاگل اسنے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔ مگر اسکی بات پر کسی کو ہنسی نہیں آئی تو وہ
خاموش ہوئی۔۔۔۔۔ اتنا بڑا دھوکہ۔۔۔۔۔ کتنی زلیل عورت ہو تم۔۔۔۔۔
تم نے عیسیٰ کے جذبات کا مذاق بنایا۔۔۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آئی یہ کرتے
ہوئے۔۔۔۔۔ زرینہ نے کھری کھری سنائی۔۔۔۔۔ میں پاگل نہیں تھی خود ہی
دیوانہ ہوا پھر تا تھا میرے پیچھے اور پھرے بھی کیوں نہ میں ہوں ہی اتنی خوبصورت تبھی تو

دس سال سے میری محبت میں سے باہر نکل نہیں رہا۔۔۔۔۔ اور بیوی بھی بچارے کو
 ملی تو ایسی کالی کلوٹی۔۔۔۔۔ اسنے منہ بنا کر بولا۔۔۔۔۔ شاہ کے چہرے پر غصے کے
 تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔ ہہہ یہ منہ اور یہ مسور کی دال۔۔۔۔۔ تمہیں
 ناجانے کتنی خوش فہمیاں ہیں نہ اپنے بارے میں۔۔۔۔۔ زرینہ نے بھی حاضر جوابی
 میں کہا۔۔۔۔۔ تو سامنے والی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔۔

حمزہ ہمیں منظور خان کے خلاف کوئی کارروائی کرنی ہوگی۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اپنی بات
 رکھی تو سامنے والے شخص نے اپنے رنگ دیکھائے۔۔۔۔۔ ہم یہاں فضول نہیں
 بیٹھے اپنا کام کریں جا کر۔۔۔۔۔ وہ حمزہ جو اسکے تلوے چاٹنے میں لگا رہتا تھا آج کس
 طرح اپنے رنگ دیکھا رہا تھا۔۔۔۔۔ ہہہ کیا کروں میں ناجانے کتنے آستین کے
 سانپ پالے ہوئے ہیں میں نے۔۔۔۔۔ اسنے اپنا فون سیٹ پر رکھا۔۔۔۔۔
 اور سوچنے لگا جب اسے یاد آیا تو فورن کال ملائی۔۔۔۔۔ ہیلو اسلام علیکم
 سر۔۔۔۔۔ وعلیکم اسلام اور بھئی برخوردار کیسے ہو۔۔۔۔۔ آج ہماری یاد کیسے ستا
 گئی تمہیں۔۔۔۔۔ سامنے شخص نے نہایت خوش اخلاقی سے کہا۔۔۔۔۔ سر مجھے
 آپ کی ضرورت ہے عیسیٰ نے سارا معاملہ گوش گزار کیا۔۔۔۔۔ سر ہمیں فوری

کارروائی کرنی ہوگی۔۔۔۔۔ مگر میری ایک شرط ہے۔۔۔۔۔ کیسی شرط سوال عیسیٰ کی جانب سے تھا۔۔۔۔۔ تم اپنی ریٹائرمنٹ واپس لے لو گے اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کو جوائن کر لو گے۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ اسنے بیچارگی سے کہا۔۔۔۔۔ عیسیٰ سامنے والے شخص نے کہا۔۔۔۔۔ ابھی ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ میری بیوی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا اسے اسکی ذمہ داری میری ہے۔۔۔۔۔ مگر تم واپس جوائن کرو گے۔۔۔۔۔ بس میں نے کہہ دیا یہ کہہ کر سامنے والے شخص نے فون کاٹ دیا۔۔۔۔۔ شہہ تبھی میں انکو کال نہیں کر رہا تھا مگر زینہ تمہارے لیے۔۔۔۔۔ وہ یہ کہتا ہوا خاور کے جانب گیا۔۔۔۔۔

یہ عیسیٰ نے تمہیں کیا پلا دیا ہے کونسا جادو کر دیا ہے جو تم اسکی دیوانی ہوئی پھر رہی ہو۔۔۔۔۔ کیا تمہیں میری دیوانگی نظر نہیں آتی میرا پاگل پن تم نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔ شاہ نے زینہ سے کہا۔۔۔۔۔ جبکہ حرہ وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔۔ یار یہ اس میں ہے کیا جو یہ شاہمیر اسکے پیچھے مر رہا ہے جبکہ برابر میں اتنی حسین لڑکی کھڑی ہے۔۔۔۔۔ حرہ نے دل ہی دل میں سوچا۔۔۔۔۔ شاہمیر

۔۔۔۔۔ تم اس احساس کو کبھی سمجھ ہی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ تم نے کبھی محبت کی ہی

نہیں ہے۔۔۔۔۔ یہ جسکو تم محبت کا نام دے رہے ہو نہ یہ صرف ضد ہے تمہاری
 ۔۔۔۔۔ مجھے حاصل کرنے کی ضد۔۔۔۔۔ لیکن میرے دل کو اللہ نے عیسیٰ کی
 محبت دی ہے۔۔۔۔۔ اپنے آپ کو اتنا نہ گراؤ کہ نفرت کے قابل بھی نہ

رہو۔۔۔۔۔ میں جس شاہمیر کو جانتی تھی وہ تو کوئی اور تھا اور ابھی جو میرے سامنے کھڑا

[illegible]

جس نے مجھے یہ سب کرنے پر مجبور کیا ہے۔۔۔۔۔ اگر تم میرے ساتھ آجاتی تو یہ نوبت نہ آتی۔۔۔۔۔ تم نے مجھے شاہ سے شاہمیر بننے پر مجبور کیا ہے اور اب تم کو میں بتاؤ گا کہ بے وفائی کسے کہتے ہیں۔۔۔۔۔ شاہ کی آنکھوں میں قرب واضح

تھا۔۔۔۔۔ وہ جانے کی غرض سے مڑا۔۔۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ سب

[illegible]

آسانی سے مان جاؤ گی اتنا اچھا ہو گا۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ حرہ

وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فضول میں تم اپنا وقت برباد کر رہی ہو۔۔۔۔۔ عیسیٰ تو

[illegible]

ہر چیز سے ہاتھ دھو بیٹھا۔۔۔۔۔ منظور خان کا کام میں نے انجام دیا وہ تو سوچ بھی نہیں
 سکتا ہو گا کہ اسکی معصوم ساحرہ نے یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔ پھر خبر آئی کہ منظور خان کا
 کیس بند ہو گیا ہے آفیسر عیسیٰ نے ریٹائرمنٹ لے لی ہے۔۔۔۔۔ بس وہیں میرا
 کام بھی آسان امریکہ میں رہنے لگی۔۔۔۔۔ اسنے ساری داستان سنائی۔۔۔۔۔
 زریںہ اسے حقارت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔ تبھی میرے اللہ نے انکی محبت
 میرے دل میں ڈالی ہے عیسیٰ جو ٹوٹ گئے ہیں انہیں جوڑنے کا کام مجھے دیا ہے۔۔۔۔۔
 تاکہ وہ پھر تم جیسے خود غرض لوگوں کا کھلونا نہیں بنے۔۔۔۔۔ کتنی گری ہوئی ہو تم
 ۔۔۔۔۔ تمہارے ہاتھ زرا بھی نہیں کانپے یہ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ تمہیں
 شرم نہیں آئی عیسیٰ کو دھوکہ دیتے ہوئے۔۔۔۔۔ وہ تو تمہیں اپنی عزت بنانا
 چاہتے تھے۔۔۔۔۔ مگر تم۔۔۔۔۔ کتنی گھٹیا عورت ہو تم۔۔۔۔۔ زریںہ
 نے اپنی خاموشی توڑی۔۔۔۔۔ اگر میرے ہاتھ کھلے ہوتے تو تمہارا حشر بگاڑ دیتی غلیظ
 عورت۔۔۔۔۔ بس اوقات میں رہو اپنی تمہارا یہ لیکچر نہیں سننا میں نے
 ۔۔۔۔۔ اسکا دکھ بھی ختم ہو جائے گا جیسے ہی وہ یہاں آئے گا۔۔۔۔۔ حرہ نے
 زریںہ کے بالوں کو گدی سے دبوچا۔۔۔۔۔ بہت پکھتاوگی تم ساحرہ۔۔۔۔۔
 زریںہ نے دانت پیچ کر کہا۔۔۔۔۔ ساحرہ نہیں حرہ۔۔۔۔۔ یار سچ بتاؤ نہ وہ اتنا

یو قوف ہے میرے سیدھے سادے بننے کا ڈرامہ بھی بھانپ نہیں پایا۔۔۔۔۔ تم
بھی کتنے بیکار شخص کے لیے یہ تکلیف برداشت کر رہی ہو میری مانو تو شاہ کی بات مان جاؤ
۔۔۔۔۔ وہ عیسیٰ تو ویسے بھی اکیلا ہے مر جائے گا تو کسی کو دکھ بھی نہیں ہوگا
۔۔۔۔۔ دیکھو زندگی میں یہ محبت کچھ نہیں ہوتی اسکے لیے اپنی زندگی تو داؤ پر نہ
لگاؤ۔۔۔۔۔ اگر یہ الفاظ منہ سے نکالے بھی نہ منہ توڑ دوں گی۔۔۔۔۔ تم جیسی
لڑکی کیا جانے محبت کس پاک رشتے کا نام ہے۔۔۔۔۔ تم جیسی لڑکی کو تو صرف پیسہ
نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ بس بس یہ فضول کے لیکچر مجھے نہ سیکھا۔۔۔۔۔ ہوگا تو
وہی جو منظور خان چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اسنے دروازے کے قریب پہنچ کر
کہا۔۔۔۔۔ چمچ۔۔۔۔۔ تمہاری غلط فہمی ہے۔۔۔۔۔ ہوگا وہی جو میرے رب
چاہے گا۔۔۔۔۔ تم لوگ جتنی بھی چال چلو لیکن یہ تمہارے کچھ کام نہیں آئیں
گی۔۔۔۔۔ کیونکہ بہترین چال چلنے والا میرا رب ہے۔۔۔۔۔ ابھی اسنے
تمہاری۔۔۔۔۔ رسی ڈھیلی چھوڑی ہے جب وہ کھنچے گا نہ تو سنبھل بھی نہیں۔ پاؤ گے تم لوگ
۔۔۔۔۔ ایک فیصلہ وہ ہے جو انسان کرتا ہے اور ایک فیصلہ وہ ہے۔۔۔۔۔
جو رب العالمین کرتا ہے۔۔۔۔۔ تم لوگوں کی چالیں تم پر نہ پلٹ جائیں کہیں۔

----- زرینہ نے چہرے پر مسکان سجا کر بولا تو سامنے کھڑی لڑکی کہ صرف گھور کر
رہے گئی۔-----

یار خاور میں پولیس فورس دوبارہ جوائن کر رہا ہوں یہ بس ایک ہی ذریعہ اسے بچانے
کا۔----- سر جیسا آپکو ٹھیک لگے۔----- خاور نے ادب سے جواب
دیا۔----- سر نہ بولا کرو اس مشکل وقت میں تم ہی ہو جو نہیں بدلے باقی سب نے
اپنے رنگ دیکھائے ہیں۔-----
بھائی بولا کرو کیونکہ تم مجھے ہارون کی طرح عزیز ہو۔----- یہ بڑا پن ہے آپکا ورنہ مجھ
جیسے کو یہ عزت کہاں نصیب ہوتی۔----- خاور ایسی باتیں نہ کیا کرو۔----- عیسیٰ
نے اسے ڈانٹا۔----- سوری سر۔----- مگر آپ سے کچھ کہنا
ہے۔----- ہم کیا کہو۔----- عیسیٰ کا لہجہ نرم تھا۔----- سر مجھے تابش پر
شک ہے اسکی حرکتیں عجیب ہیں۔----- سر مجھے اس اغوا کے پیچھے بھی کہیں نہ کہیں
اسی کا ہاتھ لگتا ہے۔----- کیونکہ مجھے ایسا لگتا ہے اسکے منظور خان سے تعلق
ہے۔----- کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے وہ ایسا کیوں کریگا۔----- عیسیٰ کو
اسکی یہ بات حیرت میں مبتلا کر گئی۔----- خاور کی نظریں ابھی ابھی جھکی

ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ہم بغیر ثبوت کے کوئی بھی بات نہیں کر سکتے خاور مسلہ یہی ہے۔۔۔۔۔ تمہیں میرا ایک کام کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ تم جاؤ گے منظور خان کے سامنے اور مجھ سے غداری کی ایکٹنگ کرو گے۔۔۔۔۔ تو ادھر جتنے بھی چہرے ہیں وہ سامنے آئیں گے۔۔۔۔۔ مگر سر وہ مجھے پہچانتے ہیں میرا یہ کام امپا سبل ہے خاور نے مسلہ بیان کیا۔۔۔۔۔ آہ یہ تو میں کیسے بھول سکتا ہوں ایک کام کرتے ہیں۔۔۔۔۔ تم اپنا بھیس بدل کر جاؤ گے۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ اسنے حیرت سے آنکھیں لیے اسکو دیکھا۔۔۔۔۔ تم اکیلے نہیں ہو گے۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ میں بھی ہونگا اور آئی جی کو فون کر کے کہہ دو میں جوائنگ دینے کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔۔ اسفند یار کو کہنا کہ وہ پولیس فورس کو ریڈی رکھے اگر کچھ مسلہ درپیش ہو تو حملہ کرنے کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔ سر مگر یہ حملہ کرنا کب ہے۔۔۔۔۔ خاور نے سوال کیا۔۔۔۔۔ کل ہمیں انکے اڈے میں داخل ہونا وہاں کے ماحول کے مطابق طے ہوگا۔۔۔۔۔ کہ ریٹ کب مارنی ہے۔۔۔۔۔ اور ہاں کچھ لڈیز جوتے اور کپڑوں کا ارتجمنٹ کرو ہم وہاں انہیں کپڑوں میں جانیں گے اور صبح فجر میں تیار رہنا ہے ہم صبح ہی وہاں کے لیے روانہ ہونگے اسفندیار کو ہم وہاں کی خبریں دیتے رہیں گے۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور باہر کی جانب نکل گیا۔۔۔۔۔

سائیں مجھے کچھ بتانا ہے آپکو۔۔۔۔۔۔۔ چوکیدار بھاگ کر اسکی گاڑی کے قریب آیا وہ جو سوچوں میں گم تھا سوچوں کی دنیا سے باہر آیا۔۔۔۔۔۔۔ ہاں بولو ریا خان کیا بات ہے وہ گاڑی سے باہر آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سائیں آج میں نے زینہ بیبی کو جاتے دیکھا تھا تابش سائیں کے ساتھ وہ بڑی پریشانی میں بھاگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بعد نہ تابش سائیں گھر آنے نہ بیبی جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے شمرہ نے بتایا تو سوچا سائیں آپکو بتادوں شاید آپکی کچھ مدد ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو تم نے تابش کو ہی دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے ایسے پوچھا جیسے اسے یقین ہو کہ اسنے کچھ غلط سنا

[illegible]

بڑھائے۔۔۔۔۔ نہیں سائیں میں یہ کیسے لے سکتا ہوں نہیں آپکے ویسے بھی بہت احسان ہیں مجھ پر۔۔۔۔۔ اسنے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔ ریادہ لو اور دعا کرو کہ میں جس مقصد کے لیے جا رہا ہوں وہ کامیاب ہو۔۔۔۔۔ تم جیسے ایماندار لوگ ہی میری

طاقت ہیں اسنے مسکراتے ہوئے سامنے کھڑے شخص کے کانڈھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔ سائیں اللہ سائیں آپکو آپکے مقصد میں کامیابی دے۔۔۔۔۔۔
اسنے دعا دی۔۔۔۔۔۔ تو عیسیٰ نے بھی دل سے آمین کہا۔۔۔۔۔۔ آج وہ بالکل بدل چکا تھا۔۔۔۔۔۔ کہاں وہ ملازم سے بات تک نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔۔ آج زیاد
کے چہرے کی خوشی اسے ایک پل کو سکون دے گئی۔۔۔۔۔۔ زرینہ اللہ حفاظت میں
رکھے تمہیں کل میں آجاوگا ادھر۔۔۔۔۔۔ اللہ مجھے کامیاب کرے۔۔۔۔۔۔ اسنے
ایک ٹھنڈی سانس بھری۔۔۔۔۔۔ اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

آسمان گہرا جامنی تھا۔۔۔۔۔ اسنے وضو بنایا اور نماز کے لیے امام کے پیچھے کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ صبح کا سکون دے منظر اسے اپنی روح میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ نماز سے فارغ ہوا تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔۔۔ یا اللہ مجھے میرے مقصد میں کامیاب کرنا۔۔۔۔۔ یا اللہ آج بہت سالوں بعد مجھے جائزِ محبت ہوئی ہے اسے مجھ سے ملوادے۔۔۔۔۔ اسکی حفاظت کرنا میرے اللہ۔۔۔۔۔ میں بہت گناہگار ہوں مالک اپنے اس بندے پر تو اپنا رحم کرنا اور مجھے کبھی بھی راہ حق سے بٹھکنے نہیں دینا۔۔۔۔۔ میں نے زندگی میں بہت سے فیصلے غلط کیے

ہیں۔۔۔۔۔ ان میں ایک میری حق کے راستے سے ہٹنے کا فیصلہ مجھے ریٹائرمنٹ
نہیں لینا چاہیے تھی۔۔۔۔۔ لیکن جو پہلے کیا تھا اب ایسا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ مجرم
اپنے انجام کو ضرور پہنچے گے۔۔۔۔۔ بس آپ مجھے طاقت دینا ان سب چیزوں سے
لڑنے کی اور مجھے ثابت قدم رکھنا آمین۔۔۔۔۔ اس نے دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ
پھیرا۔۔۔۔۔ اور گھر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ جہاں اسے مشن کے لیے
نکلنا تھا۔۔۔۔۔

سنو میرے یہ ہاتھ کھول دو مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔۔۔۔ اسنے سامنے بیٹھے شخص سے کہا۔۔۔۔۔ دیکھیں میں یہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ میں آپکی عزت کرتا ہوں کیونکہ آپ عیسیٰ سائیں کی وائف ہیں انکے ڈیڈ کے بہت احسان ہیں میرے گھر پر۔۔۔۔۔ سامنے کھڑا شخص جو کہ بیس کے لگ بھگ تھا نظریں نیچے رکھتے اسنے اپنی بات کی۔۔۔۔۔ دیکھو تمہیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔۔۔۔ مجھے ایک بار کھول دو۔۔۔۔۔ میں نماز پڑھ لوں تو مجھے دوبارہ باندھ دینا۔۔۔۔۔ اسنے التجاء کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ دیکھیں میں یہاں کام کر رہا ہوں لیکن میں انکا بندہ نہیں ہوں میں عیسیٰ سائیں کی وجہ سے یہاں کام کر رہا ہوں انہیں مجھ

پر شک ہے کہ میں ان سے غداری کر رہا ہوں اگر میں نے آپکے ہاتھ کھول دیے تو انکا یہ
شک یقین میں بدل جائے گا۔۔۔۔۔ پھر آپ کے ساتھ یہ جانور ناجانے کیا سلوک
کریں۔۔۔۔۔ انہوں نے میرا فون بھی لے لیا ہے اور میرے پیچھے اپنا ایک بندہ بھی
لگایا ہوا ہے۔۔۔۔۔ تبھی میں عیسیٰ سائیں کو کوئی خبر نہیں دے سکتا ورنہ یہ لوگ عیسیٰ
سائیں کو نقصان پہنچا دیں گے۔۔۔۔۔ اور میں جانتا ہوں عیسیٰ سائیں ضرور آپکو
بچانے آئیں گے آپا۔۔۔۔۔ اسنے اپنی بات تفصیلی بیان کی۔۔۔۔۔ آواز
بہت دھیمے تھی جو صرف زرینہ تک ہی بامشکل پہنچ پائی۔۔۔۔۔ اداس نہ ہوں
آپ۔۔۔۔۔ میں ایک کام کرتا ہوں آپکو مٹکا لا دیتا ہوں آپ وضو کر لیں اور نماز
میں ادا کریں۔۔۔۔۔ وہ یہ کہتا ہوا مٹکا لے آیا۔۔۔۔۔ اسنے زرینہ کے ہاتھ
کھولے۔۔۔۔۔ اور مٹکا آگے بڑھایا۔۔۔۔۔ آپاجلدی وضو کریں اگر کوئی آگیا
تو مسئلہ ہوگا۔۔۔۔۔ زرینہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ وہ نماز
پڑھ کر فارغ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ کیا ہو رہا ہیں یہاں۔۔۔۔۔ پیچھے سے حرہ کی آواز
نے دونوں کو چونکا دیا۔۔۔۔۔ وہ وہ میں نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ
بامشکل بول پائی۔۔۔۔۔ حرہ نے ایک آنٹی برواچکانی۔۔۔۔۔ اچھا بھی
اب تم جیسی لڑکی بھی نماز پڑھتی ہو۔۔۔۔۔ اسنے طنز کیا۔۔۔۔۔ زرینہ

خاموش رہی وہ جانتی تھی کہ حرہ وہ کیچڑ ہے جس میں پتھر پھینکا تو چھینٹے خود پر آئیں گی۔

میں نے معلوم کیا ہے اسے کچھ لوگ ڈیل کے لیے چاہیے۔۔۔۔۔ ہم ڈیلر بن کر جائیں گے ادھر۔۔۔۔۔ اسنے پنک کلر کا ڈریس پہنا ہوا تھا آنکھوں میں گہرا کاجل اور ہونٹ سرخی سے سبجے تھے۔۔۔۔۔ نکلی بالوں کی چوٹی باندھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اگر ہارون اسے ایسے دیکھ لیتا تو اسکا بے حد مزاق بناتا۔۔۔۔۔ سامنے خاور نے بھی کچھ اسی طرح کی ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن کس چیز کی ڈیل ہے خاور نے سوال کیا۔۔۔۔۔ ڈرگس کی اور کس چیز کی امید رکھتے ہو تم اس منظور خان سے۔۔۔۔۔ ہم ایسا شو کریں گے کہ ہم بہت دور سے آئیں ہیں۔۔۔۔۔ اور اسکی قیمت بھی ڈھنگ کی لگائیں گے تاکہ وہ لالچی لاچ میں آکر ہمیں وہیں روک لے پھر میں وجدان کو بول کر زرینہ کا پتہ حاصل کر لوں گا۔۔۔۔۔ آج کل وہ وہیں رہتا ہے میرے کہنے پر۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے خاور منظور خان کی ایک بات بہت ہی بری ہے وہ ہے لالچ۔۔۔۔۔ لالچ انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ اور انسان کو پتا بھی نہیں چلتا کہ وہ کب لالچ کے جنگل میں گم ہو جاتا۔۔۔۔۔ تم نے

یقین سونے کا۔ انڈا دینے والی مرغی کی کہانی سننے ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس اس میں بھی لالچ ہی تھی جو کسان کو لے ڈوبی ورنہ ایک انڈا بھی اسکے کام کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زیادہ کی حوس انسان کو اپنا غلام بنا لیتی ہے جو چیزیں اللہ نے انہیں دی ہیں اس پر شکر ادا کرنے کی بجائے وہ زیادہ کی خواہش کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہی بات ہمارے معاشرے کو سمجھ نہیں آتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس امیر ہونے کی تدبیر سوچتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے ٹھنڈی سانس بھری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور خاور کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر یہی دنیا ہے اگر ہم شکر گزار ہوں تو اللہ ہمیں مزید اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے مگر یہاں حسد سے لوگ جو انکے پاس موجود ہے وہ بھی کھودیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خاور نے سامنے نظریں مرکوز کیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرادل چاہتا ہے کہ میں یہ دولت کو چھوڑ کر ایک ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں میں ایک عام انسان کی طرح زندگی گزاروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ دولت یہ شہرت ان میں میرادام گھٹتا محسوس ہوتا ہے یہ بنگلے یہ گاڑیاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے کوفت دلانے لگیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان میں سکون نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لوگ کہتے ہیں پیسا ہو تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں پیسا آپکو خوشی نہیں دے وہ خوشی جو آپ کو اپنی روح سے محسوس ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ خوشی پیسا نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ سکون پیسا نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم نے دیکھا ہے نہ ان غریبوں کے چہرے کی

[illegible]

کیا منظور خان ہیں اسنے سامنے کھڑے شخص سے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں مگر محترمہ
آپ کون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سامنے کھڑے شخص نے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم ڈیلر ہیں
ڈیل کی غرض سے آئے ہیں منظور خان نے ہی بلایا ہے ہمیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے
زنانی آواز بنائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زندگی میں سب سے زیادہ اہم کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سامنے
کھڑے شخص نے سوال کیا شاید یہ کوئی پاسورڈ تھا جو ہر ملاقات کرنے والے سے پوچھا
جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو خاور نے جھٹ سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منظور خان کی
عزت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو سامنے کھڑا شخص مسکرایا آپ اندر کمرے میں آپ انتظار کریں
میں انکو بھیجتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جی اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہ کہہ کر اندر ڈرائنگ روم کی
جانب بڑھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یار ایسا بھی کوئی کوڈ ورڈ رکھتا ہے میری تو ہنسی ہی نہیں رک رہی
پہلے مجھے شبہ تھا اسکی دماغی حالت پر اب یقین ہو گیا ہے کہ یہ نفسیاتی مریض ہے عیسیٰ نے
با مشکل اپنی ہنسی روکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خاور بھی اپنے سر کا اتنا بدلا روپ دیکھ کر حیران
تھا کہاں وہ ہنستا نہیں تھا اور آج اسکے چہرے کی مسکراہٹ نہیں جا رہی شاید یہ ملاقات کی
خوشی ہے جو اسے بات بات پر ہنسنے پر مجبور کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے خود کو جلد
هی کمپوز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سامنے سے منظور خان چلتا ہوا آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں تو تم لوگ
یہاں کیا لینے آئے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منظور خان نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم آپکے ساتھ کاروبار

کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر کیوں سامنے سے سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ اب آپ جیسے ایماندار شخص کو تلاش کرنا اس دنیا کتنا مشکل ہے اور ہم بھی آپکی طرح اس عیسیٰ کے دشمن ہیں اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔۔۔۔۔ آؤ تو تم بھی اس عیسیٰ کے ڈسے ہوئے ہو۔۔۔۔۔ جی خاور نے فرمانبرداری سے کہا۔۔۔۔۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن میں کیسے مان لوں کہ تم اسکے دشمن ہو۔۔۔۔۔ منظور خان نے آنی برواچکاٹی۔۔۔۔۔ اسکی بیوی لاسکتے ہیں ہم تمہارے پاس۔۔۔۔۔ عیسیٰ جھٹ سے بولا وہ جانتا تھا کہ منظور خان ضرور کوئی نہ کوئی ایسی بات کہے گا جس سے اسے زرمینہ تک پہنچنے کا سوراخ مل جائے گا۔۔۔۔۔ بہ وہ تو پہلے ہی میرے پاس ہے۔۔۔۔۔ منظور خان نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔ اچھا ایسا ہے مگر مجھے اپنے ذرائع سے خبر ملی ہے کہ وہ تو اپنے گھر ہے۔۔۔۔۔ عیسیٰ اسے باتوں میں الجھانے لگا۔۔۔۔۔ اونے چھوٹو اسٹور روم میں جا کر دیکھ وہ لڑکی ادھر ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔ اسنے سامنے کھڑے شخص کو کہا تو وہ بھی بھاگتا ہوا اندر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ یاریہ نا جانے کیسے بچا ہوا ہے اسکو اتنی بھی عقل نہیں کہ یہ بات آہستہ بولے۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے دل ہی دل میں سوچا۔۔۔۔۔ سر وہاں لڑکی ہے اور شاید بے ہوش ہے۔۔۔۔۔ اسکی

اس بات سے عیسیٰ کی آنکھیں سرخ ہوئی اور رگیں ابھری۔۔۔۔۔ دیکھا میں نے کہا
 تھا۔۔۔۔۔ منظور خان نے ہنس کر بولا۔۔۔۔۔ جی اگر آپ ہمارے ساتھ
 ڈیل کرتے ہیں تو ہم آپکو ڈبل پیسے دینے کو۔ تیار ہیں خاور نے کہا۔۔۔۔۔ لیکن
 میں تم ہجیڑو پر کیسے یقین کر لوں۔۔۔۔۔ منظور خان نے کہا تو عیسیٰ نے اپنے سر پر
 ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ اور ساتھ پڑا بریف کیس اٹھا کر اسکے سامنے رکھا۔۔۔۔۔

یہ سارے پیسے تمہارے ہے اگر مزید چاہئے تو بتاؤ۔۔۔۔۔ پیسے دیکھ اسکے آنکھوں میں
 چمک آگئی۔۔۔۔۔ یہ تو کم ہیں مزید ایسے تین دو تو منظور خان کی بات ادھوری
 رہی تو عیسیٰ بیچ میں بول اٹھا۔۔۔۔۔ ڈیل ڈن۔۔۔۔۔ اب ہم یہاں آرام کرنا چاہیں
 گے۔۔۔۔۔ کیونکہ بہت تھک گئے ہیں لمبے صفر سے۔۔۔۔۔ خاور نے کہا
 ۔۔۔۔۔ جی ضرور یہ سامنے والا کمرہ آپکا ہے۔۔۔۔۔ آپ جب تک چاہیں
 یہاں رہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ منظور خان آج پھر لالچ میں آگیا تھا۔۔۔۔۔ اسکی بولتی
 توان کاغذ سے بھرے بریف کیس نے بند کر دی تھی۔۔۔۔۔ مزید کچھ بات کرنے
 سے پہلے ہی عیسیٰ اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ اور خاور بھی
 اسکے ہمراہ ہوا۔۔۔۔۔ انکی ہر چال پر نظر رکھو خاص کر اس پنک کمر والے ہجیڑے پر

مُجھے شک ہے کہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔۔۔۔ اسنے حرہ کو بلا کر کہا۔۔۔۔۔
جی جیسا آپ کہیں۔۔۔۔۔ حرہ نے بھی فرمانبرداری دیکھائی۔۔۔۔۔ تمہیں یہ
لگتا ہے کہ اس نے ہم پر اعتبار کر لیا۔۔۔۔۔ اسنے سامنے کھڑے خاور سے
کہا۔۔۔۔۔ مجھے تو یہ لگتا ہے وہ کوئی ڈرامہ کر رہا ہے ہمیں محتاط رہنا ہوگا اگر
اسے بھنک بھی پڑی کہ ہم کیوں آئے ہیں یہاں تو وہ زریں کو نقصان پہنچا سکتا
ہے۔۔۔۔۔ اس نے خاور ہدایت کی۔۔۔۔۔ وہ یقیناً ہمارے پیچھے اپنے
آدمیوں کو بھیجے گا ہمیں اپنا ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہوگا۔۔۔۔۔ خاور نے بھی اسکی
ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔۔ اور کہا۔۔۔۔۔ رات کہ پہر میں اسٹور روم میں جاؤ
گا۔۔۔۔۔ ابھی جانا امپا سبل ہے اسکے آدمی مکھیوں کی طرح ہر طرف پھیلیں
ہیں۔۔۔۔۔ جب تک کمرے میں ہی رہتے ہیں۔۔۔۔۔ اسفندیار کو کہو کہ کل
حملہ کر دیں کیونکہ ہم زیادہ دیر تک یہاں رک نہیں سکتے۔۔۔۔۔ رات کو زریں کو لیٹر تم
یہاں سے بھاگ جاؤ گے اور گھر چھوڑ آؤ گے جبکہ میں یہاں کام مکمل کر کے ہی واپس
لوٹوں گا۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کبھی واپسی نہ ہو میری تم نے بی جان کو کہہ دینا ہے کہ
اسکا خیال رکھیں۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے خاور کے کانڈھے پر ہاتھ

رکھا۔۔۔۔۔ میں آپکو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا آپ بجا بھی کہ ساتھ چلیں جائے میں یہی

روکوں گا۔۔۔۔۔ لہجہ پریشانی سے بھرا تھا۔۔۔۔۔ نہیں خاور یہ کام میرا فرض ہے جو میں نے بہت سالوں پہلے ادھر اور اچھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ اب اسے مکمل کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔۔۔۔۔ سر مجھے کچھ ہوا تو میرا مسئلہ نہیں ہے لیکن آپ۔۔۔۔۔ خاور نے نظریں نیچے کی۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں ہوگا مجھے۔۔۔۔۔ مجھے وجدان سے کسی بھی صورت ملنا ہوگا۔۔۔۔۔ وہی ہے جو تمہیں اور زریں کو یہاں سے نکال سکتا ہے۔۔۔۔۔ تم نے پہلے بھی اسکی مدد کی تھی اسکے لیے شکریہ خاور عیسیٰ نے خاور کو دیکھا۔۔۔۔۔ زرینہ مجھے میری چھوٹی بہن کی طرح لگی تھی۔۔۔۔۔ جواب میرے ساتھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ ان ظالم لوگوں نے ہی اسکو میری آنکھوں کے سامنے مار ڈالا تھا۔۔۔۔۔ خاور کی آنکھوں میں نبی جھلکی۔۔۔۔۔ تو عیسیٰ نے اسے کندھے سے پکڑا۔۔۔۔۔ وہ رو رہی تھی تڑپتی تھی مگر میں اسے بچا نہیں پایا ان ظالموں سے۔۔۔۔۔ خاور نے آنسو صاف کیے تو عیسیٰ نے اسے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔ میں ان سب کا بدلا لونگا۔۔۔۔۔ ان سے۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے کہا لہجے میں درد واضح تھا۔

رات کے تین بج رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کمرے سے نکلا ساتھ خاور بھی
تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ لاونج پورا خالی تھا وہ دبے قدموں سے اسٹور روم کی جانب
بڑھے۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر کوئی بھی سامنے آئے اور روکنے کی کوشش کرے تو تم جانتے
ہو تمہیں کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے تنبیہ کرنے والے انداز میں
کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ جی میں باہر ٹھہرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھتا
ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ بجا بھی کو باہر لے آئے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ بول کر خاور اسٹور روم
کے گیٹ کے باہر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ دروازہ ہلکا سا کھلا تو سامنے وجدان کرسی پر بیٹھا
تھا ایسا معلوم ہوتا کہ وہ زرینہ کی حفاظت کے لیے بیٹھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں
داخل ہوا تو سامنے بیٹھا شخص چونکا۔۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ بھی ہوش میں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔
وہ بھاگ کر زرینہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھو اگر تم نے انکو ہاتھ بھی لگایا تو
یہ گولی مار دوں گا تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ وجدان نے عیسیٰ پر بندوق تانی۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ
مسکرا ہٹ دباتا اسکے قریب آیا۔۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ کہ چہرے پر بھی پریشانی کی وجہ سے
پسینے کی ننھی ننھی بوندیں ابھر آئیں۔۔۔۔۔۔۔۔ یا اللہ حفاظت کریں
میری۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دعا مانگنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔ اوئے پاگل میں ہوں
عیسیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے وجدان کو کہا تو وجدان کی جان میں جان آئی۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ بھائی

مجھے معلوم تھا آپ ضرور آئیں گے۔۔۔۔۔ وجدان عیسیٰ کے گلے لگا۔۔۔۔۔ تو
عیسیٰ نے بھی اسکے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔ ہمیں آج ہی زریں کو
یہاں سے نکالنا ہے تم خاور اور زریں کو یہاں سے نکلنے میں مدد کرو گے۔۔۔۔۔ پیچھے
کے راستے سے جاؤ اب راستہ صاف کرو۔۔۔۔۔ اور دیکھو گیٹ پر کون کھڑا ہے تم اور
خاور جا کر راستہ دیکھو کوئی منظور خان کا چمپ تو نہیں ہے ادھر کھڑا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اسے
تنبیہ کرتے ہوا کہا۔۔۔۔۔ تو اُس نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔۔۔۔۔ اور اسٹور
روم سے باہر نکلا۔۔۔۔۔ اور سنو تم بھی انکے ساتھ چلے جانا میں نہیں چاہتا کہ یہ لوگ
تمہیں نقصان پہنچائے۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے فکر مند لہجے کہا تو سامنے کھڑے بچے
کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

وہ پلٹ کر زرینہ کہ پاس آیا جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ ایسے بھی کیا
دیکھ رہی ہو نظر لگانی ہے کیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔ اور
ہاتھوں میں بندھی رسیاں کھولنے لگا۔۔۔۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا آپ مجھے بچانے
آئے ہیں اور وہ بھی اس حلیے میں۔۔۔۔۔ لہجے میں حیرانگی صاف واضح
تھی۔۔۔۔۔ اب کیا کر سکتے ہیں میری ایک عدد بیوی جو ہے وہ بھی ان ظالموں

نے مجھ سے چھین لی اب واپس تو لینے آنا تھا۔۔۔۔۔ اس نے رسیوں سے اسکے ہاتھ آزاد کیے اور اسے کھڑا کیا۔۔۔۔۔ زریںہ اب بھی اسکے بدلے رویے پر حیرت میں ڈوبی تھی جب اسنے ایک اور حیرت کا جھٹکا اسے دیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اپنے سینے میں چھپالیا۔۔۔۔۔ یہ اغوا ہونا میرا اتنا اچھا ہوگا میں نہیں جانتی تھی زریںہ کے چہرے مسکراہٹ ابھر آئی۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کتنا یاد کیا میں نے تمہیں۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اس سے کہا۔۔۔۔۔ میں نے بھی آپکو بہت یاد کیا۔۔۔۔۔ زریںہ نے بھی اسکی بات دھرائی۔۔۔۔۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپکی اتنے بدلے رویے کی وجہ کیا ہے۔۔۔۔۔ زریںہ اس سے سوال کیا ۔۔۔۔۔ ایک تو تم سوال بہت کرتی ہو۔۔۔۔۔ ابھی ان سوالوں کا وقت نہیں ہے ابھی تم خاور اور وجدان کے ساتھ گھر کے لیے نکلو۔۔۔۔۔ آپ نہیں آرہے ساتھ۔۔۔۔۔ اسنے جھٹ سے سوال کیا۔۔۔۔۔ نہیں ابھی نہیں ابھی ایک فرض ہے جو پورا کرنا۔۔۔۔۔ تم پریشان نہ ہو بہت جلد آؤ گا میں۔۔۔۔۔ اب تم جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔ وہ اسے دبے پاؤں کمرے سے باہر لے آیا اور پچھلے گیٹ کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ جب پیچھے سے حرہ کی آواز دونوں کو چونکا گئی۔۔۔۔۔ عیسیٰ ۔۔۔۔۔ اسکی آواز جب عیسیٰ کے کانوں میں پڑی تو وہ فورن پہچان گیا۔۔۔۔۔

جسکے زیرینہ کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔۔ اگر اسکا کہا ٹھیک
ہوا اگر عیسیٰ پھر سے ماضی کے سامنے ہار گئے تو۔۔۔۔۔۔ بہت سے خدشات نے زیرینہ
کے دل میں گھر کیا۔۔۔۔۔۔ وہ پیچھے مڑا تو حرہ معصومیت کے سارے ریکاڈ
توڑتے ہوئے بھاگ کر عیسیٰ کے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ شکر آپ زندہ ہیں
انہوں نے مجھے قید کر رکھا تھا عیسیٰ مجھے بچالیں میں آپکے ساتھ رہنا چاہتی ہوں آنکھوں میں
مصنوعی آنسو لائے وہ کہنے لگی اور زیرینہ کی طرف دیکھ کر ایک طنزیہ مسکراہٹ اسکی جانب
اچھالی۔۔۔۔۔۔ زیرینہ جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی اب اسکی جگہ غصے نے لے
لی تھی۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے ایک نظر زیرینہ پر ڈالی تو نگاہیں ننگا ہوں سے ٹکرائی تو زیرینہ
نے فوراً نظریں نیچے کر لی۔۔۔۔۔۔ جبکہ عیسیٰ اسے ہی تک رہا
تھا۔۔۔۔۔۔ اسنے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ساحرہ کو اپنے سے دور
کیا۔۔۔۔۔۔ تو اسکے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔۔۔۔۔۔ جبکہ
پیچھے کھڑی ہوئی زیرینہ کے بھی کچھ یہی تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں ان ظالموں
سے نجات دلاؤ گا ساحرہ نظریں نیچے کئے اسنے کہا۔۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔
میں اپنی زندگی میں تمہیں شامل نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔ اسکی یہ بات جہاں زیرینہ کے
چہرے پر مسکراہٹ لے آئی وہاں سامنے کھڑی ساحرہ کا منہ حیرت سے کھل

[illegible]

نے بندوق چلائی۔۔۔۔۔ مگر اس سے پہلے گولی زرینہ کو لگتی عیسیٰ سامنے آ گیا اور
گولی عیسیٰ کے آر پار گزر گئی۔۔۔۔۔ خون کے چھینٹے زرینہ کے منہ پر بھی
آئے۔۔۔۔۔ عیسیٰ۔۔۔۔۔ آواز لڑکھرائی۔۔۔۔۔ گھبراو نہیں
عیسیٰ نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ بازو سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے
کپکپاتے ہاتھوں سے اسکے بازو کو چھوا۔۔۔۔۔ جبکہ ایک گولی ساحرہ کے جسم سے
آر پار ہوئی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ اپنے انجام کو پہنچ چکی
تھی۔۔۔۔۔ وجدان نے بندوق کو نیچے کیا اور اسکے قریب آیا عیسیٰ سائیں سے غداری کی تھی
نہ تم نے اسکی سزا آج اپنے ہاتھوں سے دی ہے میں نے تمہیں۔۔۔۔۔ کاش
تمہارے ناپاک عزائم کا پہلے پتا ہوتا مجھے تو۔ تمہیں یہ سب کرنے سے پہلے ہی مار
دیتا۔۔۔۔۔ وہ اور خاور بھاگتے ہوئے عیسیٰ کے پاس
آئے۔۔۔۔۔ سائیں آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔۔۔ وجدان نے فکر مندی
سے کہا میں ٹھیک ہو تم لوگ جاؤ۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے کھڑے ہوتے ہوئے
کہا۔۔۔۔۔ نہیں میں آپکو اس حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گی آپ ساتھ جائیں
گے میرے۔۔۔۔۔ زرینہ نے حکم صادر کیا۔۔۔۔۔ زریں۔۔۔۔۔ عیسیٰ
نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ کب کسی کی سننے والی تھی۔۔۔۔۔ اگر آپ

مجھے بھائی مانتے ہیں تو میری ایک بات مانے۔۔۔۔ میں یہاں رکوں گا آپ وجدان کے ساتھ گھر کے لیے نکل جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ خاور نے التجاء کی تو عیسیٰ کو بھی انکی بات ماننی پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔ وجدان گاڑی پہلے ہی گیٹ کے پاس لے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ خاور نے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور زرینہ بھی ساتھ بیٹھ

[illegible]

بتادی۔۔۔۔۔اچھا اچھا۔۔۔۔۔اسفندیار نے کہا۔۔۔۔۔جی سر
آپ انسے بولیں گے ریڈی رہیں اٹیک کے لیے۔۔۔۔۔اسنے کہا تو اسفندیار
نے کال کاٹی۔۔۔۔۔

کیا ضرورت پڑی تھی آپکو سامنے آنے کی اگر آپکو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔ اسنے غصے سے بیڈ پر لیٹے عیسیٰ سے کہا۔۔۔۔۔ اگر وہ تمہیں لگ جاتی تو میں کیا کرتا پھر اسنے بھی اسی لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ تو کیا ہوتا زیادہ سے زیادہ مجھے یہاں بھی آپ نے اپنے بارے میں سوچا۔۔۔۔۔ افف لڑکی قسم سے انسان دنیا بھر میں اچھا ہو جائے مگر بیگم کے لیے ہمیشہ ہی برابر ہے گا اسنے زیر لب بڑبڑایا۔۔۔۔۔ کیا کہا اپنے وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ کچھ نہیں بس یہ پوچھ رہا تھا ڈسچارج کب کریں گے مجھے اس جیل سے۔۔۔۔۔ ارے ابھی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔ ابھی آپکو آرام کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ وہ بیڈ کے قریب کرسی پر بیٹھی۔۔۔۔۔ مجھے میری راحت پہلے ہی مل چکی ہے تمہاری شکل میں۔۔۔۔۔ اسنے اسکا ہاتھ پکڑا اور مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔ کیا آپکو دکھ نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔ اسنے سوال کر ڈالا۔۔۔۔۔ کس بات کا دکھ۔۔۔۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ یہی سارہ اب مرچکی ہے۔۔۔۔۔ اسکی اس بات پر عیسیٰ کے چہرے پر ناگواری اتر آئی۔۔۔۔۔ وہ میرے لیے پہلے ہی مرچکی ہے اور جو اسنے کیا میرے ساتھ اب تو دکھ بھی نہیں ہے اسکا۔۔۔۔۔ اسنے اپنا منہ پھیرا۔۔۔۔۔ اچھا نہ سوری اب نہیں کروں گی اسکی بات اسنے عیسیٰ کا منہ آپنی جانب

کیا۔۔۔۔۔ ناراض تو نہ ہوں۔۔۔۔۔ نہیں ناراض نہیں ہو میں تم سے۔۔۔۔۔ اور کیوں ناراض ہوں گا تم سے پاگل اسنے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھایا تو زینہ بھی اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔۔۔۔ کہتے ہیں نہ اللہ آپکو بہترین سے نوازتا ہے میرا وہ بہترین انعام تم ہو۔۔۔۔۔ تم وہ ہیرا جو اللہ نے مجھے دیا وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔۔۔ آج زینہ اسکے منہ سے اپنی تعریف سن کر اپنا آپ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔ میں اس ہیرے کی قدر نہیں کر پایا میں اسکے لائق نہیں ہوں۔۔۔۔۔ میں بہت برا ہوں اسکی یہ بات زینہ کو چونکا گئی۔۔۔۔۔ عیسیٰ ایسا نہیں کہتے۔۔۔۔۔ میں کوئلہ تھی لیکن آپکی محبت نے مجھے ہیرا بنایا ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ کی محبت میرے دل میں اللہ نہیں ڈالتے تو میں تو ہمیشہ کوئلہ ہی رہتی۔۔۔۔۔ آپکے نکاح کے آنے کے بعد مجھے اپنے آپ کا احساس ہوا ہے۔۔۔۔۔ اور شاید میں سب سے زیادہ خوش نصیب ہوں جو آپ جیسا شوہر میرے نصیب میں میرے اللہ نے لکھا ہے۔۔۔۔۔ ہم اپنے رب کے فضیلوں کو سمجھ نہیں پاتے اگر ہم جو چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا تو ہم اپنے اللہ سے شکوہ شکایتیں شروع کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ جانے بغیر کہ اللہ نے آگے آپکے لیے ایک بہترین انعام رکھا ہے جو آپکو وقت آنے پر ملے گا۔۔۔۔۔ آپ کو اللہ نے مجھے ایک بہت خاص

گئی۔۔۔۔۔ تو عیسیٰ نے بھی اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔ پیار بھرا
لمس پا کر آنسو اور روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔ محبت کی پہلی مہر اسکے ماتھے پر ثبت
ہوئی۔۔۔۔۔ کچھ دنوں میں تمہارے مام ڈیڈ کے گھر چلیں گے۔۔۔۔۔ عیسیٰ
نے کہا۔۔۔۔۔ کیوں زرینہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ کیا
کیوں۔۔۔۔۔ وہ مجھے قصور وار سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے کبھی قبول نہیں کریں
گے۔۔۔۔۔ تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے سمجھی اپنے آپ کو بلیم کرنا بند کرو
۔۔۔۔۔ آپ کی بار اسکے لہجہ میں سختی تھی۔۔۔۔۔ عیسیٰ اسنے
اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ بسسس آگے بات نہیں کریں گے اس بارے میں ٹھیک
ہے۔۔۔۔۔ اس نے کہا تو زرینہ بھی خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔

کیا بنا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے فون کیا منظور خان کو پکڑ لیا گیا ہے۔۔۔۔۔ میں
جوابات کسی تھی وہ سچ ہے منظور خان تابش کے ساتھ تھا۔۔۔۔۔ اسکی اس بات پر
عیسیٰ نے آنکھیں میچی۔۔۔۔۔ اسے بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔۔۔۔۔ انہوں
نے حمزہ کا نام لیا ہے تو اسکی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جارہے ہیں وہ فرار ہو گیا
ہے۔۔۔۔۔ اور سر اس میں زرینہ کے بھائی شاہمیر بھی شامل ہیں۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے چونک کر کہا۔۔۔۔۔ ہاں زرینہ کو آغوا انہوں نے ہی کروایا تھا۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔۔۔۔۔ مال بھی پکڑ لیا گیا ہے۔۔۔۔۔ اور اسکے بنگلے پر دوسپا ہی تعینات کر دئے گئے ہیں۔۔۔۔۔ بہت جلد انکو سزا ہو جائے گی۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ اللہ کا شکر ہے کہ اسنے یہ کامیابی دی۔۔۔۔۔ تم مجھے خبریں دیتے رہنا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ آپکی طبیعت کیسی ہے۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہوں یا راتنی سی چوٹ پر تم سب نے ہاتھ کا چھالہ بنا لیا مجھے بھی میں ٹھیک ہوں اسنے سامنے بیٹھی زرینہ کو دیکھا جو سیب کا ٹٹنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ سر آپ ہمارے سائیں ہیں۔۔۔۔۔ آپکو اللہ بہت لمبی زندگی دے آپکو ہمیشہ خوش رکھے خاور نے دعا دی۔۔۔۔۔ تو اس نے آمین کہا۔۔۔۔۔ تمہیں بھی خوش رکھے یہ بتاؤ شادی کب کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے سوال کیا۔۔۔۔۔ ابھی کہاں۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔۔۔۔۔ ارے اچھے خاصے نوجوان ہوشاد دی کرو گھر بساؤ کب تک اکیلے رہو گے تم عیسیٰ نے کہا۔۔۔۔۔ خاور نے ہمم کہہ کر بات ٹال دی۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے کال رکھی تو زرینہ اسکی جانب متوجہ ہوئی خود تو آپ نے تیس سال کی عمر میں شادی کی اور اس بیچارے کو ابھی سے فورس کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ کون تیس سال کا ہے۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے

اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ کوئی نہیں آپ تو ابھی بھی اٹھارہ کے ہیں زربینہ نے ہنس کر
کہا تو عیسیٰ بھی ہنس دیا۔۔۔۔۔

میری ہر یاد میں تم خیال میں تم یہ کیسی یاد ہے یہ کیسی بات ہے یہ کونسا عشق ہے یہ کونسی
ککش ہے جو کھینچتی ہے مجھے تیرے روبرو۔۔۔۔۔ اٹھاؤ آنکھیں تو دیدار تیرا۔۔۔۔۔ جھکاؤ
آنکھیں تو خیال تیرا۔۔۔۔۔ کیا کرو کہاں نہ جاؤ بتا دے کوئی علاج اسکا تو بھی تو پیاسا ہے
عشق کا تیری آنکھوں میں جو دیکھو محبت حاصل کی جستجو سہر پر سوار ائے۔۔۔۔۔ خدا نہ کرے
اس محبت کو کبھی زاول آئے۔۔۔۔۔
از قلم لائبہ سمیع

عیسیٰ ڈسجارچ ہو کر گھر آچکا تھا۔۔۔۔۔ بی جان اسکے ساتھ بیٹھی تھی اور شرمندہ سی
نظر آتی اپنے بیٹے کی کاروائی پر۔۔۔۔۔ ہارون بھی پاکستان آنے کے لیے وہاں
سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ عیسیٰ میں تو جان بستی تھی اسکی وہ رک کیسے سکتا تھا
ادھر۔۔۔۔۔ جیسے ہی خبر ملی اسنے پاکستان کے لیے روانگی لی۔۔۔۔۔
بیٹا مجھے معاف کر دو میں تابش کی طرف سے تم سے معافی مانگتی ہوں بی جان نے اپنے

دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑے تو وہ انکے قریب آیا ارے بی جان آپ معافی مانگ کر مجھے
شرمندہ کر رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے ان کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں
لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بی جان اس میں آپکی کیا غلطی ہے اسکو اسکی حسد نے یہاں تک
پہنچایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جو اس نے کیا ہے اسکی سزا وہ ضرور بھگتے
گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آپ اسکے لیے کیوں رو رہی ہیں میں اور ہارون کیا آپکے بیٹے نہیں
ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے بی جان کی جانب دیکھا جن کی آنکھوں میں ابھی بھی آنسو تھے
انہوں اپنا ہاتھ عیسیٰ کے گال پر رکھا میرے بچے اللہ تمہیں اور زرینہ کو ہر خوشی دیکھائے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو عیسیٰ انکے گلے
سے لگا اور آنسو بہنے لگے زرینہ بھی وہاں پہنچی تو اسے یہ دیکھ رہینہ بیگم کی یاد آگئی تو آنکھیں
جھمللا اٹھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مام کاش آپ میرا اعتبار کر لیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے دل
میں سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اہممم اسنے گلا کھنکھارا تو عیسیٰ اور بی جان اسکی جانب متوجہ
ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واہ بی جان آپ مجھے بھول گئی اپنے اس اکڑو بیٹے کے آتے ہی وہ
چلتے ہوئے بی جان کے پاس آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچھا تو میں اکڑو ہوں عیسیٰ نے
گھورا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس پر زرینہ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شرارت سوچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں اکڑو نہیں
بلکہ ماہا اکڑو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بی جان کو دیکھا تو وہ دونوں ہنس دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اڑائے مزاق بھی مجھ بیچارے کا دونوں ساس ہول کے عیسیٰ نے بیچاری شکل بناتے ہوئے کہا تو زرینہ نے اپنے دانت نکالے۔۔۔۔۔ بس زیادہ معصوم مت بنو جانتی ہوں میں تمہیں بی جان نے اسکے کاندھے پر ہلکا سا تھپڑ لگایا۔۔۔۔۔ آہ بی جان درد ہوتا ہے۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اداکاری کی حدیں عبور کیں تو زرینہ اور بی جان ہنس دیے۔۔۔۔۔ اللہ کا شکر ہے کہ گھر میں خوشیاں پھر سے لوٹ آئیں۔۔۔۔۔ اور زرینہ تم نے اس پرانے عیسیٰ کو ڈھونڈنا لا جو کہیں گم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ بی جان نے زرینہ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔ تو وہ مسکرا دی اب میں چلتی ہوں زرا شرہ کو بھی دیکھ لوں آج ہارون آنے والا ہے اسکی پسندیدہ ڈش بنا لے۔۔۔۔۔ وہ کمرے باہر چلی گئی تو زرینہ بیڈ کے قریب بیٹھی۔۔۔۔۔ عیسیٰ آپ نے کہا تھا نہ مام ڈیڈ کے پاس چلیں گے۔۔۔۔۔ اس نے عیسیٰ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ ہم آج چلیں پھر اگر تم تیار ہو تو۔۔۔۔۔ وہ عیسیٰ ایک اور بات کرنی ہے آپ سے زرینہ نے جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ نظر کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھی۔۔۔۔۔ کو عیسیٰ نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ وہ وہ۔۔۔۔۔ زرینہ ایسی کیا بات ہے جو تمہیں اتنا سوچنا پڑ رہا ہے اسنے زرینہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔ آپ شاہمیر کو حوالات سے باہر نکلوا دیں مجھے ماموں جان کی کال آتی

تھی وہ بہت رو رہے تھے اور معافی بھی مانگ رہے تھے اپنے کیے گئے رویے کی۔۔۔۔۔ زینہ کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا ہے اس وجہ سے۔۔۔۔۔ وہ جیسے بھی ہیں پر میں میرے رشتے دار میں انکو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔ زینہ نے اپنی پوری بات کو ٹھہر ٹھہر کر کہا۔۔۔۔۔ زینہ میں شاہمیر کو نہیں چھڑا سکتا اسنے تمہیں اغوا کیا تھا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے سگریٹ نکالی اور منہ کی جانب بڑھائی۔۔۔۔۔ آپ یہ گندگی کیوں پیتے ہیں اسنے سگریٹ چھینی اور پھینک دی۔۔۔۔۔ زینہ عیسیٰ نے اسے دیکھا کیا زینہ ہاں۔۔۔۔۔ اگر آئندہ یہ سگریٹ آپکو پیتے دیکھانہ تو۔۔۔۔۔ تو کیا عیسیٰ نے سوال کیا۔۔۔۔۔ تو میں آپکو چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔۔۔۔ آپ سے دور زینہ نے غصے سے جواب دیا۔۔۔۔۔ تو عیسیٰ کھڑا اور دراز میں سے کچھ ڈھونڈنے لگا۔۔۔۔۔ عیسیٰ آپ کیا ڈھونڈ رہیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے پاس آئی مگر اسنے کچھ جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ میری کوئی بات بری لگی ہے آپکو اسنے عیسیٰ کے کانڈھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ تو ایک پل عیسیٰ کا ہاتھ رکا اور دراز سے سگریٹ کے بہت سارے پیکیٹ نکالے۔۔۔۔۔ یہ لو اور جا کر پھینک دو اسے۔۔۔۔۔ وہ مڑا اور کہنے لگا۔۔۔۔۔ مجھے تم سے زیادہ کچھ بھی عزیز نہیں اور یہ بات ذہن سے نکال دو کہ میں تم سے ناراض ہونگا کبھی یہ کہہ وہ دوبارہ

اپنی نشست پر بیٹھا۔۔۔۔۔ اور وہ سگریٹ کے پیکٹ ڈسٹبین میں ڈال
آئی۔۔۔۔۔

بھا بھی ایک بات پوچھو۔۔۔۔۔ وہ سیب کھاتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔ زرینہ
کچن میں چائے بنا رہی تھی۔۔۔۔۔ ہمسہم پوچھو۔۔۔۔۔ اسنے پتی ڈالتے ہوئے
کہا۔۔۔۔۔ یہ اچانک ہمارے بھائی جان پر کونسا جادو ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ اتنے
بدل گئے ہیں اور آج تو مجھے ڈانٹا بھی نہیں انہوں نے۔۔۔۔۔ پیار کا جادو ہوا ہے
انہیں اسنے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ واہ بھئی پتا نہیں میری شادی کب کروائے گی
آپ۔۔۔۔۔ بھئی اپنے اس معصوم دیور کا ہی خیال کر لیں پورے پچیس کا ہو گیا
ہوں مجال ہے کوئی بات ہی چلی ہو شادی کی۔۔۔۔۔ ہارون نروٹھے پن سے
بولا۔۔۔۔۔ بھئی ایک تو تم بہت شادی کے ترسے ہوئے ہو صبر رکھو دیکھتی ہوں
لڑکی تمہارے لیے بھی۔۔۔۔۔ زرینہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
ایسی کیا اہم چیزیں ڈسکس ہو رہی ہیں ادھر پیچھے سے عیسیٰ کی آواز آئی تو دونوں نے پیچھے مڑ
کر دیکھا۔۔۔۔۔ کچھ نہیں بھائی بس اس معصوم کی شادی کا سوچ لیں تھوڑا۔۔۔۔۔
اس نے بیچارگی سے کہا۔۔۔۔۔ ہاں بھئی۔۔۔۔۔ شادی کی عمر تو ہو گئی ہے تمہاری

دیکھی ہے ایک لڑکی میں نے تمہارے لیے۔۔۔۔۔ بہت جلد تمہارے رشتے کی بات کروں گا۔۔۔۔۔ ان سے۔۔۔۔۔ ہیں بھائی۔۔۔۔۔ ہارون کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔۔۔۔۔ بتائیں نہ کون ہے وہ اسنے بے شرمی سے پوچھا۔۔۔۔۔ ابھی نہیں بعد میں بتاؤ گا۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے بات ٹالی۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ اسنے بیچارگی سے کہا تو زینہ ہنس دی۔۔۔۔۔ چہرہ نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ابھی میں اور تمہاری بھابھی جا رہے ہیں چائے خود بنا لو۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اسنے زینہ کا ہاتھ پکڑا اور کچن سے باہر لے آیا۔۔۔۔۔ ارے یہ کیا بد تمیزی ہے وہ کیا سوچے گا۔۔۔۔۔ زینہ نے آنکھیں دیکھائی۔۔۔۔۔ اسکو چھوڑو تم ریڈی ہو جاو گھر کے لیے نکلنا ہے۔۔۔۔۔ اسنے اتنا کہا اور جانے لگا۔۔۔۔۔ میں ریڈی ہوں چلیں۔۔۔۔۔ وہ بھی اسکے پیچھے چلی۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے اسکی جانب دیکھا اور مسکرا دیا۔۔۔۔۔ اسکی جلد بازی پر۔۔۔۔۔

سر عیسیٰ سارم خان آپ سے ملنے آئے ہیں اپنی وائف کے ساتھ۔۔۔۔۔ اشفاق احمد جو کچھ قلم سے کچھ لکھ رہے تھے ایک دم انکا ہاتھ رکا۔۔۔۔۔ کیا سچ میں عیسیٰ آئیں

ہیں۔۔۔۔۔ مگر وہ ادھر کیوں آئے ہیں جہاں تک میں نے سنا ہے وہ بہت مغرور انسان ہیں فیضان سے اکثر اسکا ذکر کرتا تھا۔۔۔۔۔ وہ سوچوں میں گم ہوئے۔۔۔۔۔ انکو بیٹھاؤ میں آتا ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے ملازم کو حکم دیا۔۔۔۔۔ اتنا بڑا بزنس مین ادھر کیسے۔۔۔۔۔ وہ سڑھیاں اتر کر نیچے ڈرائنگ روم کی جانب بڑھے جہاں وہ اور زرینہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئے تو زرینہ بھاگ کر انکے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔ ڈیڈ آنسو روانی سے بہنے لگے زرینہ وہ با مشکل بول پائے اور کچھ آنسو انکی آنکھوں میں آ گئے۔۔۔۔۔ معاف کر دیں ڈیڈ مجھے ڈیڈ میں نے کوئی دھوکہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولے جارہی تھی۔۔۔۔۔ مجھے سب معلوم ہو گیا ہے میری بچی اس پہوکی ہی سازش تھی۔۔۔۔۔ میں نے اسے قید کروادیا ہے جیل میں میری بچی مجھے معاف کر دو آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ جس طرح سے تم کو باہر نکالا تھا ہمت ہی نہیں تھی تم سے سامنا کرنے کی۔۔۔۔۔ میں بہت برا باپ ہوں جو اپنی بیٹی پر اعتبار نہیں کر پایا۔۔۔۔۔ وہ رو رہے تھے۔۔۔۔۔ ڈیڈ ماں کہاں ہے۔۔۔۔۔ مجھے ان سے ملنا ہے اسنے اشفاق احمد سے کہا۔۔۔۔۔ ہاں وہ بھی تمہاری یاد میں ٹرپتی ہے بہت میں ابھی بلاتا ہوں اسے۔۔۔۔۔ انہوں نے اپنے آنسو

[illegible]

[illegible]

۔۔۔۔۔ اس نے ربینہ کی جانب دیکھا جنکا چہرہ حیرانگی میں ڈوبہ ہوا

تھا۔۔۔۔۔ اشفاق احمد کے بھی کچھ یہی تاثرات تھے۔۔۔۔۔ کس

سے کیسے کب رہینہ بیگم نے سوال کیے۔۔۔۔۔ تو اس نے اپنے پر گزری تمام

داستان سنائی۔۔۔۔۔ بیٹا معاف کر دو ہمیں ہم بہت برے ہیں۔۔۔۔۔ وہ

روتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔۔ نہیں مام یہ سب میرے نصیب میں تھا اور ان سب کی

[illegible]

ربینہ بیگم کے دوبارہ گلے لگی وہ تو سوچ رہی تھی کہ اسکے مام ڈیڈ اس پر ابھی بھی غصہ ہونگے

مگر وہ غلط تھی ماں باپ کبھی بھی اپنی اولاد سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہتے آج اسے

اپنے اس فیصلے پر خوشی ہوئی۔۔۔۔۔ اور اس نے عیسیٰ پر شکر بھری نگاہ

ڈالی۔۔۔۔۔ کیا تم ہمیں ہمارے داماد سے نہیں تعارف کرواؤ گی۔۔۔۔۔

ربینہ بیگم نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ عیسیٰ کی جانب پیٹھ کیے کھڑی

تھیں۔۔۔۔۔ تبھی وہ اسے دیکھ نہیں پائی تھیں۔۔۔۔۔ کیا وہ تمہارے ساتھ

آیا ہے۔۔۔۔۔ انہوں نے سوال کیا۔۔۔۔۔ ہاں مام وہ رہے آپ کے پیچھے

[illegible]

پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔ مسٹر عیسیٰ سارم خان۔۔۔۔۔ اشفاق احمد کے منہ سے
 بے اختیار پھسلا۔۔۔۔۔ ڈیڈ آپ جانتے ہیں عیسیٰ کو زرینہ نے حیرانگی سے دیکھا
 ۔۔۔۔۔ ہاں میں نے بہت سنا ہے انکے بارے میں لیکن ملاقات پہلی بار ہو رہی
 ہے۔۔۔۔۔ اشفاق احمد نے تفصیل بیان کی۔۔۔۔۔ میں نے بھی
 آپکے بارے میں بہت سنا ہے۔۔۔۔۔ عیسیٰ قریب آیا۔۔۔۔۔ کیا میں آپکو ڈیڈ
 بلا سکتا ہوں۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے سوال پر وہ مسکرا دیے اور ساتھ زرینہ بھی کیوں
 نہیں بیٹے ضرور۔۔۔۔۔ عیسیٰ کے چہرے پر بھی مسکان دوڑی۔۔۔۔۔
 تنگ تو نہیں کرتی یہ تمہیں ربینہ بیگم نے اسکی جانب دیکھا تو وہ بھی ہنس
 دیا۔۔۔۔۔ مام بہت تنگ کرتی ہے یہ مجھے۔۔۔۔۔ اسکی بات پر زرینہ نے
 اسے گھورا۔۔۔۔۔ بیٹا تم لوگ رات کا کھانا کھا کر جانا ٹھیک ہے
 ۔۔۔۔۔ نہیں مام ہمیں جانا ہے بعد میں آئیں گے
 کبھی۔۔۔۔۔ زرینہ نے کہا بیٹا۔۔۔۔۔ ابھی تو آئے ہو تم انہوں نے زرینہ
 کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ ڈیڈ ہمیں ماموں جان کے گھر بھی جانا
 ہے۔۔۔۔۔ اس نے نیچے نظریں کی۔۔۔۔۔ مگر تمہیں وہاں
 جانے کوئی ضرورت نہیں ہے ربینہ نے سخت لہجے میں کہا تو زرینہ نے انہیں حیرانگی سے

دیکھا۔۔۔۔۔ مام وہ تکلیف میں ہیں ہمیں انکے ساتھ ہونا چاہیے بھلے وہ جیسے بھی
ہیں۔۔۔۔۔ لیکن آپ کے بھائی ہیں وہ۔۔۔۔۔ بلکہ آپ بھی میرے ساتھ
چلیں۔۔۔۔۔ زربینہ نے تجویز پیش کی۔۔۔۔۔ اشفاق احمد بھی ساتھ ہوئے
ہاں ربینہ ہماری بیٹی سہی کہہ رہی ہے ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔۔۔ نہیں اشفاق میں
نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔ ربینہ نے صاف انکار کیا تو زربینہ کا منہ لٹک
گیا۔۔۔۔۔ جیسی آپکی مرضی وہ یہ کہہ کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ اور
باہر کی جانب جانے لگی۔۔۔۔۔ تو سامنے فیضان صاحب کھڑے تھے۔۔۔۔۔
ماموں جان۔۔۔۔۔ اس نے حیرانگی سے دیکھا۔۔۔۔۔ تو ربینہ بیگم نے
بھی اسکی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے فیضان پر نظریں مرکوز کیں۔۔۔۔۔ آپا
معاف کر دیں مجھے پلیر مجھے نہیں بولنا چاہیے تھا زربینہ کو کچھ میں بہت برا ہوں مجھے معاف
کر دیں آپا۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔۔ آج میں اپنا سب کچھ کھو چکا
ہوا اپنی عزت اپنا بیٹا سب مجھے معاف کر دیں شاید یہ میرے گناہوں کی سزا ہے جو مجھے ملی
ہے۔۔۔۔۔ عورت کا دل تو ہوتا ہی نرم ہے فیزان کے آنسو سے انکا دل
نرم پڑا میرا بھائی یہ کہہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔۔۔۔۔ تو زربینہ اور
اشفاق ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا نے لگے۔۔۔۔۔ زربینہ بیٹا تم بھی مجھے

معاف کر دو۔۔۔۔۔ انہوں نے زرینہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ نہیں ماموں ایسے نہیں کریں
 اس نے انکے ہاتھ پکڑے۔۔۔۔۔ غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں بہترین
 انسان وہ ہے جو اپنی غلطیوں کا احساس کرے اور دوبارہ وہ ایسی غلطی نہ کرے۔۔۔۔۔
 آج سب نے زرینہ کا ایک نیا روپ دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جو بہت سمجھدار سی زرینہ
 لگی۔۔۔۔۔ تم لوگ میرے گھر چلو آج میں اپنے داماد کو اپنے گھر کھانا کھلاؤ گا
 فیزان نے اسرار کیا تو زرینہ منع نہیں کر پائی۔۔۔۔۔ جبکہ عیسیٰ باہر کسی سے فون پر
 بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ جب وہاں پہنچی تو سامنے کھڑے شاہ کو دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھلی
 عیسیٰ اسنے اسے دیکھا جو زرینہ کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ
 اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔ عیسیٰ اپنے تو کہتا تھا۔۔۔۔۔ بات ادھوری رہی جن سے محبت
 کی جاتی ہے نہ انکی باتوں کا مان رکھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی انہیں اپنی
 غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ یہی کافی ہے۔۔۔۔۔ آج زرینہ کو عیسیٰ پر
 بہت پیار آیا۔۔۔۔۔ اور عیسیٰ کی عزت مزید دل میں بڑھ گئی۔۔۔۔۔
 وہ مسکرا کر اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگی زندگی بہت خوبصورت تھی اسکے ساتھ

----- اب معلوم ہے پیارا ہوں ایسے دیکھو گی تو نظر لگ جائے گی
----- اس نے کان میں سرگوشی کی توزرینہ مسکرائی۔۔۔۔۔ بہت
چھجھورے ہیں آپ۔۔۔۔۔ اس نے عیسیٰ کو دیکھا۔
آپ نے بنا دیا یہ کہ اسنے آنکھ دبائی توزرینہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔ حد ہوتی
ہے۔۔۔۔۔ محبت تو بے حد ہوتی ہے عیسیٰ نے حاضر جوابی میں بولا
آپ سے بحث میں نہیں جیت سکتی میں۔۔۔۔۔ جیتنے بھی نہیں دوں گا
اففف میں جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ کیا چلی جاؤ
گی۔۔۔۔۔ اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔ نہیں کبھی نہیں وہ بھی جواب میں
بولی۔۔۔۔۔ تو ابھی ایسا کیوں بولا۔۔۔۔۔ وہ ماموں بلا رہیں ہے مجھے
اسنے کھسکنے میں عافیت جانی کیونکہ وہ جانتی تھی یہ بحث کبھی ختم نہیں
ہوتی۔۔۔۔۔ عیسیٰ بھی مسکراہٹ دبا کر وہاں سے گیا۔۔۔۔۔

کیا تم نے مجھے معاف کر دیا زرینہ۔۔۔۔۔ شاہ نے اس سے سوال کیا۔۔۔۔۔
ہممم اسنے اتنا کہا اور جانے لگی۔۔۔۔۔ زرینہ مجھے معاف کر دو میں غلط تھا محبت
زبردستی حاصل نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ مجھے سمجھ آ گیا ہے۔۔۔۔۔ اچھا ہوا جلد سمجھ

گئے تم۔۔۔۔۔ میرے اس رویے کہ باوجود عیسیٰ نے مجھے آزاد کیا

----- شکر مندہ ہوں میں اور شکر گزار بھی ----- شکر یہ اس رب کا ادا کرو

[illegible]

نظریں نیچے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب میں پاکستان میں مزید نہیں رہوں گا میں جا رہا ہوں

لندن ----- میرے سارے رویوں کی معافی چاہتا ہوں اور شرمندہ ہو

میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں چاہوں گا کہ ہمارے درمیان جو کزن والا رشتہ ہے وہ برقرار

رہے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں میں اس لائق نہیں ہوں لیکن زربینہ تم مجھے معاف

نہیں کر سکتی کیا۔۔۔۔۔ اس کے لہجے میں درد واضح تھا۔۔۔۔۔ تم وعدہ کرو

کہ بہت جلد تم شادی کر لو گے کسی سے اور اپنی زندگی میں خوش رہو گے زریںہ نے

کھا۔۔۔۔۔ وعدہ۔۔۔۔۔ شاہمیر نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔

پھر ٹھیک ہے شاہمیر۔۔۔۔۔ اسنے کہا۔۔۔۔۔ بھائی کون بولے گا

.....شاہ نے سوال کیا۔۔۔۔۔مجھے معلوم ہے میرے بہنوئی کو نہیں پسند

کے تم مجھے نام سے پکارو شاہمیر بھائی بونا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہمیر نے کہا تو

زیرینہ نے بھی ہنستے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔۔ وہ وہاں

سے چلی گئی تب ایک آنسو شاہ کی آنکھ میں آیا اس نے آنسو صاف کیا اور مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

[illegible]

کر کے یہ جاب جوائن کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نے سوچا تھا شادی کے بعد میں اپنی بیوی سمیت ایک چھوٹے سے گھر میں رہو گا ایک عام آدمی کی طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں وہ میرا انتظار کرے گی میں اسکے لیے گھرے لے آؤ گا پھر ویک اینڈ پر ہم دونوں وائر فال کی جانب جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے مجھے بچپن سے وائر فال بہت پسند ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہاں ایک الگ سکون ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ایسا سکون جو روح میں اترتا ہے پانی جب پتھر پر پڑتا ہے تو وہ آواز مجھے سکون دیتی ہے وہاں موجود ہریالی مجھے اپنی طرف بلاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہاں پرندوں کی آواز بہت حسین لگتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اس بات کا زکراس سے بھی کیا تھا مگر ساحرہ نے اس بات کا کوئی جواب ہی نہیں دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر یہ بات وہیں ختم ہو گئی تو میں نے وہ جاب بھی چھوڑ دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو کیا ایسا اب نہیں ہو سکتا زرینہ نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا تم رہ لوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم بچپن سے ہی عیش و آرام کی طرز زندگی گزارتی آئی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا تم رہ لوگی مڈل کلاس بن کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ آپکے ساتھ تو میں کہیں بھی رہ لوگی اسنے عیسیٰ کے کاندھے پر سر رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم پہلی ایسی لڑکی ہو جو دولت سے دور جا رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لڑکیاں تو امیر

ہونے خواہش کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پاگل ہوتی ہیں اصل سکون دولت نہیں ہے ہم
دولت سے وہ سکون نہیں خرید سکتے جو سکون اللہ نے رشتوں کے بیچ دیا ہے ان چیزوں کو
دولت کے ترازو میں نہیں تولتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور عیسیٰ میرا سکون اللہ نے آپکو بنایا
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ جہاں خوش ہونگے وہاں ہی میں خوش ہوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
آپ کی خوشی ہی میرے لیے سب کچھ ہے ناجانے کیوں کب کہاں کیسے اتنی دیوانوں کی طرح
محبت ہو گئی آپ سے میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ بنگلے یہ گاڑیاں مجھے سکون نہیں
دیتے آپ کی چہرے کی مسکراہٹ مجھے سکون دیتی ہے یہ کہہ کر اسنے عیسیٰ کے سینے پر سر رکھ
دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری کن نیکیوں کا صلہ ہو تم میں نہیں جانتا لیکن میں اپنے اللہ
کا شکر گزار ہوں اسنے تم جیسا ہمسفر مجھے دیا میں جنت میں بھی اپنے اللہ سے تمہارا ساتھ مانگو
گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم میرے لیے اب سب کچھ ہو تم ایک بہترین تحفہ ہو جو اللہ نے مجھے دیا
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہاری ہمیشہ حفاظت کروں گا اور کبھی تمہاری آنکھوں میں
آنسوؤں کا سبب نہیں بنوں گا یہ کہہ کر اسنے حصار مضبوط کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو زینہ بھی
مسکرائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(پانچ سال بعد)

ڈیڈ ڈیڈ حیا نے مجھے مارا ہے عباس روتا ہوا آیا۔۔۔۔۔ عیسیٰ جو کام پر سے آیا تھا اب اپنے بچوں کی لڑائیاں سلجھانے بیٹھا تھا نو۔۔۔۔۔ ڈیڈ پہلے عباس بھائی نے میرے بال کھینچے تھے۔۔۔۔۔ دو سال کی حیا بولی۔۔۔۔۔ کیوں بھئی عباس اپنے میری لاڈلی کو کیوں مارتا تھا۔۔۔۔۔ عیسیٰ مصنوعی غصے میں بولا۔۔۔۔۔

ہاں ہمیشہ آپ اپنی لاڈلی کا ہی ساتھ دیں زریں پانی لیکر آئی۔۔۔۔۔ ہاں بھئی میری لاڈلی ہے یہ اسکا تو ساتھ دوں گا۔۔۔۔۔ اور تم اپنے عباس کا ساتھ دیتی ہو ہمیشہ۔۔۔۔۔ اسکی اس بات پر زریں عباس کے پاس آئی اور اسے گود میں بٹھایا۔۔۔۔۔ انکے دو بچے تھے حیا اور عباس۔۔۔۔۔ حیا دو سال کی تھی جبکہ عباس چار سال کا۔۔۔۔۔ آپکو پتہ ہے نہ آج مام نے بلایا ہے بی جان ہارون اور زریں آئے ہونگے گھر۔۔۔۔۔ ہمیں بھی جانا ہے۔۔۔۔۔ ماما وہاں رحاب بھی ہوگی عباس نے سوال کیا۔۔۔۔۔ ہاں ماما کی جان اسنے عباس کے گال کو چوما۔۔۔۔۔

رحاب ہارون اور زریں کی تین سالہ بیٹی تھی۔۔۔۔۔ اپنے خاور کو بولا تھا زریں نے سوال کیا۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ کیوں وہ آپکا بزنس سنبھالنے کی حد تک ہے کیا زریں غصہ ہوئی۔۔۔۔۔ نہیں بھئی اسکی نئی نئی شادی ہوئی ہے میں نے اسے ساؤتھ کوریا بھیجا ہے گھومنے پھرنے کے لیے سنا تھا بھابھی کورین ڈرامے دیکھتی ہیں تبھی اسکو ادھر

بھیج دیا۔۔۔۔۔ اس نے تفصیل بیان کی۔۔۔۔۔ او اچھا۔۔۔۔۔ زریںہ نے کہا
۔۔۔۔۔ ایک تو تم بنا بات مجھ پر غصہ ہوتی ہو اسنے بیچارا سامنہ بنایا۔۔۔۔۔
تو زریںہ ہنس دی۔۔۔۔۔ وہ عیسیٰ کی خواہش کے مطابق اب ویسے ہی لائف
اسٹائل گزارتے جس میں وہ بہت پرسکون اور خوش تھے۔۔۔۔۔ یہ بات تو
یقینی ہے اصل خوشیاں پیسوں سے نہیں ملتی۔۔۔۔۔ اب چلیں دیر ہو رہی ہے ویسے
بھی تیار ہو جائیں۔۔۔۔۔ اس نے عباس کو گود سے اتارا اور حیا کو بھی اور تیار ہونے چلی
گئی۔۔۔۔۔ تابش کو پانچ سال کی سزا ہوئی تھی اور وہ جیل کی رہائی کے بعد امریکا شفٹ
ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ منظور خان کو پچانسوی کی سزا سنائی گئی تھی۔۔۔۔۔ حمزہ کو اسکی
جاب سے نکال دیا گیا تھا اور ایک لاکھ جرمانہ کے ساتھ تین سال کی سزا ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ طاہر صاحب کی دونوں بیٹیوں کی شادی ہو چکی تھی اور طاہر صاحب زیادہ
تر بزنس کے سلسلے میں باہر رہتے تھے۔۔۔۔۔ بی جان ہارون اور زینیہ کے ساتھ رہتی
تھیں عیسیٰ اور زریںہ ہر روز وہاں کا چکر لگایا کرتے تھے۔۔۔۔۔ شاہمیر نے کلثوم
سے شادی کی تھی۔۔۔۔۔ اور انکی ایک سال کی بیٹی تھی جسکا نام انہوں نے علمیرہ
رکھا تھا۔۔۔۔۔ شاہ بھی اپنی زندگی میں بہت خوش تھا۔۔۔۔۔ علمیرہ
میں تو اسکی جان بستی تھی۔۔۔۔۔ آج زندگی خوشیوں سے بھری تھی۔۔۔۔۔

بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چلیں اب دیر ہو رہی ہے وہ تیار
ہو کر بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ عیسیٰ اب بھی بچوں کے ساتھ بچہ بنا کھیل رہا
تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ آپ بھی بچے بن جاتے ہیں میں نے انکو تیار کیا تھا
آپ نے سارے کپرے خراب کر دیے وہ عیسیٰ پر غصہ ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور
دیکھیں دیر ہو رہی ہے چلیں اب اپنے وردی بھی چیخ نہیں کی افف اللہ کیا کرو آپکا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے عباس کے بال ٹھیک اور حیا کے کپرے ماما ڈیڈ کو نا ڈانٹے حیا
نے فورن باپ کی سانڈلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لو آگئی باب چمچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی بات پر عیسیٰ
نے کہا اور میں آپکا چمچہ زرینہ نے اسکا ہاتھ پکڑا چلیں جائیں اور چیخ کریں اسے دھکا دیتی
واشر ورم کی جانب لے گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور گیٹ بند کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور حیا اور
عباس کا بگڑا حلیہ سدھارنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ وہاں پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اور سب آپس میں باتیں کر رہے تھے بی جان بھی بہت خوش تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اج
زندگیوں میں خوشیاں تمہیں سکون تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بچے سوچکے تھے وہ بالکونی میں کھڑی تھی جب ساتھ عیسیٰ بھی آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ میں
آج اللہ کا بہت شکر گزار ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے اس نے وہ سب دیا جس کا میں خواہشمند

تھا۔۔۔۔۔ میری زندگی میں سکون ہے خوشیاں ہے اور سب سے بڑھ کر تم ہو میری
 محبت دن بہ دن تم سے بڑھتی جا رہی ہے تم نے مجھے مکمل کر دیا ہے زینہ۔۔۔۔۔
 اسنے عیسیٰ کو دیکھا۔۔۔۔۔ اپ یہ بات مجھے روز کہتے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے عیسیٰ
 کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ عیسیٰ اپنے مجھے مکمل کیا ہے مجھے کوئلے سے ہیرہ بنایا
 ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں آپکی بیوی ہوں۔۔۔۔۔ اور آپکے بچوں کی ماں
 ہوں۔۔۔۔۔ اسنے اپنا سر عیسیٰ کے سینے سے ٹکایا۔۔۔۔۔ اور جب
 تک یہ زندگی میں آپ سے وفا کروں گی آپ پہلے اور آخری انسان ہیں جو میری زندگی میں
 ہیں۔۔۔۔۔ تم بھی اپنے لیے میرے یہی جزبات سمجھو عیسیٰ نے پیار سے کہا اور
 اپنا حصار مضبوط کر دیا۔۔۔۔۔ زینہ اور عیسیٰ کی کہانی مکمل ہوئی۔۔۔۔۔

کچھ نہیں دینے کو تمہیں چلو۔۔۔۔۔

یہ وفائیں تمہارے نام کرتے ہیں۔۔۔۔۔

سانسوں میں روانی ہے جب تک۔۔۔۔۔

تب تک نام رہے میرے دل پر تیرا۔۔۔۔۔

چلو یہ آرزو بھی تم سے بیاں کرتے ہیں۔۔۔۔۔

تم دنیا کی بات کرتے ہو۔۔۔۔۔

ہم جنت میں جانے کی خواہش بھی تیرے ساتھ رکھتے ہیں۔۔۔۔۔

تو ہی ہے جو نظروں کو بھا گیا۔۔۔۔۔

اب تو ہی نگران ہے ان نگاہوں کا۔۔۔۔۔

نہ تجھ سے پہلے کوئی تھا زندگی میں۔۔۔۔۔

نہ تیرے بعد کوئی ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو یہ عہد بھی آج تیرے نام کرتے ہیں۔۔۔۔۔

تیرے لبوں کی مسکراہٹ ہے سکوں میرا۔۔۔۔۔

تیرایوں سینے سے لگانا ہے زندگی میری۔۔۔۔۔

تمہارے ساتھ جینے کی آرزو رکھتے ہیں۔۔۔۔۔

میرے دل کی ہر شام کو تیرے نام رکھتے ہیں۔۔۔۔۔

یہ ساری وفائیں تیرے نام رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از قلم لائحه سمیع

ختم شد